خلیل و ذبیح علیہما السلام

خطبات

صاحبزادہ سید افتخار الحسن زیدی

ترتیب و تدوین

صاحبزادہ محمد توصیف حیدر چشتی

مکتبہ نوریہ رضویہ

Marfat.com

خلیل و ذبیح علیہما السلام

خطبات

صاحبزادہ سید افتخار الحسن زیدی

ترتیب و تدوین

صاحبزادہ محمد توصیف حیدر چشتی

چشتی کتب خانہ

ارشد مارکیٹ جھنگ بازار فیصل آباد

Cell:0300-6674752

Marfat.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب	خلیل وذبیح
افادات	صاحبزادہ سیّد افتخار الحسن زیدی
ترتیب وتدوین	محمد توصیف حیدر چشتی
کمپوزنگ	چشتی کمپوزرز
پہلی بار	2009
ہدیہ	200

ملنے کا پتہ

مکتبہ نوریہ رضویہ

گلبرگ اے فیصل آباد

Marfat.com

اِنتساب

اپنے والد مکرم و محتشم، محقق العصر، فناء فی الرسول، نائب حسان

حضرت علامہ صائم چشتی رحمۃ اللہ علیہ

کے نام

جنکی صاحبزادہ سیّد افتخار الحسن زیدی سے

والہانہ محبت اس کتاب کی تدوین کا باعث بنی

محمد توصیف حیدر

نذرِ عقیدت

سیّدنا و امامنا آدم سادات، جگر گوشہء سیّد الشہداء

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام

کے حضور

محمد توصیف حیدر

Marfat.com

فہرست

دیباچہ ۱۴

تقریظ ۱۷

منقبت از علامہ صائم چشتی ۱۹

منقبت از محمد لطیف ساجد ۲۰

نبوت ۲۳

بعض افضل ہیں ۲۴

تعظیم انبیاء ۲۴

قرآن کا انداز ۲۵

مقبول اور مردود ۲۶

یہ عقیدہ غلط ہے ۲۸

نسب نامہ ۲۹

آزر اور تارخ ۳۲

آزر چچا تھا ۳۲

حضور کی نسل ۳۲

نورِ محمدی ۳۴

قرآن سے گواہی ۳۴

چچا کیلئے لفظ باپ کا ثبوت ۳۵

آزر کو ابیہ کہنے کی وجہ ۳۷

ہمارا عقیدہ ۳۸

تاریخ ابن خلدون ۳۹

ابن ابی حاتم کی روایت ۳۹

امام سیوطی فرماتے ہیں ۳۹

ابن عباس کا قول ۴۰

ایک اور دلیل ۴۰

آزر کیلئے والد کا لفظ نہیں آیا ۴۱

آقا نے فرما دیا ۴۱

اعتراض ۴۲

آزر کی موت ۴۲

آزر جل گیا ۴۳
قصص القرآن میں چچا ۴۴
صاوی کا حوالہ ۴۴
حضرت ابراہیم کی دعا ۴۵
امام فخرالدین رازی ۴۵

نمرود ۴۷

نمرود کی پیدائش ۴۷
حضرت عابر سے نمرود کی جنگ ۴۹
نمرود کا جشن تاجپوشی ۵۰
تین سو سالہ نجومی سے گفتگو ۵۱
نمرود کا پہلا خواب ۵۲
دوسرا خواب ۵۳
تیسرا خواب ۵۳
نمرود کا اعلان ۵۴
ایک لاکھ بچے قتل ہوئے ۵۵
قدرت کا انتظام ۵۵
حضرت نونا کی حفاظت ۵۷
سازشیں ناکام ہوگئیں ۵۸
ولادتِ حضرت ابراہیمؑ ۵۸
انگلیوں سے مشروب ۵۹
سات برس غار میں ۵۹
ماں سے گفتگو ۶۰
مصلحت کے تحت ۶۱
آزر کو بتادیا ۶۲
آزر کو تبلیغ ۶۳
آزر سے مناظرہ ۶۳
پتھر فائدہ دیتا ہے ۶۵
حضرت خلیل اللہ کا معجزہ ۶۷
بے ایمان رہا ۶۸
ضعیفہ کا ایمان قبول کرنا ۶۸
معبود چوری ہوگیا ۶۹
نمرودیوں کا عید کا دن ۷۱
علالت کا سچا جواز ۷۲
خلیل اللہ عیدگاہ نہیں گئے ۷۳
سب لوگ چلے گئے ۷۴
بتوں کی شامت ۷۵

Marfat.com

۲۷ بت توڑ ڈالے ۷۵
لوگوں کی شکایت ۷۶
ابراہیمؑ نمرود کے دربار میں ۷۸
نمرود کے ساتھ مناظرہ ۷۸
الوہیت کی دلیل ۷۹
نمرود کا جواب ۸۰
دوٹوک بات ۸۰
ایک نکتہ ۸۲
خلیل اللہ نارِ نمرود میں ۸۳
مشورہ دینے والے کا انجام ۸۳
ایک مشرکہ عورت کی منّت ۸۴
آتشِ نمرود ۸۴
آگ کہاں جلائی ۸۵
نمرود کا حکم ۸۵
حضرت جبریل کا ایک دعویٰ ۸۶
طاقت کا امتحان ۸۷
جبریل خلیل کے پاس ۸۸
ہوا کا فرشتہ ۹۰
پانی کا فرشتہ ۹۰
خلیل اور حبیب میں فرق ۹۲
جبریل کی دوبارہ آمد ۹۳
اللہ کا خلیل آگ میں ۹۴
امام رازی کا فرمان ۹۵
نو دن آگ میں رہے ۹۶
ایک چڑیا کی عقیدت ۹۶
آگ سے خطاب ۹۷
نمرود کی بیٹی ۹۸
نمرود کی بیٹی آگ میں ۱۰۰
آگ نے کیوں نہیں جلایا ۱۰۱
نمرود سے بات چیت ۱۰۲
ابراہیمؑ دربارِ نمرود میں ۱۰۳
ہجرت کا حکم ۱۰۳
حضرت ابراہیمؑ کی ہجرت ۱۰۴
ہجرتِ شام ۱۰۵
مصر کا حاکم ۱۰۵
حضرت ابراہیم کی: ۱۰۸

Marfat.com

بادشاہ تائب ہو گیا ۱۰۹
حضرت ابراہیم کا علم ۱۰۹
اپنی بیٹی کو حضرت سارہ کا خادمہ بنا دینا ۱۱۰
حدیث پاک ۱۱۱
فلسطین میں آمد خلیل ۱۱۲
ریت گندم بن گئی ۱۱۲
کیسے زندہ کرتا ہے استفسارِ خلیل ۱۱۳
اطمینانِ قلب کے لئے ۱۱۵
غیر مذہب والوں کا اعتراض ۱۱۵
خواجہ حسن بصری کا قول ۱۱۶
ان چار کا انتخاب کرنے کی وجہ ۱۱۷
اِن کے نقائص ۱۱۸
خالص پرندوں کو لینے کی وجہ ۱۱۹
ایک اور وجہ ۱۱۹
معرفت کی بات ۱۲۱
چار کام کرو ۱۲۲
گنہگار کے لئے چار کام ۱۲۲
پہاڑوں پر چار ڈھیریاں رکھیں ۱۲۳
چاہیے تو یہ تھا ۱۲۴
الگ کیوں نہیں رکھے ۱۲۵
قیمہ اُڑنے لگا ۱۲۵
حبیبِ خدا کا معجزہ ۱۲۶
عین الیقین کا درجہ مل گیا ۱۲۶
دین کی تبلیغ ۱۲۷
نمرود کا انجام ۱۲۷
نمرود کا مینار بنوانا ۱۲۷
تین تیر مارے ۱۲۸
مینار گر گیا ۱۲۹
نمرود کی بکواس ۱۳۰
اللہ کی فوج ۱۳۰
مچھر بھیجنے کی وجہ ۱۳۱
نمرود کی موت ۱۳۱
نمرود مر گیا ۱۳۶
ولادت حضرت اسماعیلؑ ۱۳۶
اعجازِ نبوت ۱۳۹

Marfat.com

حضرت ہاجرہ سے نکاح ۱۴۰
ولادت ذبیح اللہ ۱۴۱
حلیم باپ کا حلیم بیٹا ۱۴۲
حضرت سارہ کا رشک ۱۴۴
قسم پوری کی ۱۴۵
واذ ابتلاء ابراہیم ۱۴۶
ایک اور آزمائش ۱۴۸
حضرت ہاجرہ کا صبر ۱۴۸
پانی کی تلاش ۱۴۹
سات چکر لگائے ۱۵۰
چشمہ جاری ہو گیا ۱۵۱
آبِ زم زم ۱۵۱
منکرین تبرک ۱۵۲
کھڑے ہو کر پینا ۱۵۳
آب زمزم افضل پانی ہے ۱۵۴
آبِ زمزم سے افضل پانی ۱۵۴
صفا اور مروہ ۱۵۵
آبِ زم زم ک برکت ۱۵۶
ابن عباس کی روایت ۱۵۷
نبی کے قدموں کی بدولت ۱۵۷
نجدی شہزادوں کا حال ۱۵۸
مکہ آباد ہونے لگا ۱۵۹
قبیلہ بنی جرہم ۱۶۰
خادم بن گئے ۱۶۱
سب سے پہلے عرب ۱۶۱
ہاجرہ کا یقین کامل ۱۶۲
ولادت حضرت اسحاقؑ ۱۶۳
فرشتوں کیلئے کھانا پکایا ۱۶۴
حضور کی حقیقت نور ہے ۱۶۵
صومِ وصال ۱۶۶
کمزور کیوں ہو گئے ہو ۱۶۶
یہ بشریت ہے ۱۶۷
یہ نورانیت ہے ۱۶۸
ہم فرشتے ہیں ۱۷۰
حضرت سارہ کی حیرانی ۱۷۰
خلیل کا فرشتوں سے مکالمہ ۱۷۱

Marfat.com

کیا ضرورت تھی بحث کی	۱۷۲	ایک اور روایت	۱۸۶
گلشن ابراہیمی میں بہار	۱۷۴	محبت کا غلبہ	۱۸۶
کیا اسحاق ذبیح ہیں ؟	۱۷۴	انبیاء کا خواب وحی ہوتا ہے	۱۸۷
ذبیح کون ؟	۱۷۴	دشوار منزل	۱۸۸
طبری کا قول	۱۷۵	خلیل کی اللہ سے محبت	۱۹۰
شہرت پذیر اَمر	۱۷۵	بارہ ہزار ریوڑ	۱۹۱
ایک اور دلیل	۱۷۷	تمام دولت لے لو	۱۹۲
نفرت کی وجہ سے	۱۷۸	خلیل کا حاجرہ کو حکم	۱۹۳
حضرت ہاجرہ سے بغض	۱۷۸	وفا شعار بیوی	۱۹۳
ان کی مجبوری ہے	۱۷۹	شیطان کی آخری کوشش	۱۹۴
معالم التنزیل کا حوالہ	۱۸۰	جواب لاجواب	۱۹۵
دلیل خود دنبہ ہے	۱۸۰	خلیل کی بیٹے سے گفتگو	۱۹۶
اسحاق مکہ میں نہیں تھے	۱۸۲	اسماعیل کا لفظی معنیٰ	۱۹۷
ایک اور دلیل	۱۸۲	مرتبۂ صابر	۱۹۸
وفدینٰہ بذبح عظیم	۱۸۴	ابلیس کا خلیل کے پاس آنا	۱۹۹
خواب میں حکم	۱۸۴	خلیل اللہ کا جواب	۱۹۹
سو بکریاں اور گائے قربان	۱۸۵	سات کنکریاں ماریں	۲۰۰
بیٹا قربان کرنے کی وجہ	۱۸۵	ابلیس زوجۂ خلیل کے پاس	۲۰۰

Marfat.com

ابلیس دوبارہ خلیل کے پاس ۲۰۲
حضرت اسماعیل کی وصیت ۲۰۲
اسماعیل کو دیکھ لو ۲۰۴
کوئی فرشتہ قربان نہیں ہوا ۲۰۶
جلدی کیجئے ۲۰۸
ستر مرتبہ چھری چلائی ۲۰۸
فطرت کی بات ۲۱۰
خواب سچ کر دکھایا ۲۱۲
تکبیر ۲۱۳
کچھ مانگ لیں ۲۱۳
اللہ کے خلیل نے کیا مانگا ۲۱۴
حدیث رسول الثقلین ۲۱۴
پہلی مرتبہ ۲۱۵
دوسری مرتبہ ۲۱۶
تیسری مرتبہ ۲۱۶
چوتھی مرتبہ ۲۱۷
قدرت کا کرشمہ ۲۱۷
جنت کا دنبہ ۲۱۸
کس سے محبت کرتے ہیں ۲۱۹
ذکر کربلا سے آنکھیں نم ہوگئیں ۲۲۰
وفدینہ بذبح عظیم ۲۲۰
حضرت اسماعیل کا فدیہ ۲۲۱
منتظر ماں ۲۲۳
سجدۂ شکر ۲۲۳
بنی جرہم کی محبت ۲۲۴
حضرت اسماعیل کی شادی ۲۲۵
تیز زبان بیوی ۲۲۶
دنیا کی پہلی طلاق ۲۲۶
ذبیح اللہ کی دوسری شادی ۲۲۷
کعبۃ کی تعمیر ۲۲۸
تعمیر کعبہ کا حکم ۲۳۰
پتھر کی شان ۲۳۲
خلیل اللہ کا اعلان ۲۳۳
خلیل اللہ کا معجزہ ۲۳۴
ابراہیمؑ کی دعائیں ۲۳۵
دو ہزار سال پہلے ۲۳۶

Marfat.com

امان والا شہر	۲۳۷	تحت الثریٰ تک دیکھا	۲۵۳
فساد نہیں ہوسکتا	۲۳۸	معراجِ خلیل کا کمال	۲۵۴
سب سے اہم دُعا	۲۳۸	خلیل اللہ کے خصائص	۲۵۵
دعائیں قبول ہوئیں	۲۳۹	ضیافت کرنا	۲۵۶
مزید دُعائے ابراہیمی	۲۴۰	ربّ کے دسترخوان سے کھاتا ہے	۲۵۷
مستجاب الدعوات	۲۴۱	خلیل اللہ کا تیسرا خواصہ	۲۵۸
خلیل اللہ	۲۴۲	خلیل اللہ کا چوتھا خواصہ	۲۵۸
اللہ سے تعلق	۲۴۳	خلیل اللہ کا پانچواں خاصہ	۲۵۹
حضرت محمد مصطفیٰ سے تعلق	۲۴۴	اللہ کے خلیل کا چھٹا خاصہ	۲۵۹
آلِ محمد سے تعلق	۲۴۴	خلیل اللہ کے چند شمائل	۲۶۱
اُمت محمدیہ سے تعلق	۲۴۵	سب سے پہلے ختنہ	۲۶۱
نماز میں ذکر خلیل	۲۴۶	منبر پر خطبہ	۲۶۲
درود میں ذکر خلیل	۲۴۷	ہاتھ میں عصا پکڑنا	۲۶۲
شریعت میں ذکر ابراہیمی	۲۴۷	معانقہ کرنا	۲۶۳
شیطان کوری کرنا	۲۴۸	پاجامہ پہننا	۲۶۳
قربانی کرنا	۲۴۸	مالِ غنیمت	۲۶۳
حضرت امام حسینؑ	۲۵۱	قیامت کے دن ردائے رحمت	
ابراہیم خلیل اللہ کی معراج	۲۵۱	خلیل کو ملے گی	۲۶۳

Marfat.com

بیس صحائف کا نزول ۲۶۴
خلیل اللہ کا وصال ۲۶۴
ملک الموت کا آنا ۲۶۵
کچھ تاریخ کے حوالے سے ۲۶۸
خلیل اللہ کی ازواج ۲۶۸
سیّدہ ہاجرہ ۲۶۸
حضرت قنطورا ۲۶۸
حضرت حجین ۲۶۹
ذبیح اللہ ۲۶۹
حجر اسود ذبیح اللہ کو ملا ۲۷۱
ذبیح اللہ کے فضائل ۲۷۱
ذبیح اللہ کا عظیم درجہ ۲۷۲
ذبیح اللہ جامع الکمالات ۲۷۳
حضرت ذبیح اللہ ۲۷۳
ذبیح اللہ فانوس ہیں ۲۷۵
طاق خلیل اللہ ہیں ۲۷۵
آپ یقین کے شہسوار ۲۷۶
مقام حیرت کی سیر ۲۷۶
کیسے تسلیم کر لیں ۲۷۸
نورِ محمدی اور ذبیح اللہ ۲۷۹
اعتراض ۲۷۹
تابوت سکینہ ۲۷۹
نبوت بنی اسماعیل کیوں نہیں ۲۸۰
ایک وجہ یہ تھی ۲۸۱
تابوت سکینہ میں کیا تھا ۲۸۲
زیادہ شرف ہے ۲۸۳
متولی کعبہ ۲۸۴
دعائے ذبیح ۲۸۴
حضرت ذبیح اللہ کا وصال ۲۸۵
اسلام کے غدار ۲۸۸

دیباچہ

پاک و ہند میں فن خطابت کے حوالہ سے جن ہستیوں نے کارہائے نمایاں انجام دیئے اُن میں ایک معتبر نام افتخارِ ملت، شہنشاہِ خطابت حضرت صاحبزادہ سیّد افتخارالحسن زیدی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔ ستر کی دہائی میں سارے پاکستان میں خطابت کے حوالہ سے صاحبزادہ کا طوطی بولتا تھا تب سے آپ کے وصال تک آپ کا عروج رہا حتیٰ کہ فالج بھی آپ کی خطابت کو مفلوج نہیں کر سکا۔

میں نے حضرت صاحب کی زیارت پہلی مرتبہ ۱۹۸۴ء کی آپ اکثر والد محترم مفسرِ قرآن حضرت علامہ صائم چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس تشریف لایا کرتے تھے اور بہت زیادہ محبت فرماتے۔ صاحبزادہ صاحب نے خطابت کے ساتھ تصنیف کا کام بھی کیا جن میں قابلِ ذکر کتب مقاماتِ نبوت خاکِ کربلا، مقاماتِ صحابہ، کفریزید، المعراج وغیرہ ہیں۔ صاحبزادہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا حضرت علامہ صائم چشتی رحمۃ اللہ علیہ سے تعلق کا اندازہ اس بات سے لگائیں کہ آپ کی معروف کتاب ماہِ کنعان کا نام بھی میرے والد گرامی حضرت علامہ صائم چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے رکھا اور صاحبزادہ صاحب نے ایمان ابی طالب پر کئی صفحات پر مشتمل خوبصورت تقریظ لکھی جس میں حضرت علامہ صائم چشتی کو خراجِ تحسین پیش کیا۔ نیز المعراج اور کفریزید میں بھی حضرت علامہ صائم چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمات پر روشنی ڈالی جبکہ صاحبزادہ صاحب کی معروف کتاب خاکِ کربلا کو دنیا میں متعارف کروانے کا سہرا بھی میرے والد گرامی حضرت علامہ صائم چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے سر پر تھا جنہوں نے

نہایت محبت کے ساتھ اس کتاب کی کتابت کروا کر اسے پرنٹ کیا اور یوں سلسلہء تصانیف شروع ہوا،

صاحبزادہ افتخارالحسن زیدی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بہت سی کتابیں لکھیں لیکن ایک کتاب جس کا اشتہار دیا "خلیل وذبیح" تکمیل کے مراحل تک نہ پہنچ سکی صاحبزادہ صاحب نے اس سلسلے میں تحریری طور پر جتنا بھی کام فرمایا وقت کی دلدل میں چھپ گیا۔

ایک دن معاً یہ خیال آیا کہ صاحبزادہ صاحب کے چند کیسٹ جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے واقعات پر ہیں کیوں نہ تحریر میں لائے جائیں پھر اس بات پر جانشین افتخارِ ملت حضرت صاحبزادہ سیّد ابرارالحسن صاحب جو میرے بہت محترم دوستوں میں سے ہیں مشورہ کیا جس پر صاحبزادہ صاحب نے اظہارِ مسرّت فرمایا کہ یہ کام ہو جائے اور کتاب مرتب کر لی جائے اور افتخارِ ملت کے بیانات کو سپردِ قرطاس کر لیا جائے تو اس سے دو بڑے فائدے حاصل ہوں گے۔

نمبرا تو یہ کہ والد گرامی کی کتابوں کی فہرست بھی پایہء تکمیل تک پہنچ جائے گی دوسرا یہ کہ اُن کے خاص نکات اور اندازِ خطابت اہلِ علم حضرات تک پہنچ جائیں گے چنانچہ جانشین افتخار ملت کی حوصلہ افزائی سے سینہ سپر ہو کر کام شروع کر دیا تقریباً آدھی کتاب جب تحریر میں آ گئی تو دوسری کتابوں کے سلسلہ میں مصروفیت کی وجہ سے یہ کتاب رک گئی پھر ایک دن میرے بڑے بھائی اور میرے اُستادِ گرامی حضرت صاحبزادہ محمد لطیف ساجد چشتی صاحب نے نامکمل کتاب دیکھ کر فرمایا کہ

توصیف حیدر ! میں نے عرض کی ! فرمائیں، تو آپ نے کہا وعدہ پورا کرنا چاہیے تم نے تھوڑا سا کام کر کے درمیان میں چھوڑ دیا ہے میں نے عرض کی !

Marfat.com

میں دوسرے کاموں میں مصروف ہو گیا تھا،

آپ نے فرمایا ! جو کام شروع کرو پہلے اُسے ختم کرو۔ چنانچہ میں نے دوبارہ اس کتاب کے سلسلے میں کام شروع کیا اور صاحبزادہ صاحب کے بیانات کو تحریر کیا کچھ اُن کی تحریر سے استفادہ کیا اور اُن کے خاص نکات کو تحریر کیا کچھ کتابوں سے بھی استفادہ کیا صاحبزادہ صاحب نے اگر واقعہ اشارۃً بیان فرمایا تو اس کو اصل کتاب سے مکمل نقل کیا تا کہ پڑھنے والوں کو دِقت نہ ہو میں نے کوشش کی ہے کہ صاحبزادہ صاحب کے اندازِ تحریر سے دور نہ جا سکوں، چنانچہ میں اپنے اندازِ تحریر کو یکسر بالائے طاق رکھتے ہوئے اُنہیں کے انداز میں تحریر کرنے کی کوشش کی ہے اس میں کس قدر کامیاب ہوا ہوں اس کا فیصلہ تو قارئین فرمائیں گے لیکن اس بات کو جانتا ہوں صاحبزادہ صاحب کا انداز ایک منفرد اور معتبر تھا اس انداز کو اپنانا بڑا مشکل تھا اور یہ بھی حقیقت ہے کہ شائد قارئین کو کہیں کہیں تسامح نظر آئے اسے میری کوتاہ فہمی سمجھ کر معاف فرمائیں۔

حضرت صاحبزادہ سیّد افتخار الحسن شاہ صاحبؒ نے ''خطباتِ زیدی'' ٹائٹل بھی دیا تھا جسے میں مرتّب کر رہا ہوں انشاء اللہ العزیز یہ نایاب کتاب دو جلدوں میں زیورِ طبع سے آراستہ ہو گی جو اپنی انفرادیت میں یکتا و بے نظیر ہو گی۔

آخر میں دعائیہ کلمات کہوں گا کہ اللہ تعالیٰ صاحبزادہ صاحبؒ کے درجات کو بلند فرمائے۔

صاحبزادہ محمد توصیف حیدر چشتی

تقریظِ عالیہ

از: جانشین افتخارِ ملت صاحبزادہ سیّد ابرار الحسن زیدی مدظلہ العالی

جناب صاحبزادہ محمد توصیف حیدر میرے محسن و مربی، محقق دوراں مفسر قرآں، استاذ الشعراء عظیم مؤرخ، صاحب طرز ادیب حضرت علامہ صائم چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے فرزندار جمند ہیں۔

محترم جناب صاحبزادہ محمد توصیف حیدر چشتی بہشتی نے اپنے والد گرامی اور میرے استادِ محترم حضرت علامہ صائم چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے مشن کو آگے بڑھاتے ہوئے کتبِ کثیرہ تالیف و مرتب فرمائی ہیں ان میں سے حسن نقابت کو بہت زیادہ پذیرائی حاصل ہوئی ہے اور بلا مبالغہ کہا جا سکتا ہے کہ عہد حاضر کے اکثر نقیب و خطیب اس کتاب سے استفادہ کر رہے ہیں۔

جناب محمد توصیف حیدر نے ''خلیل و ذبیح'' کو مرتب کر کے میرے والد گرامی افتخارِ ملت، قائد تحریک ختم نبوت، پیر طریقت رہبر شریعت، منبع فیوض و کرامت حضرت صاحبزادہ سیّد افتخار الحسن زیدی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ اپنے قلبی تعلق اور روحانی نسبت کا اظہار فرمایا ہے اور یہ اظہار کیوں نہ فرماتے ان کی نسبت اُس عالی ظرف شخصیت کے ساتھ ہے جس نے آلِ رسول کی مودّت کا

Marfat.com

حق ادا کیا ہے۔

کتاب خلیل و ذبیح کا ٹائٹل میرے والد گرامی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتب میں دے رکھا تھا اور آپ چاہتے تھے کہ ماہِ کنعان کی طرح ایک مبسوط کتاب تالیف فرمائیں لیکن اُن کی یہ آرزو پوری نہ ہو سکی۔ میں نے بھی کئی بار سوچا کہ قبلہ والد گرامی کی اس خواہش کی تکمیل ہونی چاہیے لیکن اپنی گونا گوں مصروفیات کی وجہ سے یہ کام نہ کر سکا۔

ایک دن میں حضرت علامہ صائم چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے آستانہء رحمت پر حاضر ہوا تو میرے محترم دوست عزیز القدر صاحبزادہ محمد لطیف ساجد سجادہ نشین آستانہ چشتیہ نے مجھے خوشخبری دی کہ صاحبزادہ محمد توصیف حیدر نے آپ کے والد گرامی کے خطبات و کتب سے استفادہ کرتے ہوئے ''خلیل و ذبیح'' کتاب مدون کی ہے اور پھر اس کتاب کے مختلف اقتباسات کمپوز شدہ دکھائے جنہیں دیکھ کر میرے دل کو فرحت حاصل ہوئی۔

مجھے یہ دیکھ کر بہت مسرت ہوئی کہ صاحبزادہ محمد توصیف حیدر نے کمال محنت کے ساتھ میرے والد گرامی کے خطبات کو تحقیقی کتاب کی صورت دی ہے، یہ کتاب افتخارِ ملت رحمۃ اللہ علیہ کے چاہنے والوں کے لئے ایک عظیم تحفہ ہے میری دُعا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ صاحبزادہ محمد توصیف حیدر کی اس محبت ومودّۃ پر انہیں اجرِ عظیم عطا فرمائے۔ آمین

سیّد ابرار الحسن زیدی

Marfat.com

افتخارِ اولیاء

از : حضرت علامہ صائم چشتی رحمۃ اللہ علیہ

افتخارِ دین و ملت افتخارِ اولیاء
پیرزادہ افتخار الحسن مرشد بے ریا

اہلِ بیت پاک کا اُس نے سکھایا احترام
وہ امامِ اہلسنّت وہ بہارِ اصفیاء

ہاتھ جوڑے سامنے الفاظ رہتے تھے کھڑے
جب کسی مضمون کو منبر پہ آکر چھیڑتا

درد میں ڈُوبا ہوا حق نے دیا اُس کو قلم
جو لکھا ایسا لکھا ویسا نہ کوئی لکھ سکا

اہلبیتِ سرورِ کونین کا بن کر وکیل
عمر ساری حق غلامی کا ادا کرتا رہا

اُترتی جاتی دِلوں میں اُس کی اِک اِک بات تھی
اُس کے دِل میں نور تھا اُس کی زباں پر نور تھا

عکس بن کر اُس کی ہر خوبی کا ابرار الحسن
باپ کے انوار صائم ہے جہاں میں بانٹتا

Marfat.com

افتخارِ ملت دی شان

از صاحبزادہ محمد لطیف ساجد چشتی

افتخار اوہ ملت دا ہے بے شک اوہنوں کہوں شہباز خطابتاں دا
جس دے لہجے وچ علی دی گرج ہیسی جہنے دسیا انداز خطابتاں دا

ذکر آلِ رسول دا اِنج کیتا سن کے عاشقاں دے دل نوں چین ملیا
ملی علیؑ، حسینؑ دی پاک نسبت، مرشد پاک وی ''علی حسینؑ'' ملیا

اوہدے فضل و کمال نوں ویکھ کے تے اوہدے دشمن وی ہیسن حیران ہندے
اوہدے رُعب جلال نوں ویکھ کے تے آکڑ خان جابر پریشان ہندے

خاکِ کربلا اُکھاں دے وچ پا کے خاکِ کربلا دا اوہناں باب لکھیا
''خاکِ کربلا'' درد کتاب لکھ کے عشق و عزم دا سوہنا نصاب لکھیا

ذکر اللہ دے شیراں دا خوب کیتا کم ایہہ اللہ دا شیر ای کر سکدا
اوہدی ''اللہ کے شیر'' کتاب دَسدی کدی اللہ دا شیر نہیں مر سکدا

Marfat.com

پڑھ کے ''کفر یزید'' کتاب اوہدی کنب گئے یزید دے یار سارے
سیّد حق دی جدوں تلوار چکی بند ہوگئے جھوٹھ بازار سارے

''مقاماتِ نبوت'' دے وچ اِنہاں شانِ نبی دا خوب بیان لکھیا
جہنوں پڑھ کے خطیب، خطیب بن دے ادب ہے ایسا عالیشان لکھیا

''مقاماتِ صحابہؓ'' دے وچ دسیا اَدب و شان حضور دے یاراں دا اے
ہر اِک گل مدلل جناب دی اے پکا پیڈا حوالہ سرکاراں دا اے

''مقاماتِ اولیا'' وچ دسیا کی مقام اے اللہ دے پیاریاں دا
افتخار ملت ایسا کم کیتا جہیڑا کم اے کئیاں اداریاں دا

نسبت لے کے علی پور والیاں دی ''نسبت باعث جنت'' کتاب لکھی
جہیڑی گل کیتی لاجواب کیتی جو کتاب لکھی لاجواب لکھی

''کی سزا گستاخِ رسول دی'' اے لکھیا اینہاں تحقیقی بیان اعلیٰ
اج وی اوسے کتاب دی لوڑ ہر تھاں ایسا لکھیا اے نبی دا شان اعلیٰ

کدی جابراں دے کولوں ڈری دانہیں وچ ''زندگی'' ہے ایہہ پیغام ملدا
ہر کتاب اندر اعلیٰ ادب ملدا ہر کتاب وچ اعلیٰ کلام ملدا

Marfat.com

عالم فاضل ، فقیہہ ، ادیب ، قائد افتخارِ ملت نکتہ دان ہیسی
گل گل اندر مسئلے حل کردا سوہنے نبی دی سیّد برہان ہیسی

جہیڑا اوہدی سیادت تے شک کردا مینوں اوہدا ایمان کمزور لگدا
جہیڑا سیّداں نوں سیّد نہیں من دا اندروں ہور تے باہروں اے ہور لگدا

حضرت گیسو دراز دی لڑی اندر سوہنا پھل نوری افتخار سیّد
اوہدے فیض دا پکا ثبوت ویکھو ہے ابرار سیّد ہے ابرار سیّد

اپنے باپ دی کامل تصویر بن کے ہر اسٹیج دی زینت ابرار بنیاں
ساجدؔ صائمؔ سرکار توں عشق لے کے ہے ابرار سیّد تابدار بنیاں

Marfat.com

نبوّت

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطَانِ الرَّجِیۡمِ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو سیدھا راستہ دکھانے کیلئے جو وسیلے بنائے اُن میں سب سے افضل وسیلہ نبوت کا ہے۔

نبوت انسانیت کی معراج ہے۔ نبوت سب سے اونچا مقام ہے۔

نبوت میں تمام اوصاف وکمالات بدرجہ اتم پائے جاتے ہیں۔

نبوت آدم علیہ السلام کی ہو یا نوح علیہ السلام کی۔

نبوت شیث علیہ السلام کی ہو یا یعقوب علیہ السلام کی۔

نبوت یوسف علیہ السلام کی ہو یا ابراہیم علیہ السلام کی۔

نبوت اسماعیل علیہ السلام کی ہو یا ہمارے آقا ومولا، تاجدارِ مدینہ حضرت سیّدنا محمدِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی۔

مقامِ نبوت ایک نہیں۔

نبوت کا مرتبہ ایک نہیں۔ نبوت کا درجہ ایک نہیں۔

اللہ تعالیٰ نے سورۃ بقرہ پارہ نمبر ۳ میں اِس آیت سے ابتداء کر کے

تِلۡکَ الرُّسُلُ فَضَّلۡنَا بَعۡضَھُمۡ عَلٰی بَعۡضٍ، بتادیا......

اعلیٰ حضرت کا ترجمہ کنزالایمان بھی محبّت میں ڈوبا ہوا ترجمہ ہے آپ اِس آیت کا ترجمہ یُوں بیان کرتے ہیں۔

بعض افضل ہیں

یہ رسول ہیں کہ ہم نے ان میں سے ایک دُوسرے پر افضل کیا۔

مطلب یہ ہوا...... کہ بعض رسول ...... بعض رسولوں پر...... افضل ہیں اور ان تمام رسولوں میں ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مُصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سب سے افضل ہیں۔

تعظیم انبیاء

آج لوگ کہتے ہیں افتخارالحسن ! تم کہتے ہو...... نبیوں کا احترام کرو۔ تم کہتے ہو...... انبیاء کی تعظیم کرو۔

میں نے کہا ! اِس میں غلط کیا ہے انبیاء کی تعظیم کرنی چاہئے۔

کہنے لگے ! نہیں...... ہمارا نظریہ اور ہے۔

میں نے کہا ! تمہارا نظریہ کیا ہے ؟

کہنے لگے ! ہمارا نظریہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی تعظیم نہیں کرنی چاہئے۔

پُوچھا ! کیوں ؟

Marfat.com

کہا ! اللہ کے سوا کسی کی بھی تعظیم کرنا شرک ہے۔

میں نے کہا ! اوئے حرامی۔

کہنے لگا ! تم نے مجھے گالی کیوں دی ؟

میں نے کہا ! جے گال نہ کڈھاں تے تیری تعظیم کراں۔

قُرآن کا انداز

پھر میں نے سمجھایا...... بات سُنو......قُرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے جب اپنے نبیوں کا ذکر کیا تو کیسا انداز اپنایا...... تعظیم والا یا توہین والا ؟

تعظیم والا............

جب آدم علیہ السلام کا ذکر کیا تو اپنا خلیفہ کہا۔

جب نُوح علیہ السلام کا ذکر کیا تو اپنا نبی کہا۔

جب ابراہیم علیہ السلام کا ذکر کیا تو اپنی خلیل کہا۔

جب مُوسیٰ علیہ السلام کا ذکر کیا تو اپنا کلیم کہا۔

جب عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر کیا تو اپنا کلمہ کہا۔

جب ہمارے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر کیا تو کبھی وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ کہا۔

کبھی اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ کہا۔

کبھی وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوىٰ کہا۔

Marfat.com

کبھی مَازَاغَ البَصَر وَمَا طَغٰی کہا،

کبھی بشیر و نذیر کہا،

کبھی یٰسین و طٰہٰ کہا،

کبھی قَدْ جَاءَکُمْ من اللّٰہِ نور کہا،

کبھی قَدْ جَآءَکُمْ بُرھَانٌ مِنْ رَبِّکُمْ کہا،

کبھی نٓ وَالقَلَمْ کہا کبھی وَالضُّحٰی کہا،

لیکن جب مردودوں کا ذکر کیا۔

جب مُشرکوں کا ذکر کیا۔

جب کافروں کا ذکر کیا۔

جب منافقوں کا ذکر کیا۔

تو اللہ تعالیٰ نے کیسا انداز اپنایا...... کبھی انہیں حرامزادے کہا۔

کبھی انہیں منافق کہا۔

کبھی انہیں مکّار کہا۔

کبھی انہیں ظالم کہا۔ تو قُرآن سے بات کرنے کا انداز مل گیا۔

مقبول اور مَردود

اگر اللہ کے پیاروں کا ذکر کرو تو تعظیم کے ساتھ اور اگر اللہ کے غداروں کا ذکر کرو تو الفاظ میں نرمی نہیں سختی لا کے کرو تا کہ پتہ چل جائے۔

Marfat.com

مقبول اور ہیں .... مردود اور ہیں۔

شان والے اور ہیں .... بے ایمان اور ہیں۔

رحمت والے اور ہیں .... زحمت والے اور ہیں۔

انبیاء اور ہیں۔ .... اشقیاء اور ہیں۔

قُرآن انبیاء کے لئے احترام کا انداز سکھاتا ہے اور اشقیاء کے احترام سے منع کرتا ہے۔

نبوّت کے احترام و آداب کا سبق قُرآن پاک سے ملتا ہے۔

پارہ ۲۶ سورۃ الحجرات آیت ۱۔۲۔۳

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْ لِهٖ

اَے ایمان والو! کسی قول و فعل میں اللہ اور اُس کے رسول سے پہل نہ کرو۔

پھر فرمایا!

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ۔

اَے اِیمان والو! اپنی آوازیں میرے محبوب کی آواز سے اُونچی نہ کرو۔

Marfat.com

یہ عقیدہ غلط ہے

معلوم ہوا ! جو شخص یہ کہے کہ انبیاء کی تعظیم شرک ہے اُس کا عقیدہ قرآن پاک کے بھی خلاف ہے اور حدیثِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بھی خلاف ہے۔ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں !

شرک ٹھہرے جس میں تعظیمِ حبیب
اُس بُرے مذہب پہ لعنت کیجئے

اور قلندرِ لاہوری حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

مغزِ قرآں ، رُوحِ ایماں ، جانِ دیں
ہست حُبِ رحمۃٌ للعالمین

آداب واحترام نبوّت پر حضرت صاحبزادہ سید افتخار الحسن شاہ صاحب زیدی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب مقاماتِ نبوت کا مطالعہ کریں۔

﴿محمد توصیف حیدر﴾

Marfat.com

نسب نامہ

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عمر ۱۷۵ سال ﴿ایک روایت ۱۹۵ سال﴾

بن حضرت تارخ آپ نے ۲۰۵ سال عمر پائی۔

بن حضرت ناحور آپ نے ۱۵۹ سال عمر پائی۔

بن حضرت سروج آپ نے ۲۳۲ سال عمر پائی۔

بن حضرت رعو آپ نے ۲۳۹ سال عمر پائی۔

بن حضرت فالخ آپ نے بھی ۲۳۹ سال عمر پائی۔

بن حضرت عابر آپ نے ۴۶۰ سال عمر پائی۔

بن حضرت اوفلکشاد ﴿یا ارفحشذ﴾ آپ نے ۴۳۸ سال عمر پائی۔

بن حضرت حام آپ نے ۶۰۲ سال عمر پائی۔

بن حضرت نوح علیہ السلام آپ نے ۹۵۰ سال عمر پائی۔

بن حضرت لامک آپ نے ۷۷۷ سال عمر پائی۔

بن حضرت متوشالح آپ نے ۹۶۹ سال عمر پائی۔

Marfat.com

بن حضرت اخنوخ ﴿ادریس علیہ السلام﴾ آپ نے ۳۶۵ سال عمر
پائی۔

بن حضرت یرد آپ نے ۹۶۲ سال عمر پائی۔

بن حضرت مہلائیل آپ نے ۸۹۵ سال عمر پائی۔

بن حضرت قینان آپ نے ۹۱۰ سال عمر پائی۔

بن حضرت انوش آپ نے ۹۰۵ سال عمر پائی۔

بن حضرت شیث علیہ السلام آپ نے ۹۱۲ سال عمر پائی۔

بن حضرت آدم علیہ السلام آپ نے ۹۳۰ سال عمر پائی، معروف روایت کے مطابق ۱۰۰۰ سال عمر پائی۔

یہ حضرت سیّدنا خلیل اللہ علیہ السلام کا نسب نامہ ہے، آپ کے سارے آباء واجداد اہلِ ایمان تھے۔ ان کی حفاظت خُود خالقِ کائنات نے فرمائی۔ ان میں کوئی بھی شرک، فسق، فجور اور زنا میں ملوّث نہیں ہوا۔ ان میں اللہ تعالیٰ کے نبی تھے یا اللہ کے ولی تھے اور اسی گروہ میں اللہ تعالیٰ نے خلافت و نیابت، اصالت و امامت رکھی۔

حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے والدِ گرامی کا اسمِ گرامی حضرت تارخ ہے جو حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السّلام کی ولادت سے پہلے یا ان کے بچپن ہی میں وصال فرما گئے تھے۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السّلام اپنے چچا آزر کی کفالت میں رہے۔ اسی مناسبت سے آزر کو قرآن پاک میں

Marfat.com

حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے لئے ابیہ کہا گیا اور ابیہ صرف باپ کے لئے نہیں چچا، تایا اور دادا کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے۔

بعض لوگ اس شک میں مبتلا ہو گئے کہ شائد آزر ہی حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کا باپ ہے، دَر حقیقت کہ بات صحیح نہیں ہے۔

Marfat.com

آزر اور تارخ

آزر چچا تھا

آزر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا چچا تھا۔ بعض لوگوں نے آزر کو حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السّلام کا والد بتایا ہے اور اس کے لئے دلیل قرآن پاک سورۃ الزخرف آیت نمبر ۲۶ سے قائم کی ہے۔

وَاِذْقَالَ اِبْرَاهِیْمُ لِاَبِیْهِ وَقَوْمِهٖ

اور جب ابراہیم (علیہ السلام) نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا۔

لِاَبِیْهِ صرف باپ کے لئے نہیں آتا بلکہ چچا کے لئے بھی آتا ہے لٰہذا یہاں پر لِاَبِیْهِ سے مراد چچا ہی لیا جائے گا۔

حضور کی نسل

کیونکہ حضور علیہ السلام کے آباؤ اجداد پاکیزہ تھے اور آپ جن صُلبوں اور پُشتوں میں تشریف لائے وہ سب پاکیزہ تھیں۔

Marfat.com

چند روایات ملاحظہ فرمائیں !

زرقانی جلد نمبر ۱ ص ۱۱۱ ۔ ۱۱۳

ثم اسكن نور محمد في ظهر آدم فصارت الملائكة تقف خلفه صفوفا ينظرون الى ذالك النور۔

پھر نُورِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو آدم علیہ السلام کی پُشت میں رکھا گیا تو فرشتے ان کے پیچھے صفیں باندھ کر اس نُورِ پاک کو دیکھنے لگے۔

حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کی ! یا ربِّ دو جہاں۔
آج فرشتے میرے پیچھے کھڑے ہو کر کس کا نظارا کر رہے ہیں ؟
ارشاد ہوا ! نُورِ محمد صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو دیکھ رہے ہیں۔
اِلتجاء کی ! یا اللہ اِس نُورِ پاک کو میری پیشانی میں رکھ دے۔
پھر وہ نُورِ حقیقی حضرت آدم علیہ السلام کی پیشانی میں رکھا گیا تو فرشتے اُن کے آگے کھڑے ہو گئے۔

حضرت آدم علیہ السلام نے پھر درخواست کی ...... یا ربِّ دو عالم عزّ وجل .... اِس نُورِ پاک کو ایسی جگہ رکھ دے جہاں سے میں بھی اِس کا نظارا کر سکوں۔

ابو البشر علیہ السلام کی درخواست قبول فرماتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے

اپنے محبوبِ پاک صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نُورِ اقدس کو حضرت آدم علیہ السلام کے انگوٹھا میں رکھ دیا...... حضرت آدم عَلیہ السّلام نے اپنے انگوٹھا میں نُورِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو جلوہ گر دیکھا...... تو محبّت سے بوسہ دے کر...... عقیدت سے آنکھوں پر لگایا۔

نُورِ محمدی ﷺ

حضرات گرامی ! یہ بھی یاد رہے کہ فرشتوں کو حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کا حکم اس وقت دیا گیا جب نُورِ مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم ان کی پیشانی میں جلوہ گر ہوا...... لیکن شیطان لعین نے اس نُورِ مجسّم کو محض بشر سمجھتے ہوئے سجدہ سے انکار کر دیا...... اور قیامت تک کے لئے بارگاہِ خُداوندی سے نکل گیا...... اور گلے میں لعنت و پھٹکار کا طوق ڈلوالیا۔

صاحبزادہ سیّد افتخار الحسن گدائے کُوچہء لاثانی کہتا ہے کہ آج بھی دُنیا میں ایسے لوگ موجود ہیں جن کے نظریات وعقائد شیطان سے ملتے جلتے ہیں۔

اِک راز تھا پوشیدہ جسے ابلیس نہ سمجھا
کِس نور سے تابندہ ہے پیشانیٔ آدم

قُرآن سے گواہی

پارہ نمبر ۱۹ سورۃ الشعراء آیت ۲۱۹

Marfat.com

وَتَقَلُّبَكَ فِی السَّاجِدِیْنَ

کہ اے میرے محبوبِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں نے تُجھے ایسے مردوں اور ایسی عورتوں کے رحموں میں مُنتقل کرتا ہوا آیا ہوں جو کہ مُجھے سجدہ کرنے والے تھے، یہاں ایک بات خُود بخود واضح ہوگئی کہ حضرت ابراہیم علیہ السّلام کے والدِ گرامی مومن اور عقیدۂ توحید پر براجمان تھے۔ آپ مُوحد بھی اور صاحبِ ایمان بھی...... آپ نے کُفر و شرک کی نجاست سے دُور تھے۔

آپ کا اسمِ گرامی حضرت سیّدنا تارخ رضی اللہ عنہ تھا آزر جسے حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کا باپ بتاتے ہیں، درحقیقت یہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کا چچا تھا۔

آزر کو ابراہیم خلیل اللہ علیہ السّلام کا باپ بتانے والے اس آیت سے استدلال کرتے ہیں کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کا باپ آزر تھا۔

"سورۃ الانبیاء اِذْقَالَ لِاَبِیْہِ وَقَوْمِہٖ جب اُس نے اپنے باپ سے اور قوم سے کہا"

قُرآن سے چچا کیلئے لفظِ باپ کا ثبوت

صرف عربی لُغت میں نہیں بلکہ قُرآن پاک میں بھی اس بات کا ثبوت موجود ہے کہ چچا کیلئے بھی باپ کا لفظ استعمال ہوا ہے۔

سورۃ البقرہ آیت نمبر ۱۳۳

Marfat.com

اِذۡ حَضَرَ یَعۡقُوۡبَ الۡمَوۡتُ

جب حضرت یعقوب علیہ السلام کا وقتِ وصال آیا۔

اِذۡ قَالَ لِبَنِیۡہِ مَا تَعۡبُدُوۡنَ مِنۡۢ بَعۡدِیۡ ؕ

اے میرے بیٹو ! میرے بعد کس کی پوجا کرو گے۔

قَالُوۡا نَعۡبُدُ اِلٰـھَکَ وَاِلٰـہَ اٰبَآئِکَ۔

وہ بولے ! ہم اُسے پوجیں گے جو خدا ہے آپ کا اور آپ کے والدین کا۔

اِبۡرٰھٖمَ وَاِسۡمٰعِیۡلَ وَاِسۡحٰقَ اِلٰـھًا وَّاحِدًا

یعنی ابراہیم کا اور اسماعیل کا اور اسحاق کا ایک خدا۔

غور فرمائیں ! یعقوب علیہ السلام بیٹے تھے حضرت اسحاق علیہ السلام کے جبکہ قُرآن پاک کی آیت سے ظاہر ہو رہا ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام حضرت اسماعیل کے بیٹے ہیں حضرت ابراہیم کے بیٹے ہیں جبکہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام تو یعقوب علیہ السلام کے دادا جان ہیں، اسماعیل علیہ السلام یعقوب علیہ السلام کے چچا جان ہیں لیکن دونوں کیلئے باپ کا لفظ استعمال کرنا اَز رُوئے قُرآن ثابت ہے تو جب قُرآن پاک سے اِس سوال کا جواب ظاہر ہے کہ اَبِیہ چچا کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے تو اب لِاَبِیہِ کے بارے میں بحث کرنے والے غور کریں۔

سیّد افتخار الحسن زیدی کہتا ہے ! وہ لوگ جنہیں اپنے باپ کے بارے

Marfat.com

میں علم نہیں وہ حضرت ابراھیم خلیل اللہ علیہ السلام کے باپ کے بارے میں بحث کرتے ہیں۔

آزر کو ابیہ کہنے کی وجہ

حضرت تارخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصالِ پاک ولادت حضرت ابراھیم خلیل اللہ علیہ السلام سے قبل ہو چکا تھا، آپ کی والدۂ محترمہ حضرت نونا کا کفیل آزر تھا اس لحاظ سے آزر بطور کفیل اور چچا ہونے کے ناتے ابیہ کہا گیا ہے۔ ورنہ آزر تو بت پرست تھا اور بُت پرست کبھی بھی حضرت ابراھیم خلیل اللہ علیہ السلام کا باپ نہیں ہو سکتا۔

سورۃ الشعراء آیت ۲۱۹ میں اللہ تعالیٰ کا یہ فرما دینا۔

کہ اے محبوب ! ہم دیکھتے ہیں تُمہارے دَورے کو فِی السَّاجِدِینَ کہ تم نمازیوں میں سے آئے ہو۔ تم ان میں سے آئے ہو جو کسی اور کو نہیں بلکہ مجھے سجدہ کرنے والے تھے۔

تفسیر نور العرفان ص ۵۹۹ پر مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ اِسی آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں !

﴿ کہ حبیب ﴾ ہم ملاحظہ فرماتے ہیں کہ آپ کا نُور حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر حضرت عبداللہ کی پاک پشتوں میں پاک شکموں میں گردش کر رہا تھا

Marfat.com

جو پشتیں اللہ کے ساجدین کی ہوں جو صُلبیں اللہ کے ساجدین کی ہوں وہ کبھی بُت پرست نہیں ہو سکتے ، اگر آزر کو باپ تسلیم کرنا ہے تو اپنا تسلیم کرلو حضرت ابراہیم کے والد حضرت تارخ رضی اللہ عنہ ہی تھے اور آپ مَا تَقَلُّبَكَ فِى السَّاجِدِينَ کے مصداق ہیں۔ اور رہا آزر وہ بت پرست تھا۔

ہمارا عقیدہ

یہ ہے...... کہ میرے آقا کہ والدین...... بُتوں کو کو سجدہ نہیں کر سکتے۔
اِس بات کو امام فخر الدّین رازی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر کبیر میں بیان فرماتے ہیں !

تفسیر کبیر جلد ٦ ص ٣٩٥

لم ازل انتقل من اصلاب الطاھرین الی ارحام الطاھرات ۔

﴿حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں﴾ کہ میں ہمیشہ مردوں پاک پشتوں اور پاک عورتوں کے رحموں سے ہوتا ہوا تشریف لایا۔

ان رحموں میں والدہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی شامل ہیں اور ان پُشتوں میں پشت حضرت تارخ بھی شامل ہے۔

Marfat.com

تاریخ ابن خلدون

تاریخ ابن خلدون کے مصنّف عبدالرحمٰن ابن خلدون نے تاریخ لکھتے وقت اسرائیلی روایت کو بھی مات دے دی کہ توَراۃ میں اور انجیل کتاب پیدائش میں حضرت ابراھیم علیہ السلام کے والد کا نام تارخ لکھا ہوا ہے اور آزر کو وہ بھی حضرت تارخ کا خادم بتاتے ہیں جبکہ ابن خلدون م ۸۰۸ ھ تحریر کرتے ہیں کہ تارخ کو ہی آزر کہتے ہیں۔

ابنِ ابی حاتم کی روایت

ابنِ ابی حاتم کی روایت ہے کہ اسماعیل بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ ابراھیم علیہ السلام کے والد کا نام آزر تھا۔ آپ نے فرمایا ! نہیں اُن کا نام تارخ تھا، لابیہ کی وجہ آپ نے یہی بتائی کہ اہلِ عرب عام طور پر ابّ کو باپ اور چچا دونوں کیلئے بولا کرتے تھے۔

امام سیّوطی فرماتے ہیں

مسالک الحنفاء میں علاّمہ جلال الدین سیّوطی رحمۃ اللہ علیہ نقل فرماتے ہیں !

مسالک الحنفاء امام جلال الدین سیّوطی ص ۱۲

عن ابن عباس فی قولہٖ واذ قال ابراھیم لابیہ

Marfat.com

آزران ابا ابراهیم لم یکن اسمه آزر وانما کان

وانما کان اسمه تارخ۔

ابنِ عباس کا قول

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام ہرگز آزر نہیں بلکہ تارخ تھا۔

اور

واخرج ابن ابی شیبه وابن المنذر عن ابی جریح

فی قوله واذ قال ابراهیم لابیه آزر قال لیس آزر۔

ابنِ ابی شیبہ ابن المنذر روایت نقل کرتے ہیں کہ آزر ابراہیم علیہ السلام کا باپ نہیں تھا۔

﴿مسالک الحنفاء للسیوطی ص ۱۳﴾

ایک اور دلیل

حضرت سدی رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ کیا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام آزر ہے ؟

فرمایا ! نہیں بلکہ اُن کا نام تارخ ہے۔ آپ نے لُغات کی رُو سے بتایا کہ عربوں کے ہاں اَبْ کے لفظ پر عم کا اطلاق کرنا معروف بات ہے اگرچہ

Marfat.com

اطلاق بطور مجازی کیا جاتا ہے۔

﴿والدینِ مُصطفیٰ سیّوطی ص ۱۰۴﴾

آزر کیلئے والد کا لفظ نہیں آیا

ہم یہ بات پورے وثوق اور تحقیق سے کر رہے ہیں کہ ! پُورے قرآن میں آزر کے لئے والد کا لفظ نہیں آیا بلکہ ابیہ آیا ہے، حالانکہ باپ کے لئے خصوصی طور پر وَلَد ہے جبکہ ابیہ باپ کیلئے بھی ...... چچا کے لئے بھی ...... دادا کے لئے بھی استعمال ہوا جس کا ذکر آپ پڑھ چکے ہیں۔

والد صرف حقیقی باپ ہی کو کہا جاتا ہے۔

اَبْ کا مجازی معنیٰ یہ بھی ہے کہ مجازی طور پر غذا دینے والا۔

عربی میں کہتے ہیں ! ابوتہ یعنی میں نے اسے غذا دی۔

اَبْ کا مجازی معنیٰ تربیّت کرنے میں بھی ہے۔

جیسا کہ ! ابوت السعید میں نے سعید کی تربیت کی۔

آقا نے فرما دیا

حدیث پاک کی رُو سے ثابت ہے کہ میرے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں پاک پُشتوں سے ہوتا ہوا آیا ہوں اگر ان پُشتوں میں آزر مانا جائے تو سرکار کا یہ فرمان ویسے ہی غلط ہو جاتا ہے چونکہ سرکار علیہ الصّلوٰۃ والسّلام

Marfat.com

کا فرمان غلط نہیں ہوسکتا اِس لئے ماننا پڑے گا کہ آزر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا باپ نہیں چچا تھا۔

اعتراض

مُعترض یہ اعتراض کرتا ہے کہ صاحبزادہ صاحب ! اگر آزر چچا تھا تو قُرآن پاک میں عم کیوں نہیں کہا گیا۔ کیونکہ عم بھی عربی کا لفظ ہے اور یہ مُطلقاً چچا کے لئے ہے۔ اِس کا جواب یہ ہے کہ عم اِس لئے استعمال نہیں ہوا کہ یہ مطلقاً چچا کے لئے ہے عم سے مراد کبھی بھی یہ نہیں لیا جاسکتا کہ وہ کفیل بھی ہو، جبکہ اب یہ کہنے سے چچا بھی اور کفیل کرنے والا بھی دونوں معنیٰ شامل ہیں چونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی کفالت اُس نے کی چنانچہ اس میں وہ لفظ آیا جس میں دونوں معنیٰ موجود ہیں۔

آزر کی موت

آزر کی موت کا ذکر احادیث کی کُتب میں موجود ہے کہ وہ کیسے مرا۔

مسالک الحنفاء میں آزر کی موت کا واقعہ امام سیوطی لکھتے ہیں !

ابن المنذر تفسیر ہ بسند صحیح عن سلیمان بن صرد۔

ابن المنذر نے سند صحیح کے ساتھ سلیمان بن صرد سے اپنی تفسیر میں

Marfat.com

روایت کیا ہے جب نمرودیوں نے حضرت سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالنے کا ارادہ کیا تو اُنہوں نے ایندھن جمع کرنا شروع کر دیا یہاں تک کہ ایک بوڑھی عورت بھی لکڑیاں جمع کر رہی تھی پس جب وہ لوگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں داخل کرنے لگے۔ تو آپ نے فرمایا !

حَسْبِیَ اللّٰہُ وَ نِعْمَ الْوَکِیْلُ۔

مجھے اللہ کافی ہے اور وہی میرا مددگار ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا !

یٰنَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّ سَلٰمًا عَلٰی اِبْرٰھِیْمَ۔

یعنی اے آگ ! ابراہیم علیہ السلام پر سلامتی کے ساتھ ٹھنڈی ہو جا۔

آزر جل گیا

فقال عم ابراھیم من اجلی دفع عنه فارسل اللّٰه علیه شرارة من النار۔

پس ابراہیم علیہ السلام کے چچا آزر نے کہا ! مجھے اس سے دُور لے جاؤ تو اللہ تعالیٰ نے اس آگ میں سے ایک شرارہ بھیجا جو اس کے پاؤں پر گرا اور اس کو جلا دیا۔

اِس حدیث سے معلوم ہوا کہ آزر ابراہیم علیہ السلام کا چچا تھا۔

﴿مسالک الحنفاء سیوطی، مترجم علامہ صائم چشتی ص ۱۳﴾

Marfat.com

قصص القرآن میں چچا کہا گیا

عزیزانِ محترم ! ثابت ہوا کہ آزر چچا تھا...... باپ نہیں تھا...... قصص القرآن...... عرب کے چار علماء نے مِل کر قرآن پاک کے واقعات کو تحریر کیا اس کے ص ۶۱ پر موجود ہے !

ابراہیم علیہ السلام نے آزر کو الوداع کہا اور چل دیئے آج وہ بہت اداس تھے کیونکہ ان کے چچا نے اُن کی دعوت کو ٹھکرا دیا تھا۔

﴿قصص القرآن ص ۶۱﴾

تفسیر صاوی کا حوالہ

تفسیر صاوی میں امام صاوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں !

ان آزر ابوہ بل کان عمہ و کان کافرا۔

آزر ان کا باپ نہیں تھا بلکہ چچا تھا اور کافر تھا۔

﴿تفسیر صاوی علی الجلالین﴾

تفسیر صاوی کے حاشیہ میں قاموس کے حوالہ کے ساتھ عبارت موجود ہے

فی القاموس ایضاً آزر اسم عم ابراھیم واسم ابیہ تارخ۔

Marfat.com

کہ آزر ابراہیم علیہ السلام کے چچا کا نام ہے اور ان کے باپ کا نام تارخ ہے کیونکہ آزر کا انجام حضرت ابراہیم علیہ السلام کو معلوم تھا، آپ جانتے تھے کہ آزر اسی آگ کی وجہ سے مرا جو ابراہیم علیہ السلام کے لئے جلائی گئی۔

حضرت ابراہیم کی دُعا

جبکہ ابراہیم علیہ السلام نے دُعا کی ! یا اللہ میرے والدین کو بخش دے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا دعا فرمانا! رَبَّنَا اغْفِرْلِیْ وَالِوَالِدَیَّ۔ دُعا فرمانا اِس بات کی دلیل ہے کہ آپ کے والدِ گرامی ایمان والے تھے کیونکہ مُشرکین کے لئے دُعا نہ کرنا تو قُرآن پاک کا حکم ہے۔ سُورۃ التّوبہ میں ہے !

مَا کَانَ لِلنَّبِیِّ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَنْ یَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِکِیْنَ

جبکہ اللہ تعالیٰ نے دُعائے ابراہیم علیہ السلام کو ناجائز قرار نہیں دیا بلکہ عبادت میں نماز میں اسے شامل کر کے فرما دیا کہ ابراہیم علیہ السّلام کے والدین آپ کے آباء واجداد تمام اہلِ ایمان سے تھے۔

اِمام فخر الدّین رازیؒ

فرماتے ہیں ! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا نُور مبارک ایک سجدہ

Marfat.com

کرنے والے سے دوسرے سجدہ کرنے والے کی طرف منتقل ہوتا رہا ہے اور یہ آیت وَتَقَلُّبَكَ فِي السَّاجِدِينَ اِس کی دلیل ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام آباؤ اجداد کرام مسلمان تھے، یہ اَمر اِس بات کو قطعی طور پر واجب کرتا ہے کہ ابراہیم علیہ السّلام کے والد کافروں میں نہیں تھے، آزر آپ کا چچا تھا اور آیت کو روایات پر بھاری کرنا ہو تو ثابت ہو جائے گا کہ ابراہیم علیہ السّلام کے والد بُتوں کے پُجاری نہیں تھے۔

اس کے بعد امام رازیؒ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ کا فرمانا کہ لم ازل نقل من اصلاب الطاھرین الی ارحام الطاھرات ہمیشہ طیب وطاہر اصلاب سے طیب وطاہر اور پاکیزہ ارحام میں انتقال فرماتے رہے اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ آپ کے آباؤ اجداد میں سے ایک شخص بھی شرک میں ملوث نہیں ہوا کہ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے !

اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ ○ بے شک مُشرک تو محض ناپاک ہیں۔

﴿اسرار التنزیل امام رازی بحوالہ والدین مصطفےٰ ص ۸۲﴾

تمام مسالک کے عُلمائے حقّہ کا اس پر اتفاق ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام تارخ تھا اور آزر آپ کا چچا تھا اگر اب بھی کوئی آزر کو ہی آپ کا والد قرار دے تو یہ اُس کی کم بختی ہے۔

Marfat.com

نمرود

علاّمہ مُعین واعظ الکاشفی رحمۃ اللہ علیہ مَعارج النّبوت میں تحریر فرماتے ہیں کہ چار بادشاہ ایسے گذرے ہیں جنہیں رُوئے زمین کی بادشاہت کا اعزاز ملا یعنی ان کے ہوتے ہوئے دوسرا بادشاہ نہ رہا، ان میں سے دو مسلمان تھے اور پیغمبر تھے اور دو کافر تھے۔

رُوئے زمین کے مُسلمان بادشاہ ایک تو حضرت ذُوالقرنین علیہ السلام ہیں اور دوسرے حضرت سیّدنا سُلیمان بن داؤد علیہ السلام ہیں۔

جو دو کافر بادشاہ آئے جنہیں تمام زمین کی حکومت ملی ان میں ایک بخت نصر تھا اور دوسرا نمرود تھا۔

نمرود بڑا رُعب وجلال والا بادشاہ تھا۔

روایات میں آتا ہے کہ یہ حرامی تھا۔

نمرود کی پیدائش

طُوفانِ نوح کے سترہ سو سال کے بعد بابل کے قصبہ کونی میں نمردو پیدا ہوا۔

نمرود کا باپ کنعان نامرد تھا اور وہ اپنے علاقے کا حاکم تھا جب نمرود

Marfat.com

کی ماں نے دیکھا کہ سلطنت کا وارث کوئی نہ بنے گا تو اُس نے زنا کیا جس کے نتیجے میں نمرود پیدا ہوا۔

نمرود کا شجرہ نسب تاریخ کی کُتب میں اِس طرح درج ہے۔

مَعارج النبوۃ جلد اوّل ص ۵۵۹

نمرود بن کنعان بن سخاریب بن انوش بن عاد بن عوص

بن ارم بن سام بن نوح۔

حق و باطل کا ٹکراؤ ازل سے ہے اور ابد تک رہے گا یہی حق بشکلِ ابراہیم علیہ السلام آیا تو باطل بشکلِ نمرود......نمودار ہوا۔

اِبراہیمؑ سچ کی دلیل ہیں۔

نمرود مرتد و ذلیل ہے۔

اِبراہیمؑ اللہ کے پیغمبر ہیں۔

نمرود کذّاب و شاطر ہے۔

اِبراہیمؑ جدّ الانبیاء ہیں۔

نمرود بے دین و بے حیاء ہے۔

اِبراہیمؑ حق ہے۔

نمرود باطل ہے۔

اِبراہیمؑ سچ ہے۔

نمرود جھوٹ ہے۔

Marfat.com

اِبراہیم خلیل ہے۔

نمرود رذیل ہے۔

اِبراہیم صدّیق ہے۔

نمرود زندیق ہے۔

اِبراہیم علیہ السلام کا نمرود سے ٹکراؤ اس لئے بھی ضروری تھا کہ اس ٹکراؤ سے ابلیس کے ہتھکنڈوں اور اس کی ہر فریب مکّاریوں کا سدّباب قُدرت کیسے کرتی ہے جبھی کنعان کا بیٹا نمرُود پیدا ہوا۔

حضرت عابر سے نمرود کی جنگ

نمرود کی ایک جنگ عابر بن شالخ سے ہوئی آپ کے والد کا نام شالح بھی آیا ہے اور ارفخشند بھی ہے عابر ایک پرہیز گار، عابد اور مُتّقی تھے۔

تاریخ ابن خلدون جلد اوّل ص ۶۹ میں ہے !

عابر بن شالح کی جنگ نمُرود کے ساتھ ہوئی نمُرود اس پر غالب آیا اور یُوں کائنات میں نظام کی تبدیلی شروع ہونے کو تھی۔

نمرود نے بڑے جاہ وجلال کے ساتھ بادشاہت کی اور ترقّی کرتا کرتا پُوری رُوئے زمین کا بادشاہ بن گیا۔

جب کسی کے تمام معاملات خُود بخود سیدھے ہوتے چلے جائیں تو اُس کے گمراہ ہونے کے چانس بھی زیادہ بنتے ہیں یہی معاملہ نمُرود لعین کے ساتھ ہوا

Marfat.com

پہلے اُس نے بُتوں کی پُوجا کروائی اور پھر خُود بھی دعویٰ الوہیت کر دیا اور لوگوں کا مسجود بنتا گیا۔

ساری انسانیت گُمراہی کی دلدل میں گر چکی تھی۔

نمرود کے یہی دن اُس کے سب سے اچھّے دن تھے، ابتداء میں نمرود عدل وانصاف کرتا رہا اور پھر جب شیطان نے نمرود کو قابو کیا تو پھر اُس لعین نے دعویٰ الوہیت کر دیا۔ اس کام کے لئے اس نے اپنی شکل کے بُت بنوا کر جگہ جگہ بُت خانے قائم کر دیئے جہاں اس کی عبادت ہوتی تھی رفتہ رفتہ بُت پرستی رائج ہوگئی۔

نمرود کا جشن تاجپوشی

نمرود اس وقت دُنیا میں خداوندِ تعالیٰ کی پُوری زمین کا واحد حکمران تھا آج سے تقریباً پانچ ہزار سال پہلے نمرود پیدا ہوا...... خُدا نے اُسے تخت دیا...... اُسے سلطنت دی...... اُسے حکومت دی...... اُسے تاج دیا...... اُسے راج دیا...... نمرود ہر سال اپنا جشن تاجپوشی منایا کرتا تھا۔

جشن تاجپوشی ہو رہا تھا...... نمرود سونے کے تخت پر بیٹھا ہوا ہے...... تاج میں لعل و جواہر نگینے جُڑے ہوئے ہیں...... دائیں...... بائیں...... اُمراء وزراء...... مشیر...... اراکین سلطنت دَست بستہ کھڑے ہیں۔

مَعمول کے مطابق سب نے پہلے نمرود کو سجدہ کیا نمرود نے فخر کے

Marfat.com

ساتھ اپنے درباریوں پر نظر دوڑائی پھر اپنے نجومیوں سے کہا !

آج میرا جشن تاجپوشی ہے۔ مجھے بتاؤ اگلے سال میں میرا حال کیسا ہوگا میرا اگلا سال کیسا گذرے گا ؟

وہ نجومی جو نمرود کے خُوشامدی تھے۔ انہوں نے کہا !

سب ٹھیک ہے...... سب اچھا ہے...... تیرا کوئی مخالف نہیں ہوگا ،

تین سوسالہ نجومی سے گفتگو

یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ ایک بُوڑھا سا شخص جس کی عُمر تقریباً تین سو سال تھی آگے بڑھا اور نمرود کے سامنے کھڑا ہو گیا۔

نمرود نے کہا ! تُو کون ہے ؟

اُس نے کہا ! نجومی ہُوں۔

نمرود نے کہا ! بتا تو کیوں آیا ہے۔

کہنے لگا ! ایک بات کہنا چاہتا ہوں۔

نمرود نے کہا ! کیا کہنا چاہتا ہے ؟

اُس نے کہا ! تمہارے نجومی جُھوٹ بول رہے ہیں۔

نمرود نے نجومیوں کی طرف دیکھا کہ میرے درباری نجُومی ہیں ، مجھ سے تنخواہ لیتے ہیں اور میرے سامنے جھوٹ بول رہے ہیں۔

نمرود نے اُس بوڑھے نجومی سے کہا ! تو بتا سچ کیا ہے ؟

نجُومی نے کہا ! ایک بچّہ پیدا ہونے والا ہے جس کی وجہ سے نہ تیری حکومت رہے گی نہ تیری خُدائی رہے گی۔

نمرود نے کہا ! میں اَیسا نہیں ہونے دوں گا۔ یُوں نمرود کا جشن تاجپوشی نمرود کی بدمزگی پر ختم ہوا۔

نمرود کا پہلا خواب

بعض روایات میں نمرود کے صرف ایک خواب کا ذکر ہے لیکن اگر ہم تمام حقائق وشواہد پر غور کریں تو نمرود کو تین خواب آئے ہیں۔

مُعارج النّبوۃ علامہ معین واعظ الکاشفی رحمۃ اللہ علیہ ص ۵۵۹

پہلا خواب نمرود کو یہ آیا کہ آسماں پر ایک ستارہ طلُوع ہوا اُس کی روشنی بڑھتی بڑھتی اتنی بڑھی کہ سُورج کی روشنی پر غالب آ گئی اور سُورج کی روشنی اُس ستارے کی روشنی کے سامنے ماند پڑ گئی۔

نمرود بیدار ہوا...... صُبح جب دربار لگا...... سجدوں سے فراغت کے بعد نمرود نے اپنے نجومیوں سے کہا ! میں نے رات خواب دیکھا ہے کہ ایک ستارا طلُوع ہوا اس کی روشنی آفتاب سے بھی زیادہ ہو گئی۔

نجومیوں نے کہا ! بادشاہ کوئی مسئلہ نہیں ہے تیرے معاملات درست ہیں...... نمرود خاموش ہو گیا۔

Marfat.com

دوسرا خواب

نمرود نے پھر ایک خواب دیکھا کہ ایک لشکر آیا اور ان میں سے ایک شخص نے نمرود کے تخت کو لکڑی سے مارنا شروع کیا یہاں تک کہ نمرود کا تخت ٹوٹ گیا۔

﴿معارج النبوۃ جلد اول ص ۵۶۰﴾

تیسرا خواب

ایک رات نمرود نے خواب میں دیکھا دو سفید پرندے نمرود کے سامنے آئے ایک پرندے نے کہا !

انا طائر من المشرق میں مشرق کا پرندہ ہوں۔

دوسرے نے کہا !

انا طائر من المغرب میں پرندہ مغرب سے ہوں۔

نمرود نے کہا ! تم کیوں آئے ہو ؟

اُنہوں نے کہا ! ہم تمہیں خوشخبری دینے آئے ہیں۔

نمرود نے کہا ! بتاؤ کیا خوشخبری ہے ؟

پرندوں نے کہا ! اِس دُنیا میں اللہ کا خلیل پیدا ہونے والا ہے۔

دن طلوع ہوا...... دربار لگا...... نمرود جوان خوابوں کی وجہ سے پریشان

تھا۔اپنے نجومیوں سے کہا ! مجھے اس کی تعبیر بتاؤ ؟

خلید بن عاص جوان نجومیوں کا سردار تھا اُس نے کہا ! اے بادشاہ یوں محسوس ہوتا ہے کہ تیری سلطنت کو زوال آنے والا ہے اور یہ ایک ایسے فرزند کی وجہ سے ہوگا جو عزّت و عظمت میں منفرد ہوگا۔

وہ فرزند اس سال پیدا ہوں گے ...... نئی شریعتِ عُظمیٰ کے پیروکار ہوں گے ...... وہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا درس دے کر بُتوں کی عبادت سے روکیں گے ...... ان کی وجہ سے تیری سلطنت کی بُنیادیں ہل جائیں گے اور حکومت تیرے ہاتھ سے نکل جائے گی۔

نمرود کا اعلان

نمرود کہنے لگا ! میں وہ لڑکا پیدا ہی نہیں ہونے دوں گا۔

چنانچہ نُمرود نے اعلان کر دیا کہ تاحُکمِ ثانی کوئی مَرد اپنی عورت کے پاس نہیں جا سکتا۔

اُس نے ایک فوج مقّرر کر دی جلّاد مقرر کر دیئے کہ جو عورت حاملہ ہے اُس کا حمل گرا دیا جائے۔

اپنی حکومت کو بچانے کیلئے ظالم حکمران کیا نہیں کرتے ...... تاریخ کے اوراق کو کھنگالو...... بادشاہ اپنی حکومت قائم رکھنے کے لئے ہر قسم کا ظُلم کر سکتے ہیں اپنی حکومت کے لئے اصغر کے حلق پر تیر بھی چلاتے ہیں۔

Marfat.com

اپنی حکومت کے لئے اکبر کی لاش پر گھوڑے بھی دوڑاتے ہیں۔

اپنی حکومت کے لئے پیغمبرزادے کوشہید بھی کرتے ہیں۔

اپنی حکومت کے لئے اپنے سگے والدین ماں، باپ، بہن بھائی، اولاد تک کو قتل کر سکتے ہیں۔

ان حکمرانوں کی اوّلین ترجیح حکومت ہوتی ہے...... یہ پہلے حکمران ہوتے ہیں بعد میں اِنسان ہوتے ہیں...... یہ پہلے حکمران ہوتے ہیں بعد میں کسی مذہب کے پیروکار ہوتے ہیں۔

حکومت کا نشہ ہی ایسا ہے......اور پھر حکومت بھی ایسی جس میں بادشاہ کو سجدہ بھی کیا جائے تو اُس کے تکبّر کا اندازہ کون کر سکتا ہے۔

ایک لاکھ بچے قتل ہوئے

تاریخ بتاتی ہے کہ حکمران اپنی حکومت بچانے کیلئے کچھ بھی کر سکتا ہے۔

نمرود نے کہا ! جو بچّہ پیدا ہواُسے قتل کر دیا جائے۔

عُلمائے کرام فرماتے ہیں کہ حضرت اِبراہیم علیہ السّلام کے لئے نمرود نے ایک لاکھ بچے قتل کروائے۔

قُدرت کا انتظام

لیکن نظامِ قُدرت کو تبدیل کرنا کسی نمرود کے بس میں نہیں...... چنانچہ

Marfat.com

جس رات نمرود نے پیدا ہونے والے بچّوں کے قتل کا اور حاملہ عورتوں کے حمل گرانے کا حکم دیا...... اُس رات اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات بابرکات نے اپنے پیارے فرشتے حضرت سیّدنا جبرائیل علیہ السّلام سے کلام فرمایا۔

اللہ نے فرمایا ! جبریل

حضرت جبریل نے عرض کی ! مُولا کیا حکم ہے ؟

فرمایا ! نمرود جھوٹا خدا ہے...... ہم سچّے ہیں۔

وہ جُھوٹا ہو کر اعلان کر رہا ہے کہ میں ابراہیم علیہ السّلام کو پیدا نہیں ہونے دوں گا...... ہم کہتے ہیں آج ہی اِبراہیم علیہ السّلام اپنی ماں کے شکم میں جلوہ گر ہو۔

حضرت جبریل نے عرض کی ! خُداوندا یہ اَمر کیسے انجام دوں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ! تمام اہلِ زمین کو نیند میں مبتلا کردو...... جب تک ابراہیم کا باپ اپنی بیوی کے پاس نہ جائے کوئی بیدار نہ ہو۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی والدہ حضرت نونا رضی اللہ عنہا جس جگہ موجود تھیں وہاں حضرت تارخ رضی اللہ عنہ آئے آپ نے جب اپنی بیوی کو دیکھا تو بیوی کے حُسن نے آپ کے شوقِ وصال میں تڑپ پیدا کردی اور یُوں آپ اپنی بیوی سے ہم بستر ہوئے اور یوں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ولادت کا سبب بنا اور آپ کا نطفہ صُلبِ تارخ سے رِحمِ نونا میں منتقل ہو گیا اور نمرود کا ایک لاکھ بچوں کو قتل کروانا اُسے کیا فائدہ دیتا اُس کے لئے جہنم کے دائمی عذاب کا

باعث بن گیا۔

حضرت نونا کی حفاظت

طبقات ابن سعد ص ۴۴ میں ہے کہ آپ کی والدہ کا نام حضرت ابیوتا تھا والدۂ محترمہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی حفاظت کی ڈیوٹی فرشتوں کو سونپ دی گئی یہاں تک کہ کافی عرصہ تک حمل کی علامت ظاہر نہ ہوئی، جب حمل کی نشانی ظاہر ہوئی اُس وقت حضرت تارخ رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو گیا۔

ابراہیم بھی دُرِّ یتیم تھے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بھی دُرِّ یتیم تھے۔

آپ کے والد بھی ولادت سے پہلے وفات پا گئے تھے۔

حضور کے والد بھی ولادت سے پہلے وفات پا گئے تھے۔

وہ خلیل اللہ تھے، یہ حبیب اللہ تھے۔

اُن میں اِن کا نور تھا، یہ خُود اللہ کا نُور تھے۔

وہ اللہ کی رضا کے طالب تھے، اللہ اُن کی رضا کا طالب تھا۔

وہ جدّ الانبیاء تھے، یہ خاتم الانبیاء تھے۔

وہ پیغمبر تھے، یہ سیدِ پیغمبراں تھے۔

وہ بھی عظمت والے تھے، یہ بھی عظمت والے تھے۔

وہ بھی مقام والے تھے، یہ بھی مقام والے تھے۔

وہ بھی نبوّت والے تھے، یہ بھی نبوّت والے تھے۔

Marfat.com

فرق یہ تھا کہ اللہ نے ابراہیم کو اپنے لیا چُنا اور ابراہیم علیہ السلام کو اپنا طالب بنایا جب حضرت محمّد مُصطفٰے کو اپنے لئے چُنا تو خود اُن کا طالب بنا۔

ابراہیم کو اپنا محبّ بنایا...... ہمارے آقا کو اپنا محبوب بنایا۔

اِبراہیم علیہ السلام کی شان بھی بہت زیادہ ہے لیکن حضرت ہمارے آقا علیہ السلام کی شان یہ ہے کہ آپ کے لئے ساری کائنات بنائی گئی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی شان یہ ہے کہ حضرت محمد مُصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا نُورِ پاک پیشانی حضرت ابراہیم علیہ السلام میں بھی جلوہ گر ہوا تھا۔

سازشیں ناکام ہوگئیں

نمرود کے تمام ہتھکنڈے ختم ہوگئے اور اُس کی آمدِ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو روکنے کے لئے کی جانے والی سازشیں خود بخود ختم ہوگئیں۔

ولادت حضرت ابراہیمؑ

حضرت ابراہیم علیہ السّلام کی والدہ مُحترمہ پہاڑی کی ایک غار میں چلی گئیں وہیں حضرت ابراہیم علیہ السّلام پیدا ہوئے، آپ کی والدہ حضرت نونا اپنے لختِ دل کو غار میں دُودھ پلا کر واپس آ گئیں۔

یہی سلسلہ چلتا رہا، اللہ کا خلیل، اللہ کے اَمر سے پلتا رہا۔

معارج النبوت میں تحریر ہے۔

Marfat.com

کہ حضرت ابراہیم علیہ السّلام کی والدہ جب اگلے دن غار میں جاتیں تو جیسے بچے بھوک کی شدت سے روتے ہیں ایسا کچھ نہ ہوتا۔

اُنگلیوں سے مشروب

ایک دن والدہ نے تفتیش کی کہ ابراہیم علیہ السلام اتنا تنہا رہنے کے باوجود بھوک پیاس کی وجہ سے روتے نہیں اس کی وجہ کیا ہے ؟ معلوم ہوا کہ وہ اپنے منہ میں دائیں ہاتھ کی تین انگلیاں پیتے ہیں۔

ان کی ایک انگلی سے پانی نکلتا ہے،

دُوسری انگلی سے دودھ نکلتا ہے۔

تیسری انگلی سے شہد نکلتا ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے بتا دیا کہ یہ بچّہ عام بچّہ نہیں، یہ میرا خلیل ہے، یہ اُس حبیب کا جدِّامجد ہے جس نے پلنے کے لئے نہیں پالنے کیلئے آنا ہے لہٰذا اس کے پلنے کا انتظام میں خُود کروں گا ابراہیم علیہ السلام کے لئے دُودھ پانی اور شہد جنّت سے آتا رہا اور ذریعہ ابراہیم علیہ السّلام کے ہاتھ ہی بنتے رہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام غار میں پرورش پاتے رہے۔

سات برس غار میں

حضرت ابراہیم علیہ السلام ایک ماہ میں اتنے بڑے ہوئے جتنے

بچے ایک سال میں بڑے ہوتے ہیں۔

کا خلیل، حضرت ابراہیم علیہ السلام سات برس تک غار میں رہا ماں

بیٹے کو ماں کا علم ہے۔

ابراہیم علیہ السّلام کو ماں نے تعلیم نہیں دی۔

حضرت ابراہیم اللہ تعالیٰ سے پڑھے ہیں اس لئے جب آپ نے اپنی ماں سے گفتگو کی تو وہ حیران رہ گئیں کہ یہ بچہ کہاں سے پڑھا ہوا ہے۔

ماں سے گفتگو

حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے اپنی ماں سے کہا۔

ماں۔ مجھے بتائیں کہ کیا یہی غار ہی کائنات ہے؟ یا اور بھی ہے۔

یہ سوال کسی کے ذہن میں اُس وقت تک نہیں آسکتا جب تک وہ کائنات کے بارے میں جانتا نہ ہو۔

ماں نے کہا! میرے پیارے بیٹے !اور بھی کائنات ہے۔

آپ نے فرمایا ! ماں مجھے وہاں لے چلیں۔

آپ کی والدہ آپ کو لے کر غار سے باہر آئیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا ! ہمارا پالنے والا کون ہے ؟

والدہ نے مجازاً فرمایا ! میں تمہاری ربّ ہوں۔

قرآن پاک میں بھی ماں کو بچپن میں اولاد کے لئے ربّ کہا گیا ہے۔

Marfat.com

حضرت ابراہیم علیہ السلام مقامِ حقیقت کی بات فرما رہے تھے جبکہ والدہ مجاز کی بات کر رہی تھیں آپ نے توقف کرتے ہوئے فرمایا ! ماں ! آپ نہیں سمجھیں خیر آپ تو میری رُبّ ہوئیں ! آپ کا ربّ کون ہے ؟

والدہ نے کہا تمہارا باپ ﴿کفالت کرنے والا آذر﴾

﴿کیونکہ حضرت تارخ کا انتقال ہو چکا تھا﴾

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا ! آزر کا پروردگار کون ہے؟

ماں نے کہا ! بادشاہِ وقت ۔ یعنی مجازاً کھانے کے لئے وہی دیتا ہے۔

حضرت ابراہیم نے فرمایا، بادشاہِ وقت کا پروردگار کون ہے تو ماں مقام حقیقت پر پہنچ گئیں۔

ماں جان گئی نمرود کے تخت کو برباد کرنے والا میرا بیٹا ہے۔

مصلحت کے تحت

آپ نے خاموشی اختیار کی ، یہ خاموشی مصلحت کے تحت تھی اور وہ مصلحت حضرت ابراہیم علیہ السلام کی حفاظت تھی۔

معلوم ہوا نبوّت کی اور نبی کی حفاظت کے لئے مصلحت کے تحت ایمان چھپانا بھی جائز ہے اور میرے آقا کی حفاظت کے لئے مصلحتاً حضرت سیدنا ابو طالب رضی اللہ عنہ نے ایمان چھپایا تو اس لئے کہ کائنات کے والی کی حفاظت

Marfat.com

کی جائے اُسے شیطانوں کے مظالم سے بچایا جائے۔

قُرآن میں ابوطالب کی آغوش کو اللہ اپنی آغوش رحمت کہہ رہا ہے۔
اور مولوی فتوے لگا رہا ہے......سیّد افتخار الحسن زیدی کہتا ہے، یا اللہ کی
مان لو یا مُلا کی مان لو۔

قُرآن کی شان میں قُرآن کی آیت ہے ...... یہ لوگ آیت چھوڑ کر
روایت مان رہے ہیں۔

درویش لاہوری نے صحیح کہا تھا !

یہ اُمّت روایات میں کھو گئی
حقیقتِ خرافات میں کھو گئی

آزر کو بتایا

حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی والدہ محترمہ نے ڈرتے ڈرتے
آزر کو بتایا کہ نمرود کی بادشاہت کو تبدیل کرنے والا تُمہارا بھتیجا ابراہیم ہی ہے۔
آزر چونکہ پکا بُت پرست تھا......نمرود کا نمک خوار تھا اُسے غصّہ آیا اور
اُس نے کہا میں اُسے ابھی قتل کرتا ہوں......اب ماں گھبرائی کہ یہ بات آزر کو
کیوں بتائی۔

آزر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس غار میں آیا۔

جب آپ کی بھولی بھالی پیاری صورت دیکھی اللہ نے اس کے دل میں

Marfat.com

رحم کا جذبہ ڈال دیا۔

اور وہ کچھ نہ کر سکا وہ کچھ کر بھی نہیں سکتا تھا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کچھ سوالات آزر سے کیئے، آزر نے غُصّہ میں آکر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے رُخسارِ اطہر پر طمانچہ مارا کہنے لگا۔

اپنی عمر دیکھو، اور اپنا اندازِ گفتگو دیکھو الٰہیات پر مجھ سے بحث کرتے ہو۔

آزر کو تبلیغ

آزر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو نقصان تو نہ پہنچا سکا لیکن گھر میں پریشانی کے عالم میں سوچنے پر مجبور تھا کہ اس مسئلہ کا حل کیسے نکالا جائے اور پھر جب فرضِ نبوّت کو ادا کرنے کا وقت آیا اللہ تعالیٰ نے جبریل امین کے ذریعے اپنے خلیل کو پیغام وحی بھیجا تو آپ نے منصبِ نبوّت کو ادا کرنے کے لئے سب سے پہلے جس شخص کو منتخب کیا وہ آپ کا چچا آزر ہی تھا۔

آزر سے مناظرہ

سورۃ مریم پارہ ۱۶ میں قُرآن پاک نے اس مناظرہ کو بیان فرمایا گیا۔

اللہ فرماتا ہے !

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِبْرٰهِيْمَ

Marfat.com

اور کتاب میں ابراہیم کو یاد کرو۔ ابراہیم کا ذکر کرو۔

معلوم ہو...... نبیوں کا ذکر کرنا...... اللہ کا حکم ہے...... جو لوگ ذکر کے منکر ہیں...... وہ قُرآن کے منکر ہیں۔

آگے ارشاد ہوتا ہے،

اِنَّہٗ کَانَ صِدِّیۡقًا نَّبِیًّا

بے شک حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام صدّیق یعنی سچّے تھے، جس کو اللہ کا قرآن سچا کہے اُس کے بارے میں مولوی کہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے تین جُھوٹ بولے، تو اُس مُلّا کی بات مانیں یا اللہ کی۔

قُرآن میں پہلے ذکر کرنے کا حکم دیا گیا پھر خلیل علیہ السلام کی منقبت اور اُن کا وصف بیان کیا گیا پھر آگے مناظرے کی روداد بیان کی گئی۔

اِذۡ قَالَ لِاَبِیۡہِ حضرت ابراہیم نے اپنے چچا سے کہا۔

یٰۤاَبَتِ اَے باپ،

لِمَ تَعۡبُدُ مَالَا یَسۡمَعُ وَلَا یُبۡصِرُ وَلَا یُغۡنِیۡ عَنۡکَ شَیۡئًا

اُنہیں کیوں پُوجتا ہے جو نہ سُنے نہ دیکھے نہ تیرے کام آئے۔

پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے آزر کو سیدھا راستہ اختیار کرنے کی دعوت دی۔

فرمایا ! یٰۤاَبَتِ ،اے باپ ﴿چچا﴾۔

اِنِّیۡ قَدۡ جَآءَنِیۡ مِنَ الۡعِلۡمِ مَالَمۡ یَاۡتِکَ فَاتَّبِعۡنِیۡۤ اَ

هُدِكَ صِرَاطًا سَوِيًّا ○

بے شک میرے پاس وہ علم ہے جو تیرے پاس نہیں ہے تو

میرے پیچھے چلا آ میں تجھے سیدھی راہ دکھاؤں۔

پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا !

يَآ أَبَتِ لَا تَعْبُدِ الشَّيْطَانَ ط

اے میرے باپ ﴿چچا﴾ شیطان کا بندہ نہ بن۔

پتھر فائدہ دیتا ہے

حضراتِ گرامی ! چودہ سو سال کے بعد ایک نئی نسل آ گئی جنہوں نے

بتوں والی ساری آیات اللہ کے نبیوں اور ولیوں پر چسپاں کر دیں۔

حضرات گرامی ! یہ کہتے ہیں۔

نبی فائدہ نہیں دے سکتے...... ولی فائدہ نہیں دے سکتے۔

......ارے پاگل...... نبی تو نبی ہے...... حجرِ اسود...... جو پتھر ہے وہ بھی

فائدہ دیتا ہے......

حضور علیہ السلام نے فرمایا ! یہ حجرِ اسود ہے...... جسے تم چومتے ہو......

یہ حجرِ اسود...... قیامت کے دن اُٹھایا جائے گا۔

وعینان...... اُس کی دو آنکھیں ہوں گی...... جب قیامت کے دن یہ

حجرِ اسود خدا کے دربار میں جائے گا...... اللہ تعالیٰ اس سے پوچھے گا...... بتا تجھے

Marfat.com

کس کس نے چُوما ہے ؟

وعنه قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وآله وسلم فی الحجر واللّٰہ لیبعثنه اللّٰہ یوم القیامة له عینان یبصر بهما ولسان ینطق به یشهد علی من استلمه بحق۔ رواه الترمذی

﴿مشکوٰۃ شریف جلد ۲ ص ۳۹﴾

روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ! جو حجرِ اسود کے متعلّق کہ ربّ کی قسم ! اللہ اسے قیامت کے دن ایسے اُٹھائے گا کہ اس کی دو آنکھیں ہوں گی جن سے یہ دیکھتا ہوگا اور ایک زبان ہوگی جس سے بولتا ہوگا۔

آنکھوں سے یہ پہچان کرے گا...... کہ یا اللہ...... مجھے اس نے بھی چُوما......اس نے بھی چُوما......اس نے بھی چُوما......اور اپنی زبان سے چُومنے والوں کے حق میں گواہی دے گا۔

حضراتِ گرامی ! حجرِ اُسود کی گواہی سے وہ شخص جس نے اسے چُوما ہوگا اُس کی مغفرت ہوگی۔

معلوم ہوا ! حجرِ اُسود بھی فائدہ دیتا ہے۔

اِنَّ الشَّیْطَانَ کَانَ لِلرَّحْمٰنِ عَصِیًّا

بے شک شیطان رحمٰن کا نافرمان ہے۔

پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا۔

Marfat.com

يَآ اَبَتِ اِنِّیْ اَخَافُ اَنْ یَّمَسَّکَ عَذَابٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ فَتَکُوْنَ لِلشَّیْطَانِ وَلِیًّا ○

اُے چچا ! میں ڈرتا ہوں کہ تُجھے رحمٰن کا کوئی عذاب پہنچے اور تو شیطان کا دوست بنے۔

﴿سورۃ مریم آیت ۴۵﴾

جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ گفتگو فرمائی۔

قَالَ اَرَاغِبٌ اَنْتَ عَنْ اٰلِھَتِیْ یٰٓاِبْرَاھِیْمُ

آزر بولا ! کیا تو میرے خُداؤں سے منہ پھیرتا ہے۔

لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ لَاَرْجُمَنَّکَ وَاهْجُرْنِیْ مَلِیًّا ○

اگر تو باز نہ آیا تو میں تجھ پر پتھراؤ کراؤں گا...... تو مجھ سے بے تعلق ہو جا۔

حضرت خلیل اللہ کا معجزہ

حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے فرمایا ! اُے چچا تو مُجھ سے سچائی کی دلیل طلب کر۔

آزر نے کہا ! میرے ساتھ بُت خانے آؤ۔

آپ نے فرمایا ! چلو...... جب بُت خانے آئے وہاں بُت پڑے ہوئے تھے۔

Marfat.com

ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا ! تو ان کو خدا کہتا ہے......

اُس نے کہا ! ہاں......

فرمایا ! یہ نہ سن سکتے ہیں......نہ بول سکتے ہیں......جبکہ اگر میں کہوں تو یہ میری گواہی بھی دیں گے۔

آزر نے کہا ! اگر میرے خُدا تیرے سچّے ہونے کی گواہی دیں تو میں تیرے دین کو مان لوں گا۔

اللہ کے خلیل نے ارشاد فرمایا ! تو تمام بتوں سے یہ آواز آئی !

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ اِبْرَاھِیمُ خَلِیلُ اللّٰہ

تا قبلۂ عشاق جہاں رُوئے شد
رُوئے بُت و بُت گراہم سُوئے شد

﴿معارج النبوۃ اول ص ۵۷۸﴾

بے ایمان رہا

آزر نے یہ معاملہ دیکھا تو حیران و پریشان ہو گیا لیکن اُس کے نصیب میں ایمان کہاں تھا۔

ضعیفہ کا ایمان قبول کرنا

حضرت ابراہیم علیہ السلام ایک راستہ سے گذر رہے تھے کہ ایک عورت

Marfat.com

نے کھڑکی سے منہ نکال کر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے دریافت کیا کہ آزر کہاں ہے ؟

آپ نے فرمایا ! آپ کو اس سے کیا کام ہے ؟

اُس نے کہا ! میں نے ان سے عبادت کرنے کیلئے ایک معبود بت خریدنا ہے۔

آپ نے فرمایا ! مَعبود لینا ہے تو مُجھ سے کیوں نہیں لیتی۔

اُس عورت نے کہا ! تُم تو انہیں بُرا بھَلا کہتے ہو اور تُمہارے وال ﴿چچا آزر﴾ اُن بتوں کی تعریفیں کرتے ہیں۔

آپ نے فرمایا ! جو بُت پہلے آپ کے پاس تھا اُس کا کیا ہوا ؟

اُس عورت نے کہا ! اُس کو رات چور لے گئے۔

معبود چوری ہو گیا

وہ کونسا ربّ ہے جو خود چوری ہو جاتا ہے ؟

دسو ! ربّ چوری ہو گیا ، ہُن نواں خریدنا ایں ،،

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا ! وہ کیسا ربّ ہے جو چوری ہو جائے...... میں تیرے سامنے اپنے ربّ کے اوصاف بیان کروں۔

اس عورت نے کہا ! کریں۔

آپ نے فرمایا ! معبود وہ ہونا چاہیے جو تیرا معین و مددگار ہو۔

اگر تو روٹی پکانی چاہے تو تیرا تندور گرم کردے۔

تیرے گھر کی حفاظت کرے...... نا کہ خُود چوری ہو جائے۔

میں تیرے سامنے اس معبود کا ذکر کرتا ہوں جس کو تو مصیبت کے وقت پکارے تو وہ تیری پُکار سنے اور تیری داد رسی فرمائے...... تُجھے سیدھا راستہ دکھائے۔

اُس عورت نے کہا ! آپ یہ باتیں نمرود سے کیوں نہیں کہتے ؟

آپ نے فرمایا ! میں اپنی باتیں اُس سے کہتا ہوں جو تمام مخلوقات کا اور نمرود کا...... اللہ ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے کلمہء صداقت سے اُس عورت کے دِل پر اثر ہوا، پھر اپنی فہم کے مطابق بولی...... اے ابراہیم...... ٹھیک ہے آپ کا ربّ سب کا خالق و مالک ہے...... اس بڑی پاک اور سُبحان ذات کے لئے تُحفہ چاہیئے۔ جو نہایت اعلیٰ اور شان دار ہو جبکہ میں ایک غریب عورت ہوں...... میرے لئے یہ ممکن نہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا ! اے خاتون وہ ذاتِ اقدس ان تحائف سے بے نیاز ہے...... اُس کی رحمتیں حاصل کرنے کیلئے اُسے قیمتی تُحفے دینے کی ضرورت نہیں ہوتی بلکہ ایک کلمہ کہنے کی ضرورت ہوتی ہے۔

اُس عورت نے کہا ! وہ کلمہ کیا ہے ؟

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا ! کہو لا الٰہ الا اللہ ابراہیم خلیل

Marfat.com

اللہ ۔

اُس خاتون پر ایمان کے دروازے کُھلے اور وہ فوراً کلمہ پڑھ کر دین ابراہیمی میں داخل ہوگئی۔

﴿معارج النبوۃ جلد اول ص ۵۷۸﴾

نمرودیوں کا عید کا دن

تفسیر نور العرفان .... تفسیر مظہری جلد ۶ ص ۱۳۳ .... قصص القرآن جلد اول ص ۱۸۴ ...... معارج النّبوۃ جلد اول ص ۵۸۰ ...... سیرت ابراہیم ص ۳۴ ...... قصص القرآن ابوالفضل ابراہیم ص ۶۷ ...... تاریخ الانبیاء روایت ابن خلدون ص ۵۴ ...... قرآنی موضوعات ص ۱۱ ...... کتب میں موجود ہے کہ جب حضرت سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام تبلیغ دین میں مصروف تھے کہ اُن کا عید کا دن آیا جو کہ ہر سال میں منایا جاتا تھا۔ لوگوں کے عید منانے کا طریق یہ تھا کہ وہ لوگ صبح صبح اقسام وانواع کے کھانے پکاتے اور عمدہ نئے لباس لے کر اپنے بت خانے جاتے ...... سازوسامان ان بتوں کے سامنے رکھ کر ان کو سجدہ کرتے اور پھر عیدہ گاہ جہاں میلہ لگتا ...... وہاں اکٹھے ہو جاتے اور خوب عیاشی کرتے ...... کھاتے پیتے خوش ہوتے ...... مختلف مقابلوں کا انعقاد کیا جاتا اور یوں عید کا دن لوگوں کی خوشیوں میں گزر جاتا۔

عید کا دن آیا ...... مسرتوں اور خوشیوں کا پیغام لے کر مطلعٔ فجر پر آیا اور

Marfat.com

اس کی روشنی سے کائناتِ عالم منوّر ہوئی۔

لوگوں نے عقیدت و محبّت کے ساتھ عید کی خُوشیاں دوبالا کرنے کے لئے معمول کے مطابق بُت خانوں کا رُخ کیا۔

حضرت ابراہیم علیہ السّلام سے بھی کہا گیا کہ آئیں بُت خانے چلتے ہیں۔

علالت کا سچّا جواز

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی علالت کا جواز پیش کیا...... امام بخاری کا یہ کہنا کہ یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا جُھوٹ تھا...... بالکل غلط ہے بخاری کہتے ہیں !

لم یکذب ابراھیم النبی علیہ السلام قط الا ثلاث کذبات ۔

﴿بخاری شریف جلد اول ۴۷۴﴾

کہ حضرت ابراہیم نے سوائے تین جھوٹ بولنے کے کبھی جھوٹ نہیں بولا۔

بخاری کی یہ روایت قرآن پاک کی آیت سے متصادم ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرمارہا ہے !

اِبْرَاهِيْمَ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا

Marfat.com

ابراہیم علیہ السلام بے شک سچّے نبی تھے۔

قُرآن حضرت ابراہیم علیہ السلام کو سچّا کہے۔

حضرت سیّدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمائیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سچّے تھے۔

درویشِ لاہوری کہتا ہے !

صدقِ خلیل بھی ہے عشق

بلکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام...... افضل ترین انبیاء میں سے ہیں...... اُن پر جُھوٹ کا بہتان باندھنا ناجائز...... غلط...... حرام...... گمراہی ہے اور قرآن پاک سے ٹکراؤ ہے...... حضرت ابراہیم علیہ السلام کا یہ فرمانا کہ میں علیل ہوں بالکل غلط اور جُھوٹ نہیں ہوسکتا۔

صاحبِ تفسیر کشاف علّامہ زمخشری رحمۃ اللہ علیہ اِس ضمن میں فرماتے ہیں کہ کوئی شخص بیماری سے خالی نہیں ہوتا یعنی ہلکا سا عارضہ بھی ہو تو اُسے بیماری کے زمرے میں شامل کیا جاسکتا ہے۔

خلیل اللہ عیدگاہ نہیں گئے

حضرت ابراہیم علیہ السلام اُن لوگوں کے ہمراہ عیدگاہ میلے میں نہیں گئے۔

لوگوں نے کہا ! وہاں کھیل تماشے ہوں گے۔

آپ نے فرمایا ! مجھے کھیل تماشوں سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔

جب آپ نے یہ فرمایا ! انی سقیم ......تو اُن ضعف الاعتقاد لوگوں نے اصرار کیا اور چلے گئے وہ لوگ جا رہے تھے کہ ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا !

وَتَاللّٰهِ لَاَكِيْدَنَّ اَصْنَامَكُمْ بَعْدَ اَنْ تُوَلُّوْا مُدْبِرِيْنَ

اللہ کی قسم ! جب تم پیٹھ پھیر کر چلے جاؤ گے تو میں تمہارے مُعبودوں کے ساتھ ایک خُفیہ تدبیر کروں گا۔

﴿سورۃ الانبیاء آیت ۵۷﴾

سب لوگ چلے گئے

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا یہ فرمان لوگوں نے بھی سُن لیا لیکن چُونکہ اُن کا اعتقاد تھا کہ ہمارے بُتوں کو کوئی بھی رنج نہیں پہنچا سکتا۔ اُن پر ہاتھ اُٹھانا محال ہے لہٰذا اُنہوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا یہ کہنا غیر سنجیدہ لیا اور وہ سب لوگ عید گاہ چلے گئے۔

حضرت سیّدنا خلیل اللہ علیہ السلام نے لوگوں کے چلے جانے کے بعد بُت خانے کا رُخ کیا۔

وہ ساز و سامان کھانے پینے کی اشیاء جو بُتوں کے سامنے تھیں اُن میں سے کھانا اُٹھایا اور ایک بت سے کہا !

یہ کھانا تمہارے لئے ہے...... یہ کھاؤ...... مگر بت کہاں

Marfat.com

کھانے والے تھے۔

اللہ والے چاہیں تو بُتوں کو کھلا سکتے ہیں۔

میرے خواجہ مُعین الدّین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کرامت معروف ہے کہ آپ کے کہنے سے بت لڈو کھانے لگا۔

معلوم ہوا ! اگر اللہ والے چاہیں تو مٹّی کے بُتّوں کو بھی کھلا سکتے ہیں۔

حضرت ابراھیم علیہ السلام اگر حکم دیتے تو بُت ضرور کھا لیتے...... لیکن چونکہ آپ تو بتوں کی بے بسی پر طنز فرما رہے تھے اِس لئے بُتوں نے کہاں سے کھانا تھا۔

بُتّوں کی شامت

پھر آپ غصہ میں آئے...... آپ نے فرمایا ! تُم جہنّم کا ایندھن ہو یہ کہہ کر آپ نے کلہاڑا پکڑا جو آپ انہیں بُتوں کے لئے لے کر آئے تھے اور بُتوں کو توڑنا شروع کر دیا...... کسی کا سر توڑ دیا...... کسی کے بازو توڑ دیئے...... کسی کی ٹانگیں توڑ دیں...... کسی کا پیٹ توڑ دیا۔

۷۲ بت توڑ ڈالے

مُلّا مُعین کاشفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں !

Marfat.com

بُت خانے میں تہتر بت تھے جن میں ایک سب سے بڑا تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بہتر بُت توڑ ڈالے اور جو سب سے بڑا بُت تھا یہ بُت سنہری رنگ کا تھا...... جس پر ہیرے جواہرات جڑے گئے تھے...... اس بت کو سونے چاندی اور جواہرات سے سجایا گیا تھا۔

﴿معارج النبوۃ ص ۱۸۵﴾

آپ نے بڑے بت کو رہنے دیا اور جو کلہاڑا ساتھ لیکر آئے تھے وہ اُس بت کے کاندھے پر رکھ دیا اور خُود بُت خانے کا دروازہ بند کر کے اپنے گھر واپس تشریف لے آئے۔

شام کے وقت جب قوم واپس آئی تو سب سے پہلے بُت خانے گئے جب بُت خانے میں اُنہوں نے اپنے معبودوں کا حشر دیکھا تو اُنہیں اپنی آنکھوں پر یقین ہی نہ آیا۔

اُنہوں نے شور مچایا بڑا روئے ہائے ہائے کی ماتم کیا وہ لوگ جنہوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی گفتگو سنی تھی اُنہوں نے کہا ہم نے ابراہیم سے سُنا تھا کہ میں تُمہارے بُتوں کا حشر بُرا کروں گا۔

لوگوں کی شکایت

وہ لوگ چیختے، نمرود کے دربار میں گئے اور اپنے بتوں کی حالت بیان کی۔

Marfat.com

نمرود نے کہا، کون ہے جس نے بتوں کے ساتھ ایسا کیا بتایا گیا کہ آزر کا بھتیجا ہے نام ابراہیم ہے وہ بتوں کو برا بھلا کہتا ہے۔

فَتًى يَّذْكُرُهُمْ يُقَالُ لَهٗ اِبْرَاهِيْمُ ○

چنانچہ نمرود نے اپنے فوجیوں سے کہا ابراہیم کو میرے دربار میں حاضر کیا جائے۔

چند لوگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس گئے۔

قَالُوْا ءَاَنْتَ فَعَلْتَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَا يٰاِبْرَاهِيْمُ ○

اُنہوں نے پوچھا ! اُے ابراہیم کیا تُو نے ہمارے خُداؤں کے ساتھ یہ کام کیا ہے؟

قَالَ بَلْ فَعَلَهٗ كَبِيْرُهُمْ هٰذَا فَسْئَلُوْهُمْ اِنْ كَانُوْا يَنْطِقُوْنَ ○

تُم اس سے پُوچھ لو جو بڑا بُت ہے جس کے کاندھے پر کُلہاڑا رکھا ہوا ہے۔

اُنہوں نے کہا یہ بول نہیں سکتا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا ! تُم اس کو پُوجتے ہو جو بول بھی نہیں سکتا جو سن بھی نہیں سکتا۔

دیکھو۔اس کے کاندھے پر کُلہاڑا ہے کہیں اس نے تو بُت نہیں توڑے؟

اُنہوں نے کہا! یہ ہل بھی نہیں سکتا۔

Marfat.com

تب حضرت ابراہیم علیہ السلام جلال میں آ گئے۔

فرمایا ! پھر تم انہیں کیوں پُوجتے ہو کیا تمہیں عقل ہے ؟

حضرت ابراہیم نمرود کے دربار میں

نمرود کا دربار سجا ہوا ہے سونے کے تخت پر بڑی نخوَت کے ساتھ بیٹھا ہے اُمراء...... وزراء اُسے سجدے کر رہے ہیں۔

حضرت سیّدنا ابراہیم علیہ السلام نمرود کے دربار میں پہنچے چونکہ رواج یہ تھا کہ ہر آنے والا پہلے نمرود کو سجدہ کرتا پھر جو بات کرنا ہوتی وہ کی جاتی۔

آپ نے نمرود کو سجدہ نہ کیا۔

نمرود بولا ! تو نے مجھے سجدہ کیوں نہیں کیا ؟

آپ نے فرمایا ! اللہ وحدہٗ لاشریک کے علاوہ سجدہ کسی کو جائز نہیں۔

نمرود کے ساتھ مناظرہ

نمرود کے ساتھ بڑا دلچسپ مناظرہ ہوا اس مناظرے کی رُوداد قُرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائی۔

لغت میں مناظرے کا معنیٰ بحث لیا گیا ہے اور یہ مناظرہ دلچسپ بھی تھا اور لُطف انگیز بھی۔

یہ مناظرہ عجیب وغریب بھی تھا اور حیرت انگیز بھی۔

Marfat.com

اس مناظرہ میں ایک طرف اللہ کا خلیل تھا۔

ایک طرف نمرود تھا اس مناظرہ میں ایک طرف نبی ایک طرف کافر اس

مناظرہ کا موضوع الٰہ واحد تھا۔

یہ مناظرہ اللہ کی توحید کا مناظرہ تھا۔

قُرآن پاک میں اس مناظرے کی روئیداد بیان ہوئی۔

جب نمرود نے کہا ! اے ابراہیم تو نے مجھے سجدہ کیوں نہیں کیا ؟

آپ نے فرمایا ! میرا اللہ ایک ہے جسے میں سجدہ کرتا ہوں۔

اُس نے کہا ! اللہ کسے کہتے ہیں ؟

الوہیت کی دلیل

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے الوہیت کی دلیل دی کہ ربّ وہ ہے جو مارتا بھی ہے اور زندہ بھی کرتا ہے یعنی مرنے کے بعد اُس کو زندہ کرنے کی قُدرت رکھتا ہے۔

قَالَ اِبْرَاھِیْمُ رَبِّیَ الَّذِیْ یُحْیِیْ وَیُمِیْت

ابراہیم نے کہا! میرا ربّ وہ ہے جو زندہ بھی کرتا ہے اور مارتا بھی ہے

نمرود نے کہا ! میں بھی مارتا اور زندہ کرتا ہوں،

لوگ کہتے ہیں نمرود بے وقوف تھا جو یہ نہ سمجھا کہ زندہ کرنے سے مراد نئی زندگی دینا ہے، از سرِ نَو بعد اَز موت زندہ کرنا ہے میں کہتا ہوں نمرود بے

Marfat.com

وقوف نہ تھا ! بلکہ وہ تو نہایت شاطر تھا، چنانچہ اُس نے مناظرے میں اپنی شاطرانہ دلیل پیش کی اور ایک لمحے کے لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بحث کو موقوف کر دیا۔

نمرود کا جواب

اُس نے کہا ! میں بھی زندہ کرتا ہوں اور مارتا ہوں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دلیل طلب کی۔

اُس نے جیل سے دو قیدیوں کو بلایا اور اُن سے پُوچھا بتاؤ تمہارے لئے عدالت نے کیا فیصلہ کیا ؟

ایک قیدی نے کہا ! مجھے عدالت نے بری کر دیا ہے۔

اُس نے حضرت ابراہیم سے کہا ! دیکھو یہ زندگی کی طرف جا رہا ہے۔

پھر اُس کو قتل کر دیا، دوسرے سے پُوچھا تو بتا تیرا کیا فیصلہ ہوا، اس نے کہا، مجُھے موت کا حکم سنایا گیا۔

نمُرود نے اُسے آزاد کر دیا، اور کہا دیکھو میں بھی زندہ کرتا ہوں اور مارتا ہوں جس کو چاہوں زندگی دے دوں جس کو چاہوں موت دے دوں۔

دوٹوک بات

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اُس کی یہ شاطرانہ چال دیکھی تو سمجھ

گئے کہ اس کے ساتھ دوٹوک بات کرنی پڑے گی۔

آپ نے فرمایا !اے نمرود میرا خُداوہ ہے جو مشرق سے سُورج طلوع کرتا ہے اور مغرب میں غروب کرتا ہے میں تُجھے خدامان لوں گا اگر تُو سُورج کو مشرق کی بجائے مغرب سے طلوع کرے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب یہ دلیل پیش کی نمرود تو یقیناً پریشان ہوگیا، لیکن اِدھر حضرت ابراہیم علیہ السّلام کی نسل مں کائنات کا والی اِمام الانبیاءتشریف لائے آپ نے چاند کو بھی توڑا۔

چاند کوتوڑ کر فرمادیا، اے چاند کو پوجنے والو۔

یہ چاند محمد عربی کی اُنگلی سے ٹوٹنے والا کھلونا ہے، ارے یہ تو محمد عربی کی انگلی کی طاقت برداشت نہیں کرسکا یہ خُدا کیسے ہوسکتا ہے۔

اِدھر میرے آقا نے حضرت مولیٰ علی علیہ السلام کے لئے سُورج واپس پلٹایا کہ اَے سورج کو پُوجنے والو جسے تُم اپنا خدا سمجھتے ہو یہ میری اُنگلی کا اشارہ بھی برداشت نہیں کرسکا۔

بہرحال ! میں عرض کررہا تھا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے نمرود کے سامنے یہ دلیل پیش کی جسے قُرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا۔

اِنَّ اللّٰہَ یَاْتِیْ بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَاْتِ بِھَا مِنَ الْمَغْرِبِ ط

جب نمرود نے یہ بات سُنی اب گھبرایا کیونکہ یہ وہ دلیل تھی جس کا

جواب نمرود کے پاس نہیں تھا۔

قُرآن نے نمرود کے مبہوت ہونے کو بیان فرمایا۔

فَبُهِتَ الَّذِیْ کَفَرَ

وہ نمرود متحیر رہ گیا اور یوں اس دلیل کے ساتھ مناظرہ ختم ہوگیا۔

ایک نکتہ

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دلیل بڑی وزنی تھی کہ مغرب سے سُورج نکالو تو خدا مانوں گا اس دلیل کا جواب نمرود سے نہیں بن پڑا اور وہ مغرب سے سورج نہیں نکال سکا لیکن ہمارے آقا و مولیٰ تاجدارِ عرب و عجم والی دو جہاں کملی والے آقا نے مغرب سے سُورج طلوع کیا حدیث پاک میں موجود ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کی نمازِ عصر ادا نہ ہوئی تھی سُورج غروب تھا لیکن میرے آقا کے اشارے سے سُورج دوبارہ مقامِ عصر پر آ گیا چونکہ ضرورت مقامِ عصر کی تھی اس لئے سورج اُس مقام پر ٹھہرا اگر میرے آقا چاہتے تو یہی سُورج غروب ہونے کے بعد مقام فجر تک طلوع ہوسکتا تھا۔

شاعر اسلام علامہ صائم چشتی نے کیا خوب فرمایا۔

چاند قدموں میں لانا تیرا کام ہے
اُلٹا سورج پھرانا تیرا کام ہے

خلیل اللہؑ نارِ نمرود میں

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو درجۂ خلیلی بڑی آزمائشوں کے بعد حاصل ہوا ...... آپ مقامِ رضا میں تھے ...... ہر آزمائش پر پورے اُترے۔

چنانچہ پہلی آزمائش نارِ نمرود میں جانے کی تھی ...... نمرود نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو قید کرنے کا حکم دے دیا جب حضرت ابراہیم علیہ السلام قید میں تھے نمرود نے اپنے مشیروں سے کہا مجھے مشورہ دو کہ ابراہیم کو کونسی سزا دی جائے۔

کسی نے کہا سولی چڑھا دو۔

کسی نے کہا گردن قلم کردو۔

کسی نے کہا پسوا کر ماردو۔

ایک معمر شخص جو قومِ ثمود کے قبیلہ اکراد سے تعلق رکھتا تھا اُس کا نام ہمیزان تھا اُس نے مشورہ دیا آگ میں ڈال کر زندہ جلادو۔

نمرود کو یہ مشورہ سب سے زیادہ پسند آیا۔

مشورہ دینے والے کا انجام

اللہ تعالیٰ نے اُس کو یہ سزادی کہ وہ مشورہ دے کر آیا تو زمین میں دھنستا گیا اور زمین میں دھنس کر مرگیا۔

Marfat.com

جب کہ اُس کو برزخی عذاب بھی زمین میں دھنسنے کا ہی دیا گیا ہے۔

نمرود نے حکم دیا کہ لکڑیاں اکٹھی کی جائیں۔

روایات میں آتا ہے۔ چالیس دن تک لکڑیاں اکٹھی کی جاتی رہیں۔

نمرود نے یہ اعلان کیا تھا کہ ہر شخص اپنے حصّے کا ایندھن میرے دشمن کے جلانے کے لئے جمع کروایا جائے۔

اس کام کے لئے نمرود نے ایک خصوصی محکمہ بنایا یوں لکڑیاں جمع ہوتی رہیں۔

ایک مُشرکہ عورت کی مَنّت

جہالت کی بھی انتہاء شائد ہی ہو کہ ایک جاہل مشرکہ عورت نے یہ منّت مانی کہ اگر میں تندرست ہو گئی تو خداوندِ نمرود کے دشمن ابراہیم کو جلانے کے لئے بہت زیادہ لکڑیاں دَوں گی اور اپنی منّت پُوری کرنے کے لئے اُس نے بھی بڑی محنت کی۔

آتش نمرود

محترم قارئین !

بارہ میل کے وسیع ترین علاقے میں پہاڑوں جیسی اُونچائی والی آگ جلائی گئی دُنیا میں اُتنی زیادہ آگ اول و آخر نہ جلائی گئی تھی۔

Marfat.com

آگ کہاں جلائی گئی

عراق کے شہر کوفہ میں یہ آگ جلائی گئی جبکہ اس کے شعلے مُلکِ شام سے بھی نظر آتے تھے اور آگ کی حِدّت ایک میل دُور سے ہی محسوس ہونا شروع ہو جاتی تھی۔ ایک شخص کے لئے اتنی بڑی آگ جلانا فطرت سے ہٹ کر کام لگتا ہے کیونکہ اگر ایک شخص کو آگ میں ہی پھینکنا ہو وہ ایک تندور میں بھی جلایا جا سکتا ہے لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے تکلیف دینے کا اتنا بڑا انتظام کرنا اس لئے تھا کہ نمرود کے دُشمن کے لئے زیادہ سے زیادہ نفرت کا اظہار ہو سکے نمرود نے یہ معاملہ اس لئے کیا تھا کہ ساری دُنیا میں ایک دھاک بیٹھ جائے اور آئندہ کوئی شخص نمرود کی بغاوت پر آمادہ نہ ہو۔

نمرود کا حکم

جب آگ کی تپش حِدّت وشدّت اور کی جولانی اور جوانی اُس کے شعلے اپنے عُروج پر پہنچ گئے تو اب نمرود نے اپنے سپاہیوں سے کہا ابراہیم کو اس آگ میں ڈال دیا جائے۔

اب ایک اور مسئلہ کھڑا ہو گیا کہ ابراہیم کو آگ میں کیسے ڈالا جائے کیونکہ جو اس سخت ترین آگ کے پاس جائے گا تو اُس پر بھی آگ کی تپش کا اثر ہو گا اب کیسے پھینکیں، یہ سوچ بچار جاری تھی بات سمجھ میں نہیں آ رہی تھی۔

Marfat.com

آگ اپنے شدت پر تھی کہ نمرود کے پاس ابلیس شیخ نجدی کے روپ میں اُسکے پاس آیا، پہلے تو نمرود کی تعریف کی اور کہا میں تیرا بڑا حامی ہوں اَب میں نے سُنا ہے کہ ایک جادوگر آیا ہوا ہے جو تیرا دین بدلنا چاہتا ہے؟

تُو نے اُسے جلانے کا ارادہ کیا ہے۔

اَب جب کہ آگ جل چکی ہے تو تیرے کارندے اسی وجہ سے پریشان ہیں کہ اَب اُس کو آگ میں کیسے پھینکا جائے میں اس لئے آیا ہوں تا کہ ان کو آگ میں ڈالنے کا طریقہ بتاؤں۔

نمرود جس کا دماغ خالی تھا شیخ نجدی کے آنے سے خوش ہوا اور اس کو نیک فال خیال کر کے ابلیس کی تحسین کی اُس نے چارپائی بنانے کا طریق بتایا اس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ڈال کر دونوں اطراف میں لمبے بانس لگا کر پھینکنے کا طریقہ بتایا جس نمرود اور اُس کے سپاہیوں نے سراہا اور ایسا ہی کیا، بعض روایات میں یہ بھی آتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خود چھلانگ لگائی۔

اور دل بھی اسی روایت کو مانتا ہے وہ اس لئے کہ جب نمرود کی بیٹی آگ میں چھلانگ لگا سکتی ہے اور اُس وقت آگ میں ڈالنے کا کوئی مسئلہ نہیں بنتا تو یقیناً حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے یہ مسئلہ بنانا عجیب بات ہے۔

حضرت جبریل کا ایک دعویٰ

روایات میں آتا ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے ایک مرتبہ اللہ

Marfat.com

تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی یا اللہ !

انا قوی من کل خلائق

میں تیری مخلوق میں سب سے زیادہ طاقتور ہوں۔

اللہ نے فرمایا ! وہ کیسے ؟

کہا میں آنِ واحد میں تمام آسمانوں کو زیروزبر کرسکتا ہوں۔

اللہ نے فرمایا ! صرف اتنا کرنے سے تو سب سے زیادہ طاقتور کیسے بن گیا۔

عرض کی یا اللہ! مجھ سے بھی کوئی زیادہ طاقتور ہے ؟

فرمایا ! ہاں ہے۔

عرض کی! وہ کون ہے ؟

فرمایا ! میرا ابراہیم علیہ السلام۔

یہ وہ وقت تھا جب ابراہیم علیہ السلام نارِ نمرود کے پاس کھڑے تھے

طاقت کا امتحان

اللہ نے جبریل سے فرمایا کہ جاؤ ابراہیم کی طاقت کا امتحان لو۔

جبریل نے کہا ! وہ نارِ نمرود کے پاس کھڑے ہیں۔

اللہ نے فرمایا ! پھر بتا تو کیا کہتا ہے۔

عرض کی ! کیا ابراہیم آگ میں ڈالے جائیں گے؟

Marfat.com

اللہ نے فرمایا !ہاں۔

عرض کی یا اللہ !اس وقت روئے زمین پر اُن چند لوگوں میں ہے جو مجھ پر ایمان رکھتے ہیں اگر یہ بھی مر گئے تو تجھے خدا کہنے والا کون رہے گا۔

اللہ نے فرمایا !تم بتاؤ کیا کرنا چاہیے۔

حضرت جبریل امین علیہ السلام نے عرض کی !یا اللہ ابراہیم کو آگ میں جانے سے روکنا چاہیے۔

اللہ نے فرمایا !تو ابراہیم کے پاس جا اور میری طرف سے مت جانا اپنی طرف سے جا...... جا کر اپنی طرف سے ابراہیم کو روک۔

جبریل خلیل کے پاس

اب جبریل امین علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئے عرض کی۔

یا ابراھیم ھل لك من حاجة

اے ابراہیم علیہ السلام کیا کوئی حاجت ہے؟

فرمایا !اللہ نے بھیجا ہے کہ اَپنے طَور پر آئے ہو۔

عرض کی !اپنے طَور پر آیا ہوں۔

فرمایا !کیا کہتے ہو۔

عرض کی !کوئی حاجت ہے؟

Marfat.com

آپ نے فرمایا !ہاں ایک حاجت ہے۔

عرض کی !مجھے بتائیں میں آپ کی حاجت پُوری کروں گا۔

میری ایک پُھونک سے آگ بُجھ سکتی ہے میں ہر طوَر پر آپ کے کام آسکتا ہوں۔

فرمایا !جبریل تُم تو اگلی بات کر رہے ہو۔میری حاجت تو سنو !

عرض کی فرمائیں !

فرمایا !اپنی طاقت کو عدم میں ڈال کر میرے ہمراہ آگ میں چھلانگ لگاؤ......میرے ساتھ آگ میں رہو۔

جبریل امین علیہ السلام نے کہا !اَے ابراہیم علیہ السلام میں اَیسا کرنے سے قاصر ہوں۔

فرمایا !پھر بتاؤ تُم طاقتور ہو کہ میں طاقتور ہوں گا۔

حضرات گرامی !

بات ہورہی ہے اللہ کی ......بات ہورہی ہے جبریل سے ......ادھر ابراہیم علیہ السلام بھی سُن رہے ہیں۔

ارے ابراہیم علیہ السلام اللہ کی جبریل سے ہونے والی گفتگو بابل کی سرزمین پر سن سکتے ہیں تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بھی اِمام تاجدارِ مدینہ کی سماعت کا عالم کیا ہوگا۔

حضرت جبریل امین علیہ السلام نے جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کی

Marfat.com

بات سنی تو انہوں نے کہا اگر کوئی میرے لائق خدمت ہو تو فرمائیں۔

آپ نے فرمایا ! مجھے تیری خدمت کی ضرورت نہیں ہے...... جس کے لئے میں جا رہا ہوں وہ میرے حالات جانتا ہے...... اگر میرے آگ میں جلنے سے وہ راضی ہو جائے تو مجھے یہ سودا مہنگا نہیں لگتا...... میں ضرور آگ میں جاؤں گا...... چنانچہ حضرت جبریل امین علیہ السلام واپس چلے گئے۔

ہوا کا فرشتہ

حضرت جبریل امین علیہ السلام کے جانے کے بعد امرِ ربّی سے ایک فرشتہ آیا...... عرض کی یا ابراہیم ! سلام ہو...... آپ نے فرمایا تم پر بھی سلام ہو اُس نے کہا میں ہوا کا فرشتہ ہوں آپ کے حکم کا منتظر ہوں ...... فرمایا کیسا حکم چاہتے ہو...... کہا حکم دیں قومِ عاد کو تباہ کرنے کی ڈیوٹی میری تھی آپ کے کہنے پر میں نمرودیوں پر ہوا کا عذاب مسلّط کر دوں اور یہ جو آگ انہوں نے آپ کے لئے جلائی ہے اسے منتشر کر دوں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا ! مُجھے بھی تمہاری ضرورت نہیں ہے تُم جاؤ۔

پانی کا فرشتہ

اتنے میں ایک اور فرشتہ آ گیا...... میں حیران ہوں فرشتے کیوں آ رہے

Marfat.com

ہیں ان کی ڈیوٹیاں تو لگی ہوئی ہیں ...... پھر یہ کیوں آ رہے ہیں ...... اگر فرشتے نہ بھی آئیں تو ان کی پکڑ نہیں ہو گی لیکن پھر بھی اللہ کے خلیل کے پاس آ رہے ہیں ...... اس لئے کہ ابراہیم علیہ السلام کی پیشانی میں سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا نورِ مبارک فروزاں تھا ...... اس نور کی وجہ سے حضرت ابراہیم کو مقام خلیلی حاصل ہوا ...... ابراہیم اللہ کے خلیل تھے ...... فرشتے چاہتے تھے کہ اللہ کا خلیل ہم سے خدمت لے لے تو ہمارا ربّ ہم سے راضی ہو جائے۔

حضرات گرامی !

پانی کا فرشتہ آیا اور کہنے لگا یا ابراہیم آپ کے حکم پر میں اس آگ کو پانی سے بجھا دوں اور مزید حکم پر پانی کے عذاب سے ساری قوم کو تباہ کر دوں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا !

خلوا بینی و بین خلیلی حتی یفعل ما یشاء

﴿معارج النبوۃ ج ا ص ۵۸۵﴾

یہ میرے پروردگار کا اور میرا معاملہ ہے میں اُس کی رضا پر راضی ہوں۔

عزیزان محترم ! ابراہیم علیہ السلام مقامِ رضا پر فائز تھے ...... اس لئے ہر اُس بات پر عمل پیرا تھے جو بات ہونے والی ہو ...... ہر آزمائش پر پورے اُترے ...... کہ یہ آزمائش دوست کی طرف سے تھی ...... جب اپنی رضا رہے نہ تب خلیل اللہ کا درجہ ملتا ہے۔

Marfat.com

خلیل اور حبیب میں فرق

ایک ہے خلیل

ایک ہے حبیب

خلیل بھی دوست ہوتا ہے

حبیب بھی دوست ہوتا ہے۔

مگر دونوں میں فرق ہے۔

خلیل اللہ وہ ہے جو ربّ کی رضا کا طالب ہے۔

حبیب اللہ وہ ہے جس کی رضا کا طالب خالقِ کائنات ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا ! اے فرشتو اگر میرا ربّ مجُھے بچائے تو مجُھے کوئی بھی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ اگر میرا ربّ میری آزمائش پر راضی ہے تو میں اس آزمائش پر راضی ہوں...... اگر اُسے میری ہلاکت درکار ہے تو کبھی بچنے کی سعی نہ کروں گا...... تم جاؤ۔

اس لئے کہ

علمه بحالی حسبی من سوالی

وہ میرے حال کو جانتا ہے...... میرے سوال سے اُس کے جاننے کا تعلق نہیں ہے۔

Marfat.com

جبریل کی دوبارہ آمد

اسی وقت جبریل آئے...... کہا ! اے ابراہیم علیہ السلام ایک بات کا جواب دیں...... فرمایا ! پوچھو...... کہا ! جب آپ یہ فرماتے ہیں کہ وہ میرے حال کو جانتا ہے تو پھر آپ اُس سے سوال کیوں نہیں کرتے ؟

تھی فرشتوں کو بھی حیرت یہ انداز ہے کیا
عرش والوں پہ نہیں کھلتا یہ راز ہے کیا

فرشتے حیران ہیں...... پریشان ہیں...... اس سوچ میں مگن ہیں کہ آگ کے شعلے بھڑک رہے ہیں...... خلیل کی ایک آواز پر سب معاملہ ختم ہوسکتا ہے...... اِتنی طاقت کے باوجود...... اِتنے اختیار کے باوجود...... ابراہیم علیہ السلام کیوں نہیں کہتے۔

جبریل نے کہا ! آپ ہم سے نہیں کہتے نہ کہیں۔

پانی کے فرشتے سے نہیں کہتے نہ کہیں۔

ہوا کے فرشتے کی ڈیوٹی نہیں لگاتے نہ لگائیں۔

اللہ تعالیٰ سے تو کہہ دیں۔

فرمایا ! اللہ کی مرضی کے بغیر کچھ ہوسکتا ہے ؟

جبریل نے کہا ! نہیں ہوسکتا۔

فرمایا ! جب دوست ہی دوست کو جلانا چاہتا ہے تو زندگی کس کام کی

Marfat.com

رہی۔

فرشتے حیرتوں کے جہان میں ہیں اور اسی حیرت کے ساتھ واپس چلے گئے۔

اَب قدَرت کا معاملہ...... تاریخ کا ایک موڑ...... خلیل کا انجام کیا ہوگا...... فرشتے دیکھ رہے۔

حُوریں دیکھ رہی ہیں۔

گُذرنے والے انبیاء دیکھ رہے ہیں۔

اللہ کا خلیل آگ میں

نمرودیوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالنے کے لئے جب تیاری کی لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام خُود آگ میں چلے گئے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام آگ میں داخل ہوئے۔

اللہ کا خلیل خاموش ہے۔

تمام لوگ خاموش ہیں۔

تمام فرشتے خاموش ہیں۔

اِبراہیم آگ میں چلے گئے۔

آواز آئی ! یانارُ

اَے آگ۔

Marfat.com

عرض کی ! یا اللہ اپنے مزاج کے مطابق کام کروں یا تیرا حکم کوئی اور ہے۔

فرمایا ! تیرا مزاج کیا ہے ؟

عرض کی ! یا اللہ میرا مزاج تو جلانا ہے۔

فرمایا ! اپنا مزاج چھوڑ میرا حکم سُن۔

عرض کی !فرما کیا حکم ہے ؟

فرمایا! کُوْنِیْ بَرْدًا اے آگ ٹھنڈی ہو جا۔

عرض کی !کتنی ٹھنڈی ہو جاؤں؟

فرمایا ! وَسَلَامًا سلامتی والی ٹھنڈی ہو جا۔

روایات میں یہی آتا ہے کہ اگر صرف برداً کہا جاتا اور سلاماً نہ کہا جاتا تو آگ اتنی ٹھنڈی ہو جاتی کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے باعث تکلیف بن جاتی اسی لئے میرے رَبّ نے بَرْدًا کے ساتھ سَلَامًا بھی فرمادیا کہ اے آگ ٹھنڈی ضرور ہو مگر اتنی نہیں کہ میرے خلیل کو تکلیف پہنچے بلکہ سلامتی والی ٹھنڈی ہو جا۔

صرف سلاماً تک بھی بات ختم نہیں ہوئی۔

امام رازی کا فرمان

حضرت سیّدنا امام فخرالدین رازی رحمۃ اللہ علیہ جنہیں فاتح معتزلہ کہا

جاتا ہے۔

کون امام رازی جن کے پائے کا فلسفی یونانیوں میں بھی کوئی نہ تھا جنہوں نے اپنے علم و فلسفہ سے اسلام کو تقوّیت پہنچاتے ہوئے تمام باطل مذاہب کے بخیے اُدھیڑ دیئے۔

آپ تفسیر کبیر میں ارشاد فرماتے ہیں۔

اگر اللہ ربّ العزت علیٰ ابراہیم نہ فرماتا تو ساری کائنات کی آگ ٹھنڈی ہو جاتی اور پھر کائنات میں نہ تو آگ گرم ہوتی اور نہ ہی جلتی۔

خداوندِ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السّلام کے لئے خاص کر کے صرف اُسی آگ کی تپش کو ختم کیا جو حضرت ابراہیم علیہ السّلام کے لئے جلائی گئی تھی۔

Marfat.com

نو دن آگ میں رہے

روایات میں آتا ہے اللہ کا خلیل نو دن آگ میں رہا وہ آگ جو دُنیا میں سب سے شدید آگ تھی۔

وہ آگ جس کے لئے ساری زمین سے ایندھن اکٹھا کیا گیا۔

وہ آگ جس کے شُعلے آسمان سے باتیں کرتے تھے۔

ایک چڑیا کی عقیدت

ایک چھوٹی سی چڑیا پانی کے چشمے سے ایک قطرہ پانی کا بھر کر لائی اور

اُس نے آگ پر پھینکا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا ! ...... اے چڑیا ...... کیا کر رہی ہو؟

عرض کی ...... مُجھے آپ سے محبّت ہے ...... آپ کو آگ میں پھینکا گیا مجھے دکھ ہوا ...... میں آگ بجھانے کے لئے پانی کا قطرہ لائی ہوں اور وہ آگ پر ڈالا ہے ...... اللہ کا خلیل مُسکرایا ...... فرمایا ...... اُے چڑیا ...... کیا تیرے اس ایک قطرے سے آگ بجھ جائے گی؟

اس نے کہا آقا آگ نہیں بُجھے گی ...... فرمایا پھر پانی کیوں لے کر آئی ہو ...... عرض کی جب میں نے قطرہ اپنی چونچ میں بھرا تھا ...... اُس وقت بھی میں یہ جانتی تھی ...... کہ اس ایک قطرے سے آگ نہیں بُجھے گی ...... لیکن غلامی کا خیال آگیا ...... میں نے کہا ...... خواہ آگ بُجھے نہ بُجھے حق غلامی تو ادا کر آؤں ...... حضور میں غُلامی کا حق ادا کرنے کے لئے پانی کا قطرہ لے کر آئی ہوں۔

آگ سے خطاب

اللہ تبارک وتعالیٰ نے جب فرمایا يَا نَارُ كُوْنِيْ ...... يَا نَارُ ...... یعنی اُے آگ۔

مولوی کہتا ہے کہ ...... یارسول اللہ نہیں کہنا چاہیے ...... یا علی نہیں کہنا چاہیے۔ پوچھو کیوں نہیں کہنا چاہیے ...... اس لئے کہ وہ سنتے نہیں ...... پوچھو ملا جی

Marfat.com

آگ سنتی ہے؟ کیا آگ کے کان ہوتے ہیں؟...... کہیں گے نہیں ہوتے لیکن جب اللہ چاہے تو آگ سُن سکتی ہے.... (سیّد افتخار الحسن کہتے ہیں)...... اللہ چاہے آگ سن سکتی ہے اور اللہ چاہے تو نبی پاک بھی سُن سکتے ہیں نبی پاک سماعت کرتے ہیں ...... آپ سُنتے ہیں اور یہ اختیار اللہ نے آپ کو دیا ہے ...... یہ سماعت اللہ تعالیٰ نے ہی آپ کو عطا کی ہے۔

آپ فرماتے ہیں ...... اے لوگو...... تم میری طرح نہیں ہو...... جو تم نہیں دیکھتے وہ میں دیکھتا ہوں...... جو تم نہیں سنتے وہ میں سنتا ہوں۔

اس کے علاوہ بھی حدیث پاک ہے !

جب کوئی محبّت والا مجھ پر درود پڑھتا ہے خواہ وہ کہیں بھی ہو اُس کا درود میں اپنے کانوں سے سُنتا ہوں۔

مولوی صاحب آپ کو حضور کے فرمان پر بھی اعتبار نہیں ہے؟

یَا نَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا

اے آگ ٹھنڈی ہو جا۔

پھر کیا ہوا آگ ٹھنڈی ہو گئی...... سلامتی والی ٹھنڈی ہوئی۔

نمرود کی بیٹی

وہ نمرود جس نے آگ جلائی تھی اُس کی ایک بیٹی بھی تھی اُس کا نام رغضہ تھا۔

Marfat.com

رغضہ نے اپنے باپ نمرود سے کہا ! اگر اجازت ہو تو میں محل کی چھت پر چڑھ کر ابراہیم کو آگ میں جلتا ہوا دیکھوں؟

نمرود نے نخوت اور تکبّر سے کہا...... ضرور دیکھو لیکن اب کوئی فائدہ نہیں

......نمرود کی بیٹی نے کہا کیا وجہ ہے؟...... نمرود نے کہا وہ جل گیا ہوگا۔

اَب تو اس کی راکھ بھی نظر نہیں آئے گی اگر تُو نے دیکھنا تھا تو پہلے سے چھت پر جاتی ...... اُس نے کہا پھر بھی دیکھنے دیں ...... نمرود نے ہنس کر کہا جا دیکھ لے...... نمرود کی بیٹی چھت پر آئی اِتنے اُونچے محل کی سب سے اُوپر چھت پر آئی کہ دیکھوں کہ اس نے آگ کے اندر جھانکا ...... حیران ہوگئی ...... کہ آگ کے اندر ایک باغ ہے اور ایک تخت پر حضرت ابراہیم علیہ السّلام بیٹھے ہوئے ہیں

......نمرود کی بیٹی نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو مخاطب کیا اے ابراہیم ...... آپ کو آگ نے جلایا کیوں نہیں؟

فرمایا جس کے دل میں اللہ کی معرفت ہو...... اُسے یہ آگ نہیں جلا سکتی

......نمرود کی بیٹی نے کہا ...... اللہ کی معرفت کیسے ہوسکتی ہے ...... فرمایا اُس کی ابتداء ایک کلمہ سے ہوتی ہے اُس کلمے سے مومن بنتا ہے۔

نمرود کی بیٹی نے کہا میں بھی مومن بننا چاہتی ہوں ...... فرمایا کہہ دے

"لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ ابراہیم نبی اللہ"

تیری عظمت پہ قربان جاؤں...... نمرود کی بیٹی نے کلمہ پڑھا اور مُسلمان ہوگئی...... نمرود کی بیٹی نے کہا اب آگ مجھے نہیں جلائے گی؟

Marfat.com

اللہ کے خلیل نے فرمایا !

من کان فی قلبہ معرفۃ اللّٰہ لا تحرقہ النار

جس کے دِل میں اللہ کی معرفت ...... یعنی ایمان ہو...... اسے آگ نہیں جلاتی ...... تو یہ آگ تُجھے نہیں جلائے گی۔

نمرود کی بیٹی آگ میں

نمرود کی بیٹی نے چھت سے ہی آگ پر چھلانگ لگا دی ...... آگ میں آئی تو آگ کے اندر ٹھنڈک محسوس ہُوئی ...... جیسے باغ میں ٹھنڈک کا احساس ہوتا ہے ...... وہی احساس آگ کے اندر پایا ...... وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس گئی ...... دل روشن ہو چکا ہے ...... جا کے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بارگاہِ اقدس میں سلام نیاز پیش کیا۔

آپ نے فرمایا ! بیٹی اَب تو یہاں سے جا ...... نمرود کی بیٹی نے حضرت سیّدنا ابراہیم کو سلام پیش کیا ...... اور اپنے باپ نمرود کے پاس آئی۔

کہا ! باپ تو کہتا تھا ...... ابراہیم کو آگ نے خاکستر کر دیا۔

نمرود نے کہا ! ہاں۔

بیٹی نے کہا ! وہ نہ صرف آگ کے اندر ہیں بلکہ بڑی راحت میں ہیں

نمرود نے حیران ہو کر سپاہیوں سے کہا ! آؤ دیکھیں۔

دیکھا ! آگ کے اندر باغِ بہشت کھلا ہوا تھا۔ تخت پر اللہ کا خلیل

مسکرا رہا تھا۔

آگ نے کیوں نہیں جلایا

آگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو نہیں جلا سکتی تھی۔ کیونکہ نور محمدی آپ کی پیشانی میں فروزاں تھا۔

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ! حضرت سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ نے غزوۂ تبوک سے واپسی پر سرکارِ مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نعت شریف پڑھی۔اس نعت کا ایک شعر ہے۔

وردت نار الخلیل مستترا

فی صلبه انت کیف یحترق

یعنی ابراہیم ﴿خلیل﴾ علیہ السلام کو آگ کیسے جلا سکتی کہ اُن کی صُلب ﴿پشت﴾ میں صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم موجود تھے۔

﴿خصائصِ کُبریٰ جلد اوّل ص ٦٧﴾

اس لئے آگ نے نہیں جلایا نُورِ مُصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے امین تھے، پور کو آگ نہیں جلا سکتی اور نورِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو حقیقتِ نورا سے آگ کیسے جلا سکتی ہے۔ یہی دلیل آلِ رسول کی عظمت کے لئے بھی ہے کہ آلِ رسول میں بھی سرکار کا نور موجود ہے اس لئے روایات میں آتا ہے کہ حضور علیہ

Marfat.com

السلام کے گھرانے کا کوئی فرد جہنم میں نہیں جائے گا۔

بہر حال ! جب نمرود نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا یہ معجزہ دیکھا۔تو پریشان ہو گیا...... آپ زِندہ سلامت نے آگ سے نوویں دن باہر تشریف لائے ...... بہت سے لوگوں نے آپ کے اس معجزہ کی وجہ سے اسلام قبول کیا اور دینِ ابراہیمی میں داخل ہو گئے۔

نمرود سے بات چیت

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے نمرود سے فرمایا ! اے نمرود...... دیکھ لے...... اللہ تعالیٰ نے ذِلّت تیرے مقدّر میں لکھ دی ہے...... پہلے تو نے گفتگو کے ذریعے...... مُجھ سے مات کھائی...... جب تُجھ سے کچھ اور نہ بنا تو میرے لئے آگ جلائی...... میرے ربّ نے مجُھے اس میں محفوظ رکھا...... اب میری بات غور سے سُن...... تو بھی اللہ تعالیٰ جَلّ شانہٗ پر ایمان لا...... اور سرکشی چھوڑ دے...... اُس نے تُجھے بادشاہت عطا فرمائی ہے...... تو اُس کا شکر گزار بندہ بن جا...... نمرود نے دیکھا...... فوج پر بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اثر ہو رہا ہے...... اُس نے چند دن کی مہلت طلب کی۔

نمرود کی بیٹی نے نمرود سے کہا ! باپ تیرے لئے پریشانی کی خبر ہے۔

نمرود نے کہا ! خبر نہیں...... خبریں ہیں...... جب سے میرا اور ابراہیم

کا ٹکرا ہوا ہے۔ میرے لئے تو پریشانیاں ہی رہ گئیں ہیں ...... خیر تو بھی بتا دے کیا خبر ہے ؟

نمرود نے کی بیٹی نے کہا ! میں ابراہیم علیہ السلام پر ایمان لے آئی ہوں ...... نمرود نے سر پکڑا ...... اُس نے کہا ! میں لوگوں کو کیا روکوں میری اپنی اُولاد میری باغی ہو گئی۔

نمرود ابھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی وجہ سے پریشان تھا اس لئے اپنی بیٹی پر اپنا سارا غُصّہ نہ اُتار سکا۔

ابراہیم علیہ السلام دربارِ نمرود میں

حضرت ابراہیم علیہ السلام نمرود کے دربار میں تشریف لائے ...... فرمایا ! نمرود ...... کیا سوچا ہے ؟

اُس نے کہا ! اَے ابراہیم ...... میں آپ کی قدر کرتا ہوں ...... میں نہیں چاہتا یہاں فساد برپا ہو ...... ابھی آپ یہاں سے چلے جائیں ...... یہ علاقہ چھوڑ دیں ...... میری بیٹی کو بھی ساتھ لے جائیں ...... مُجھے مہلت دیں ابھی میں فیصلہ کرنے سے قاصر ہوں۔

ہجرت کا حکم

حضرت ابراہیم علیہ السلام حکمِ خداوندی کے منتظر ہوئے حضرت جبریل

Marfat.com

امین علیہ السلام اللہ تعالیٰ کا پیغام لے کر حاضر ہوئے۔

عرض کی ! یا خلیل اللہ...... آپ ہجرت فرمائیں ...... نمرود کو اس کے حال پر چھوڑ دیں۔ آپ نے اپنا حق تبلیغ ادا کر دیا ہے...... اَب ہم جانیں اور یہ نمرود جانے......

حضرت ابراہیم علیہ السّلام کے چچا باراں اکبر کی بیٹی سارہ مسلمان ہو گئی ہیں۔

معارج النّبوۃ میں روایت ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام جب ہجرت کر کے شام کی طرف چلے راستہ میں ایک علاقہ حران آیا...... شاہِ حران کی بیٹی حضرت سارہ تھیں...... اُس نے مُسلمان ہو کر اپنی بیٹی کا نکاح حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کر دیا تھا۔

حضرت ابراہیم علیہ السّلام کی ہجرت

روایات میں آتا ہے جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب ہجرت فرمائی تو نمرود کی بیٹی بھی اپنے باپ نمرود کے حکم سے آپ کے ہمراہ آ گئی۔

بعد ازاں حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے اس کی شادی کسی صالح مرد کے ساتھ کی...... ایک روایت کے مطابق اپنی ولادت میں سے ایک بیٹے مدین کے ساتھ کی...... نمرود کی بیٹی رعضہ کے بطنِ پاک سے بیس لڑکے پیدا ہوئے جو سارے نبوّت کے منصب پر فائز ہوئے۔

Marfat.com

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ہجرت شام

شام کی طرف ہجرت کرتے ہوئے مصر پہنچے...... مصر کے حاکم کا نام مادوق بن صادون تھا...... یہ بڑا ظالم تھا...... بڑا فاسق تھا...... ہوسکتا ہے کسی کے ذہن میں یہ خیال آجائے کہ جب روئے زمین کا بادشاہ نمرود تھا......تو پھر علاقوں میں دوسرے حکومت کیسے کررہے تھے ؟

اِس کا جواب یہ ہے کہ جیسے مملکت میں صوبے ہوتے ہیں ان صوبوں کے گورنر ہوتے ہیں اسی طرح ساری دُنیا کہ علاقوں میں نمرود کے قائم کردہ حاکم تھے...... جونمرود کوخراج پیش کرتے تھے...... چنانچہ حضرت سلیمان علیہ السلام بھی روئے زمین کے بادشاہ تھے......لیکن ان کے دور میں ملک سبا کی حاکم حضرت بلقیس تھیں......جنہیں اسلام قبول کرنے کا حکم......اور خراج پیش کرنے حکم حضرت سلیمان علیہ السلام نے دیا تھا۔

مِصر کا حاکم

تو میں عرض کررہا تھا...... مِصر کے بادشاہ کا وطیرہ یہ تھا کہ وہ شادی شدہ عورتوں کے ساتھ زنا کاری کرتا تھا......اس کا اعلان تھا...... کہ ہر شادی شدہ عورت اس کے پاس پیش ہو پھر اپنے شوہر کے پاس جائے......اگر کوئی عورت پسند آجاتی......تو اُسے اپنے لئے روک لیتا۔

شاہِ مصر نے اپنے فوجی مقرر کئے تھے کہ کوئی بھی حسین عورت نظر آئے تو اسے لے آؤ۔

مِشکوٰۃ شریف ص ۵۰۶ متفق علیہ کے حوالوں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنی زوجہ محترمہ حضرت سارہ کو ساتھ لے کر شام کی طرف روانہ ہوئے تو راستہ میں مادوق کے علاقے سے گذرے جسے جبار بھی کہتے تھے۔

آپ گذر رہے تھے کہ پولیس کی سرحدی چوکی والوں نے اپنے ظالم اور جابر بادشاہ کو اطلاع دی کہ ایک اجنبی آدمی آیا ہے۔

ومہ امراۃ من احسن النّاس اور اس کے ساتھ ایک عورت ہے جو نسلِ انسانی میں سب سے زیادہ خُوبصورت ہے اور وہ ظالم ...... اتنا گمراہ ...... عیاش اور بدمعاش ہو چکا تھا کہ اپنے علاقے سے گذرنے والے مردوں کی بیویوں کو پکڑ کر اُن کے ساتھ زیادتی کرتا تھا۔ ہاں البتّہ ایک بات تھی کہ اگر کوئی مرد اپنی بیوی کو بہن کہہ دیتا تو اُسے کچھ نہ کہتا۔

اور انہیں چھوڑ دیتا ...... اور شائد اس لئے کہ وہ مجوسی تھا ...... یعنی آتش پرست ...... اس کے مذہب میں بہن کی عزّت و تکریم اتنی تھی کہ مرد کی بہن کو اپنی شہوانی ہوس کا نشانہ نہ بناتا ...... اور پھر جب اس جبار بادشاہ نے حضرت سارہ کے حسن و جمال کی تعریف سنی تو اس نے اپنے آدمی بھیج کر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ عورت تُمہاری کیا لگتی ہے۔

قال اختی۔ فرمایا ! یہ میری بہن ہے۔

اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت سارہ سے کہا کہ اس ظالم کو پتا چل گیا کہ تو میری بیوی ہے تو یہ تجھ پر غالب آ جائے گا۔

فان سالك فاخبريه انك اختي۔ اختي في الاسلام

اگر یہ ظالم تجھ سے پوچھیں تو انہیں کہہ دینا کہ ہاں میں اُن کی بہن ہوں

ليس على وجه الارض مومن غيري وغيرك

کیونکہ اس وقت زمین پر میرے اور تیرے سوا کوئی اور مومن نہیں ہے اور اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ کے تحت مومن مومن کا بھائی ہے۔

ایک اعتراض پیدا ہوتا ہے...... کہ يلون لوطا يشارك في الايمان کہ اس دور میں حضرت لوط علیہ السلام بھی تھے اور وہ بھی نصِ قرآنی کے ساتھ مومن ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ

بان مرادها ارض التي وقع فيها

کہ اس سے مراد زمین کا وہ ٹکڑا ہے جس پر یہ وقوعہ ہو رہا تھا اور یہ بھی یاد رہے کہ حضرت سارہ رضی اللہ عنہا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی چچا زاد بہن تھیں ۔ باراں اکبر جو کہ آپ کے چچا تھے حضرت سارہ اُن کی بیٹی تھیں جیسا کہ مشکوٰۃ شریف ص ۵۰۶ میں ہے !

وهي زوجته بنت عمه

دوستانِ گرامی ! آخر کار حضرت بی بی سارہ رضی اللہ عنہا کو اس ظالم و جابر بادشاہ کے ہاں پیش کر دیا۔

Marfat.com

حضرت ابراہیم کی دُعا

اِدھر...... ابراهيم يصلى...... ابراہیم علیہ السلام نے کھڑے ہوکر نماز شروع یہ دعا کرنے کیلئے کہ یا اللہ سارہ تیرے پیغمبر اور تیرے خلیل کی بیوی ہے۔اس کی عصمت و آبرو کو اس ظالم جبار سے محفوظ رکھ۔تا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ میرے گلشنِ نبوّت پر خزاں چھا جائے اور بی بی سارہ کی عزّت و ناموس کے سُچے موتی پامال ہو جائیں...... فلما دخلت عليه ......اور حضرت سارہ اُس جبار بادشاہ کے پاس گئیں اور ظالم نے بری نیت سے حضرت بی بی سارہ رضی اللہ عنہا کو پکڑنے کے لئے ہاتھ بڑھایا...... فغظه حتى ركض برجله......تو زمین نے اس کے پاؤں پکڑ لئے۔اس ظالم نے بڑی کوشش کی کہ زمین اس کے پاؤں چھوڑ دے مگر کسی رسول کی بیوی کی طرف بُرے ارادے سے جانے والا ایسے دردناک عذاب میں مبتلا نہ ہوتا تو اور کیا ہوتا۔

فقال ادعى الله ولا اضرك

اس نے کہا ! اللہ سے دُعا کریں کہ زمین میرے پاؤں چھوڑ دے تو میں تجھے کوئی دُکھ نہیں دوں گا۔

حضرت سارہ نے دُعا فرمائی تو زمین نے اُس کے پاؤں چھوڑ دیئے۔

بدعقیدہ اور گستاخ لوگ کہتے ہیں کہ انبیاء کی دُعا قبول نہیں ہوتی۔مگر سید افتخار الحسن زیدی کہتا ہے کہ نبی ورسول تو بڑے مقام اور مرتبے والے ہوتے

Marfat.com

ہیں اور یہاں تو نبی کی بیوی کی دُعا شرفِ قبولیت کا درجہ پا لیتی ہے۔

حضرات ! ایسا تین بار ہوا...... یعنی وہ جبار بُری نیّت سے حضرت سارہ کی طرف آتا اور زمین اُس کے پاؤں پکڑ لیتی اور پھر دُعا کرواتا اور زمین اُسے چھوڑ دیتی۔

بادشاہ تائب ہو گیا

جب قُدرتِ الٰہیہ نے جبار بادشاہ کی فحاشی اور عیاشی کا مظاہرہ کرنے والی قُوّت سلب کر لی اور اسے ایک برگزیدہ پیغمبر اور اپنے پیارے خلیل کی مقدّس اور عفّت مآب بیوی کی عصمت و آبرو بچانے کے لئے اُس ظالم کے تمام راستے بند کر دیئے...... اُس نے جب اپنے آپ کو ہر طرف سے لاچار پایا تو بے بس ہو کر حضرت سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سامنے تائب ہو گیا۔

پھر حضرت سارہ نے جب یہ واقعہ ابراہیم علیہ السلام کو سنانا چاہا تو آپ نے خود اپنی زبانِ اقدس سے سارا واقعہ سنا دیا۔

حضرت اِبراہیم کا علم

حضرت سارہ نے حیران ہو کر عرض کی ! سرتاج آپ کو اِس واقعہ کا علم کیسے ہوا جبکہ آپ تو اس کمرے موجود نہ تھے۔

آپ نے فرمایا ! میرے ربّ نے مجھے دکھایا...... میں باہر بھی تجھے

ایسے دیکھ رہا تھا جیسے شیشے کے اندر صاف نظر آتا ہے۔

غور کریں ...... اِس واقعہ سے کیا پتا چلا کہ ...... اللہ والے اللہ کی عطا سے دیوار کے پار بھی دیکھ سکتے ہیں ...... جو مولوی کہتا ہے کہ نبی کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں ...... وہ مولوی جھوٹ بکتا ہے ...... وہ مولوی بکواس کرتا ہے

ابراہیم علیہ السلام کا دیوار کے پار دیکھنا دلیل ہے اس بات کی کہ اللہ کے نبی ...... دیوار کے پار بھی دیکھتے ہیں۔

اپنی بیٹی کو حضرت سارہ کا خادمہ بنا دینا

حضراتِ گرامی ! حاکمِ مصر نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا دِین قبول کیا آپ کو تحائف دے کر رُخصت کیا اور اپنی ایک بیٹی بھی حضرت سارہ کی خدمت کے لئے تحفۃً پیش کی۔ اُن کا نام حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا تھا۔

حضرت ہاجرہ بھی پاک باز خاتون تھیں آپ جبار کی بیٹی تھیں۔

قال ابو هريرة رضى الله عنه علك امكم يابنى الماء،

حضرت ابو ہریرۃ نے فرمایا کہ یہ تمہاری ماں ہے اَے آسمان کے پانی کی اولاد ...... مطلب یہ کہ جس طرح آسمان کا پانی پاک ہوتا ہے کہ اسی طرح تم بھی اسماعیل کی اَولاد پاک ومطہر ہو ...... اس سے معلوم ہوا کہ حضرت ابو ہریرہ اسماعیل علیہ السلام کی اولاد کو پاک ومطہر سمجھتے تھے۔

Marfat.com

ارے ! جب اسماعیل علیہ السلام کی اولاد پاک ہے تو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اوَلاد کے بارے میں کیسے شک وُشبہ ہوسکتا ہے جن کی پاکی کی گواہی صرف صحابی نے نہیں دی......صرف حدیث پاک میں ہی نہیں بلکہ قُرآن پاک کی آیتِ تطہیراُن کی گواہ بن گئی...... بنی اسماعیل میں ہی ہمارے آقا جلوہ گرہوئے۔

حدیث پاک

حدیث پاک ہے آپ فرماتے ہیں !

انا ابن الذبیحین

میں دوذبیحوں کا بیٹاہوں

الغرض میں عرض کررہا تھا۔

اشعۃ اللمعات جلد۴...... بخاری شریف جلداول ص ۳۵۹......حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم قال هاجر ابراهيم بسارة۔

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ جب ابراہیم علیہ السلام حضرت سارہ کے ساتھ ہجرت کر کے ظالم بادشاہ جبار کی سلطنت میں پہنچے تو اللہ تعالیٰ نے حضرت سارہ کو اس عیاش وبدمعاش اور ظالم بادشاہ جبار کے

Marfat.com

ہاتھوں ان کی عصمت......طہارت اور پاکیزگی کے سُچّے موتیوں کی لڑی کو محفوظ رکھا تو......واخذ ولیدۃ ...... تو اپنی بیٹی ہاجرہ حضرت سارہ کی خدمت کے لئے دے دی......اور یہی حضرت سیّدہ ہاجرہ جن کے بطنِ اطہر سے حضرت اسماعیل السلام پیدا ہوئے۔

فلسطین میں آمدِ خلیل

آپ وہاں سے فلسطین کی طرف تشریف لائے۔

فلسطین سے دمشق سے مُلحقہ علاقہ تھا......یہ علاقہ اُس وقت ویران تھا اور وہاں پانی تک نہ تھا......جس کی وجہ سے یہ علاقہ نباتات و جمادات و حیوانات سے محروم تھا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے وہاں ایک کنواں کھودا اور جس میں ٹھنڈا اور شیریں پانی نکل آیا۔

ریت گندم بن گئی

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی کھانے پینے کی چیزیں ختم ہو چکی تھیں آپ غلّہ لینے کے لئے تشریف لے گئے چاروں اطراف سے غلّہ ڈھونڈا مگر وہ تو بیابان تھا......غلّہ نہ ملا......آپ نے سوچا۔

اَب خالی ہاتھ گھر جاؤں......اچھا نہیں لگتا......چنانچہ وہ تھیلا جو غلّہ

لانے کے لئے گھر سے لائے تھے۔ اُس میں ریت بھری اور تھیلا اُس جگہ لے آئے جہاں آپ نے عارضی رہائش اختیار فرمائی۔

حضرت سارہ نے حضرت ہاجرہ سے کہا ! ذرا تھیلا دیکھو کہ اس میں کیا لائے ہیں ؟

حضرت ہاجرہ نے دیکھا تو اُسے گندم سے بھرا ہُوا پایا پھر حضرت سارہ اور حضرت ہاجرہ نے اُسے پیس کر روٹی پکائی ...... اللہ کا خلیل تو تشریف لاتے ہی سو گیا تھا۔

جب آپ بیدار ہوئے تو گھر میں دیکھا روٹی پک رہی ہے۔

آپ نے حضرت سارہ سے فرمایا ! یہ روٹی کیسے پکائی ؟

اُنہوں نے عرض کی ! یہ اُسی گندم کی ہے جو آپ لائے ہیں ...... آپ حیران ہوئے ...... تھیلا دیکھا تو گندم سے بھرا ہوا پایا ...... آپ نے شُکرِ خداوندی کیا۔

کیسے زندہ کرتا ہے ﴿استفسارِ خلیل﴾

اللہ کا خلیل ایک دریا کے پاس سے گذر رہا ہے ...... وہاں ایک مرد دیکھا ...... بعض روایات میں ہے کہ وہ چوپایہ تھا ...... بعض میں ہے کہ وہ انسان تھا ...... اللہ کے خلیل نے دیکھا ...... اُسی مردہ کے کُچھ حصّے کو جنگل کے جانور کھا گئے ہیں ...... کچھ ہوا میں اڑنے والے پرندے کھا گئے ...... کچھ مچھلیاں کھا گئیں

Marfat.com

اللہ کے خلیل نے سوال کیا...... یا اللہ...... جب نمرود نے مجھ سے پوچھا تھا کہ خدا ہے ؟

میں نے کہا تھا ! ہاں ہے۔

نمرود نے مجھ سے خدا ہونے کی دلیل پوچھی......تو میں نے جواب دیا!

رَبِّیَ الَّذِیْ یُحْیٖ وَ یُمِیْتُ

میرا ربّ وہ ہے جو مارتا بھی ہےاور زندہ بھی کرتا ہے......اَب تیرا خلیل تیری بارگاہ میں عرض کرتا ہے۔

رَبِّ اَرِنِیْ کَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتٰی۔

یا اللہ ! مجھے بھی تو دکھا کہ تُو مُردے کیسے زندہ کرے گا؟

کیونکہ یہ مُردہ ...... اِس کے کچھ حصّے کو جانور کھا گئے ۔ اِس کا تھوڑا گوشت جانوروں کے پیٹوں میں چلا گیا ...... کُچھ تو مچھلیاں کھا گئیں ...... وہ گوشت اُن مچھلیوں کے پیٹوں میں چلا گیا...... کُچھ حِصّہ اُڑنے والے پرندے کھا گئے ...... وہ حِصّہ اُن پرندوں کے پیٹوں میں چلا گیا۔ میں نے تیرے خُدا ہونے کی دلیل جو اپنی طرف سے دی تھی ......وہ یہ تھی کہ تُو مارتا بھی ہےاور زندہ بھی کرتا ہے......

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ! قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ

اَے میرے خلیل ! کیا تیرا ایمان نہیں اس پر ؟

اطمینانِ قلب کیلئے

عرض کی ! یا اللہ ایمان نہ ہوتا تو نمرود کو کبھی جواب نہ دیتا۔

ایمان تھا تو میں نے کہا تھا...... رَبِّیَ الَّذِیْ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ......

اللہ نے فرمایا ! پھر یہ سوال کیوں کیا ؟

عرض کی ! اے میرے پروردگار...... لیطمئن قلبی ...... اطمینان قلب کے لئے یہ سوال کیا ہے۔

یہاں پر ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا خُدا کے خلیل کو پہلے اطمینان قلبی نہیں تھا ؟

اس کا جواب یہ ہے کہ ایقان کی تین قسمیں ہیں۔

ایک قسم ہے...... علم...... یعنی...... اَنَا عَالِمٌ...... میں جانتا ہوں۔

ایک ہے...... علم الیقین ...... اس کا مطلب یہ ہے کہ مجھے یقین ہے یہ کام ہوا...... یا ہوگا۔

ایک ہے...... عین الیقین ...... اس کا مطلب ہے یہ کام ہوا اور میرے سامنے ہوا۔

غیر مذہب والوں کا اعتراض

حضراتِ گرامی ! بڑا پیچیدہ سوال ہے۔

Marfat.com

یہ سوال عیسائی بھی کرتے ہیں۔

یہ سوال یہودی بھی کرتے ہیں۔

یہ سوال ہندو بھی کرتے ہیں کہ کیا خدا کے خلیل کو اطمینان قلب نہیں تھا؟

...... نبی ہو...... پیغمبر ہو...... رسول ہو...... اللہ کا خلیل ہو اُس کو اطمینانِ قلب نہ ہو ؟

تو اس کا جواب یہ ہے کہ علم کی تین قسمیں ہیں۔

ایک ہے صرف علم ...... کہ میں جانتا ہوں۔

دوسری۔ ہے علم الیقین ...... مجھے یقین ہے کہ فلاں کام ہوا۔

تیسری ہے عین الیقین ...... میرے سامنے ہوا۔

تو اللہ کے خلیل نے فرمایا ! یقین تو میرا ہے...... لیکن میرے سامنے کر کے دکھاؤ...... کہ میں دیکھنا چاہتا ہوں...... تا کہ مجھے عین الیقین حاصل ہو۔

خواجہ حسن بصری کا قول

آپ فرماتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب یہ جانا کہ جنّت میں بڑے خُوبصورت پرندے ہیں جن کے قدَ اُونٹوں کے برابر ہیں اور وہ جنّت کی فضا میں اُڑتے ہیں...... ایک درخت سے دُوسرے درخت پر اُڑ کر پہنچتے ہیں...... اہلِ جنّت کے دل میں جب اُن کے گوشت کھانے کا خیال آئے گا کہ ان کا ذائقہ کیسے ہوگا تو وہ قُدرت الٰہی سے فوراً شوق کی آگ میں روسٹ ہو کر

Marfat.com

اخلاص کے طباق میں سجا کر اہل جنّت کو پیش کر دیئے جائیں گے۔

کھانے والا جب اپنی ضرورت کے مطابق کھالے گا تو وہ پرندہ اپنی اصلی حالت میں پھر اُڑ کر درخت پر جا بیٹھے گا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بارگاہِ خداوندی میں عرض کی !

رَبِّ اَرِنِیْ کَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتٰی۔

یا اللہ ! مجھے دِکھادے کہ تو کیسے زندہ فرمائے گا۔

حضرت سیّدنا جبریل امین علیہ السلام حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے پاس حاضر ہوئے اور اللہ کا حکم دیا کہ !

فَخُذْ اَرْبَعَةً مِّنَ الطَّیْرِ

اُے میرے خلیل ! اگر دیکھنا چاہتا ہے تو چار پرندے لو۔

نمبر۱ مُرغ

نمبر۲ کوّا

نمبر۳ مور

نمبر۴ بطخ

یہ چار پرندے لئے :۔

ان چار کا انتخاب کرنے کی وجہ

ایک وجہ تو یہ ہے کہ ان پرندوں کے خصوصیت کی کہ ان چاروں میں

Marfat.com

کچھ خُوبیاں ہیں دوسری وجہ ان چاروں کو لینے کی یہ ہے کہ اِن چاروں میں نقائص ہیں پہلے ان چاروں کے خصائص پر غور کر لیں۔

مُرغ! چونکہ صُبح کے وقت اللہ کی تسبیح کرتا ہے اس لئے مُرغ لیا گیا کہ اسے حیاتِ نوَد ینے کے سلسلہ میں چُن لو۔

کوّا ! کوّے میں طویل عُمر ہونے کا خاصہ ہے اس لئے اِسے چنا گیا

مور! چونکہ تمام پرندوں میں مور خُوبصورت ترین پرندہ ہے لہٰذا اسے خُوبصورتی کی وجہ سے چنا گیا۔

بطخ ! بطخ میں یہ خصوصیّت ہے کہ یہ بیک وقت خُشکی اور پانی دونوں طرف رہنے والی خاص مخلوق ہے۔

اِن کے نقائص

اب اِن چاروں پرندوں کے نقائص کو جاننے کہ ہر ایک کے ساتھ کوئی نہ کوئی خاص واقعہ موجود ہے۔

چنانچہ روایات کہ مطابق کوّے نے حضرت سیدّنا نُوح علیہ السلام کے ساتھ بے ایمانی کی تھی۔

حضرت نُوح علیہ السّلام نے کوّے کو بھیجا کہ طُوفان کے پانی کے بارے میں معلومات کر کے لاؤ کوّا پانی کے بارے میں معلومات کرنے گیا ایک

جگہ اُس نے کچھ مُردار دیکھے جو ہلاک ہو چکے تھے چنانچہ کوّا اُس مُردار کو کھانے میں مصروف ہو گیا اور خبر لے کر واپس نہ آیا۔

مُرغ خواہشاتِ نفسانی کا پیکر بنا رہا اس لئے مُرغ کو بھی ذبح کیا گیا۔

مور نے حضرت آدم علیہ السّلام کے ساتھ خیانت کی اور ابلیس کو جنّت میں لے کر آیا اس لئے ذبح کیا گیا۔

بطخ نے حضرت یونس علیہ السلام کی نافرمانی کی اور ان کے کپڑوں کو پھاڑنے کی کوشش کی تھی لٰہذا اِن نقائص اور بُری عادات کی وجہ سے ان پرندوں کو لیا گیا۔

خاص پرندوں کو لینے کی وجہ

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے زمین کے کسی دُوسرے جانور کو نہیں لیا صرف پرندوں کو ہی لیا ہے تو اس کی وجہ کیا ہے۔

تو جو وجہ ظاہر ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ دوسرے جانوروں کا تعلّق صرف زمین سے ہے جبکہ پرندوں کا تعلّق زمین سے بھی ہے اور فضا سے بھی۔

ایک اور وجہ

اگر دیکھا جائے تو ان چاروں پرندوں کی خصوصیات اِنسان میں جمع ہیں جیسا کہ مور..... مور خوبصورت ہے..... انسان بھی خوبصورت ہے۔

Marfat.com

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ اَحْسَنِ تَقْوِیْم

کوا......انسان

کوا طویل العمر ہے......ذہین ہے......اور مُردار کھانے والا ہے۔

انسان میں بھی یہ صفات موجود ہے جیسے عمومی طور پر جانور دو یا چار سال یا آٹھ دس سال تک زندہ رہنے کے بعد مَر جاتے ہیں اِنسان ایسا نہیں بلکہ اس کی عمر پچاس سے لے کر سو سال تک ہوتی ہے۔

لہٰذا طویل العُمری بھی ہے ذہانت بھی انسان میں ہے کہ اسی ذہانت کی وجہ سے انسان تمام مخلوقات پر بھاری ہے ورنہ طاقت میں سینکڑوں جانور انسان سے زیادہ طاقتور ہیں جیسے کوّا مردار کھاتا ہے انسان بھی جب اپنی بدترین صفتِ حیوان میں آتا ہے تو مُردار کھانے سے بھی باز نہیں آتا۔

حضور علیہ السلام نے فرمایا جس نے مُسلمان بھائی کی غیبت یا چغلی کی گویا اس نے اپنے بھائی کا گوشت کھایا تب بھی انسان چغلی سے باز نہیں آتا یعنی کوّے کے خصائص و نقائص انسان میں بھی موجود ہیں۔

مُرغ میں تسبیح و تحلیل بھی ہے اور شہوت پرستی بھی یہی صفات انسان میں بھی موجود ہیں۔

تسبیح و تحلیل میں مصروف ہوتا ہے تو وَالَّذِیْنَ یَبِیْتُوْنَ لِرَبِّھِمْ سُجَّدًا وَّقِیَامًا کی صفت سے متّصف ہوتا ہے اور شہوت پرستی میں جاتا ہے تو یحییٰ علیہ السلام کے دَور کا بادشاہ اپنی ہی بیٹی کے ساتھ شہوت پرستی کرتا ہے اعاف و

نائلہ جیسے بد بخت شہوت پرست کعبۃ اللہ میں جا کر زنا کاری کا ارتکاب کرتے ہیں۔

بطخ میں بُھوک کی لالچ ہوتی ہے اسے پیٹ کی بندی کہا جاتا ہے اور یہ نہیں دیکھتی کیا اچھّا ہے کیا بُرا ہے بھوک لگے تو کیچڑ بھی نہیں چھوڑتی غلاظت بھی نہیں چھوڑتی انسان بھی جب پیٹ کا بچاری ہوتا ہے تو اسے بھی حلال و حرام پاک و نجس کی تمیز نہیں رہتی لہٰذا ان چاروں کو حضرت سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کے مبارک ہوتھوں سے ذبح کروادیا گیا۔

معرفت کی بات

اِنسان میں چار پرندوں کی خصوصیات جمع ہیں۔

یعنی اِنسان میں چار پرندے پوشیدہ ہیں۔

ایک حرص ﴿کوّے کی مانند﴾

دوسرا رعنائی ﴿جیسے مور﴾

تیسرا طمع ﴿جیسے مرغ﴾

چوتھا آوارگی ﴿جیسے بطخ﴾

حرص کے سَر کو استقلال کی چُھری سے کاٹ دو۔

رعنائی کے سَر کو ریاضت کی چُھری سے کاٹ دو۔

طمع کے سَر کو بُھوک کی چُھری سے کاٹ دو۔

Marfat.com

آوارگی کو موت کی یاد کی چُھری سے کاٹ دو۔

اور پھر ان چاروں پرندوں کو اطاعت اور عبادت کی طرف متّوجہ کرلو دیکھنا تمہاری طرف بھاگے آئیں گے۔

چار کام کرو

اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم خلیلؑ سے فرمایا۔ اَے میرے خلیل تو دیکھنا چاہتا ہے کہ ہم کیسے زندہ کرتے ہیں؟

عرض کی ہاں مولا۔ دیکھنا چاہتا ہوں

فرمایا۔ چار کام کر

عرض کی۔ کونسے چار کام کروں ؟

فرمایا۔ ایک یہ کہ چار پرندے لیکر ذبح کر

دوسرا۔ اِن کے ٹکڑے ٹکڑے کردے۔

تیسرا۔ اِن کا قیمہ بنالے۔

چوتھا اِن کو پہاڑوں پر متّوجہ کرلو دیکھنا تمُہاری طرف بھاگے آئیں گے

گنہگار کیلئے چار کام

اسی طرح چار کام گنہگار کے لئے ہیں۔

نمبر ۱: گنہگار کا کام توبہ کرنا ہے۔

Marfat.com

﴿نمبر۲﴾ گنہگار کا کام اپنے اُمر پر شرمندہ ہونا ہے۔

﴿نمبر۳﴾ گنہگار کا کام ربّ کے حضور اِلتجا کرنا ہے۔

﴿نمبر۴﴾ گنہگار کا کام ربّ سے معافی طلب کرنا ہے۔

یہ چار کام بندے کے ذمّہ ہیں اور معاف فرما دینا میرے ربّ کے ذمہ ہے اور جب مُعافی مل جائے گی تو چار انعام ملیں گے۔

شُکر خدمت بندے کی طرف سے

توفیقِ طاعت ربّ کی طرف سے

گناہوں کی ندامت بندے کی طرف سے

گناہ نیکیوں میں بدلنا ربّ کی طرف سے

شہادت بندے کی طرف سے

صلۂ جنّت ربّ کی طرف سے

عمل صالح بندے کی طرف سے

ان کی قبولیت ربّ کی طرف سے

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے

پہاڑوں پر چار ڈھیریاں رکھیں

محترم قارئین! حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے چار پرندے لئے اور ان کو ذبح کیا ذبح کرنے کے بعد اُن کا قیمہ کیا ان کے سر اپنے پاس

Marfat.com

رکھے اور قیمہ لے کر اُس کی چار ڈھیریاں بنائی ایک ایک ڈھیری ایک ایک پہاڑ پر رکھ دی۔

چاہئے تو یہ تھا

دیکھیں اللہ کا خلیل پریکٹیکل فرما رہا ہے اب ان چاروں پرندوں کا قیمہ یکجا ہے یعنی ان چاروں ڈھیریوں میں ہر ڈھیری میں تمام جانوروں کا گوشت مکس ہے چاہیئے تو یہ تھا کہ اللہ کے خلیل علیہ السّلام مور کا قیمہ الگ رکھتے...... بطخ کا قیمہ الگ رکھتے...... کوّے کا قیمہ الگ رکھتے...... مُرغ کا قیمہ الگ رکھتے...... اور پھر انہیں آواز دیتے لیکن آپ نے ایسا نہیں کیا اس کی وجہ یہ تھی کہ اللہ کے خلیل نے جب سوال کیا تھا تو وہ سوال یہی تھا کہ یا اللہ یہ مردہ ہے اس مردے کا کچھ حصہ مچھلیوں کے پیٹ میں چلا گیا، کچھ حصّہ پرندے کھا گئے ہیں کچھ حصّہ جانور کھا گئے اور کچھ حصّہ ابھی بقایا ہے۔

اے اللہ جب تُو اِس مُردے کو زندہ کرے گا تو کیا کھانے والوں کے پیٹوں سے اس کے جسم کا حصّہ نکل کر اس کے جسم میں شامل ہوسکتا ہے اگر ہوسکتا ہے تو کیسے؟

جبھی تو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا اے خلیل یہ ہوسکتا ہے کیونکہ ہم ہر چیز پر قادر ہیں، ہم دیکھنا چاہتے ہو...... ہم تُمہیں دکھائے دیتے ہیں۔

Marfat.com

الگ کیوں نہیں رکھے

قارئینِ محترم! اسی لئے حضرت سیّدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے جب چاروں پرندے لئے تو ان کا گوشت الگ الگ نہیں رکھا بلکہ جب قیمہ کیا تو اِن سب کو ملا دیا اور سارے جانوروں کے گوشت کو مکس کر دیا گیا اور پھر اس جمع شدہ گوشت کو الگ الگ پہاڑیوں پر رکھ کر واپس آ گئے اَب حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے ان پرندوں کے قیمے کی طرف دیکھا اور انہیں اپنی طرف بلایا۔

قیمہ اُڑنے لگا

حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام دیکھ رہے تھے کہ چاروں پہاڑیوں سے قیمہ چار حصّوں میں اُڑنے لگا مور کا قیمہ الگ ہو کر مور کے سر کی طرف آیا جو کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس رکھا ہوا تھا۔

مُرغ کا قیمہ اکٹھا ہوتا ہوا اپنے سر کی طرف آیا

اسی طرح کوّے اور بطخ کا قیمہ بھی اپنے سروں کی طرف آ گیا اور چاروں پرندے زندہ ہو کر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس پہنچ گئے۔

یہ اللہ کے خلیل تھے جنہوں نے مردہ پرندوں کو زندہ کیا یہ معجزہ بھی ضرور ہے لیکن اس سے بڑا کمال بتاؤں کیا ہے؟

Marfat.com

حبیب خُدا کا معجزہ

قارئین ! یہ کمال میرے آقا حضرت محمد مُصطفٰےؐ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا کمال ہے حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے جن مُردوں کو زندہ کیا وہ پہلے زندہ ہی تھے؟

یہی بات ہے کہ وہ زندہ تھے۔

لیکن میرے آقا ومولا حضرت محمد مُصطفٰےؐ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا کمال یہ ہے کہ آپ نے صرف مُردوں کو زندہ ہی نہیں کیا کہ جن میں کبھی رُوح موجود تھی بلکہ اُن کو اُن میں بھی رُوح عطا کر دی جن میں رُوح تھی ہی نہیں پہاڑوں میں رُوح ڈال دی اور پہاڑ بولنے لگے درختوں میں رُوح ڈال دی اور درخت بولنے لگے پتّھروں میں رُوح ڈال دی پتھر بولنے لگے۔

یہ معجزات میرے آقا حضرت محمد مصطفٰےؐ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ہیں۔

عین الیقین کا درجہ مل گیا

بہر حال اللہ کے خلیل نے ربِّ اکبر کی قُدرت کا مظاہرہ دیکھا اللہ تعالیٰ کی قدرت کا مشاہدہ کیا......اور عین الیقین کے درجے پر فائز ہو گئے۔

محترم قارئین! حضرت سیّدنا ابراہیم علیہ السلام یہ مشاہدات کرتے ہوئے امرِ رَبّی کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں۔

Marfat.com

دین کی تبلیغ

آپ تبلیغ دین میں مصروف عمل ہو جاتے ہیں اور جدھر جدھر جاتے ہیں اللہ تعالیٰ لوگوں کو آپ کے مطیع اور فرمانبردار کیئے جاتا ہے بالآخر نمرود کے اس خواب کی تعبیر پُوری ہوتی ہے جو اس کی تباہی ہے۔

نمرود کا انجام

حضرت سیّدنا اسماعیل ذبیح اللہ کا ذکر شروع کرنے سے پہلے نمرود کا انجام پڑھ لیں بعد میں ہم اپنے دُوسرے موضوعِ سخن یعنی حضرت ذبیح کے ذِکر کے درمیان موضوع سے نہیں ہٹیں گے۔

نمرود کا وہ خواب جو اس نے دیکھا اور اس کی تعبیر یہ تھی کہ اس کی بادشاہت ختم ہونے والی ہے پھر ابراہیم علیہ السلام کا پیدا ہونا نمرود کا آپ سے ٹکر لینا اور حضرت ابراہیم علیہ السّلام کا ہجرت فرمانا اور ہجرت کرتے کرتے وادیٔ مکہ کی طرف آنا اللہ کا خاص اُمر تھا حضرت ابراہیم علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے نمرود کو پھر دعوتِ حق بھیجی اور فرمایا سرکشی سے باز آجا اور اس رَبّ پر ایمان لے آ جس نے تجھے پیدا کیا ہے نمرود پر اس پیغام کا کوئی اثر نہ ہوا۔

نمرود کا مینار بنوانا

جن اپنے ماننے والوں کے ہاتھ اللہ کے خلیل کے پیغام بھیجا تھا نمرود

Marfat.com

نے سوال کیا کہ اللہ کہاں رہتا ہے۔

اُنہوں نے بتایا اس کا تخت عرش پر ہے عرش آسمانوں سے اُوپر ہے چنانچہ نمرود نے اپنے وزیروں سے کہا میں ابراہیم کے خُدا سے ملنا چاہتا ہوں مزدور اور مستری اکٹھے کیے جائیں اور مینار بنوایا جائے بعض صاحبِ عقل لوگوں نے نمرود کو سمجھایا کہ آسماں تک مینار بنوانا ناممکن ہے لیکن وہ بھی نمرود تھا...... اُس نے کہا...... میرا حکم ہے...... چنانچہ ہزاروں لوگ اس کام پر مختص ہو گئے...... مینار کی تعمیر شروع ہوئی روایات میں آتا ہے لاکھوں آدمیوں نے تین سال کی مشقّت سے مینار تیار کیا...... یہ مینار دُنیا کا سب سے بڑا مینار تھا...... اس کی بُنیاد سینکڑوں میل کے رقبے پر رکھی گئی......

تین تیر مارے

اب نمرود مینار پر ساتھیوں کو لے کر چڑھا جب مینار کی چوٹی پر پہنچا اور آنکھیں بند کر ہاتھ اُوپر بڑھایا کہ آسمان کو چھوے ایک ساتھی نے کہا اے میرے ربّ ذرا آنکھیں کھول ابھی آسمان تک تیرا ہتھ نہیں پہنچا...... نمرود نے آنکھیں کھل کر آسمان کی طرف دیکھا تو وہ ہُنوز اوپر تھا نمرود سیخ پا ہو گیا اور تیر کمان لے کر تین تیر آسمان کی طرف چھوڑے اور غُصّہ سے نیچے اُتر آیا اللہ تعالیٰ نے اس مینار کا ذکر قرآن پاک میں یوں فرمایا !

فَاَتَی اللّٰهُ بُنْیَانَهُمْ مِّنَ الْقَوَاعِدِ فَخَرَّ عَلَیْهِمُ

السَّقْفُ مِنْ فَوْقِهِمْ وَاَتٰـــهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ ○

یعنی اللہ تعالیٰ نے اس عمارت کی جڑ پیڑ سے خبر لی اور وہ بری طرح ان کے سروں پر آ گری ان کو عذاب نے اس طرح آن لیا جس کا انہیں گمان بھی نہیں تھا۔

﴿تفسیر معالم التنزیل تفسیر آیت ہذا امام بغوی﴾

﴿تفسیر ابن جریر طبری تفسیر آیت ہذا﴾

مینار گر گیا

یہ مینار اللہ تعالیٰ نے تیز وتند ہوا سے گرا دیا جس سے بہت سے نمرودی مرکھپ گئے۔

اُب نمرود پر زوال شروع ہوا ہر تدبیر اُلٹ گئی ...... ہر کام اُلٹ گیا ...... اللہ سے ٹکر لینے والے کا انجام ایسا ہی ہونا چاہیے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس حضرت جبرائیل امین علیہ السلام آئے عرض کی! اے اللہ کے خلیل! اللہ تعالیٰ آپ کو سلام فرما رہا ہے اور فرما رہا ہے ...... کہ ایک مرتبہ ضرور نمرود کے پاس جائیں اور حق کی دعوت دیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام اللہ کا حکم پا کر شہر بابل روانہ ہوئے ...... وہاں گئے دیکھا ...... نمرود بڑا خُوش ہے۔ فرمایا اُے نمرود کیا اللہ تعالیٰ کی

Marfat.com

وحدانیت پر ایمان لے آ...... نمرود نے کہا...... اے ابراہیم میں نے تیرے خدا کو قتل کر دیا ہے...... روایات میں آتا ہے جب نمرود نے مینار پر چڑھ کر تین تیر مارے...... اللہ تعالیٰ نے فرشتے کو حکم دیا کہ اس کے تینوں تیر پکڑ اور جانور کے خُون ہی سے انہیں رنگین کر کے نیچے پھینک دے چنانچہ خُون آلود تیر جب پہنچے تو نمرود بڑا خوش ہوا کہ میں نے ابراہیم کے خدا کو معاذ اللہ قتل کر دیا......

نمرود کی بکواس

چنانچہ...... ادھر ابراہیم علیہ السلام ۔ نے اُسے دعوت ایمان دی...... نمرود نے کہا...... ابراہیم...... کس خُدا کی بات کرتا ہے...... تیرا خُدا میرے ہاتھوں سے قتل ہو چکا ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا! نمرود تُو بڑا احمق ہے

نمرود کو غصّہ آیا...... اس نے کہا اے خدا سے کہہ اپنی فوج بھیج...... میری فوج سے اُس کی فوج مقابلہ کرے گی۔ حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے فرمایا اے نمرود تو تباہ ہو جائے گا بہتر ہے ایمان لے آ...... نمرود نے کہا ایسا نہیں ہو سکتا۔

اللہ کی فوج

چنانچہ اللہ کے خلیل نے اللہ کی بارگاہ میں دُعا کے لئے ہاتھ اُٹھائے یا اللہ اپنی کم ترین فوج بھیج دے۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو نہیں بھیجا۔

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو نہیں بھیجا۔

بلکہ مچھروں کی فوج بھیج دی یہ مچھر کسی وادی میں رہتے تھے مچھر اس وادی سے نکلے...... غور فرمائیں...... کتنے مچھر ہوں گے...... جو نمرود کی لاکھوں کی فوج کو چٹ کر گئے۔

مچھر بھیجنے کی وجہ

نمرود نے یہ کہا تھا کہ ابراہیم تیرے رَبّ کے پاس فوج تو ایک طرف ایک مچھر بھی نہیں...... جب ہی اللہ تعالیٰ جلّ شانہٗ نے اس بے دین کے لئے مچھر ہی بھیج دیئے...... یہ مچھر اتنی تعداد میں تھے کہ ساری فضاؤں کے وقت سیاہ ہوگئی۔

اوران مچھروں نے سارے نمرودی ہلاک کر ڈالے۔

نمرود کی موت

نمرود اپنی فوج کا انجام دیکھ کر بھی ایمان نہ لایا کیونکہ ابھی تک کسی مچھر نے نمرود کو نہیں چھیڑا تھا...... ایک مچھر...... جس کی ایک آنکھ اور ایک ہی ٹانگ تھی...... یعنی کانا بھی تھا...... لنگڑا بھی تھا وہ حکمِ خُداوندی سے نمرود کی ناک میں گھس گیا اور ناک سے دماغ میں پہنچ گیا۔

Marfat.com

اور نمرود کا بھیجا چاٹنا شروع کر دیا...... یہ ضَرب المثل نہیں ہے در حقیقت یہ اس نے نمرود کا دماغ چاٹنا شروع کر دیا...... آج ایک انسان دوسرے سے کہتا ہے...... یار کیوں میرا دماغ چاٹ رہے ہو...... دماغ چاٹنے والا کہنا در حقیقت اُسے مچھّر کہنا ہوتا ہے۔

نمرود...... وقت کا بادشاہ...... خُدا ہونے کا دعویدار اب اسی حالت میں ہے کہ اس کے دماغ میں مچھّر گھسا ہُوا ہے اور وہ اپنے سر پر چپتیں لگا رہا ہے جب وہ اپنے سر پر چپت لگاتا ہے تو مچھّر ہٹ جاتا ہے...... مچھّر کی عادت سے اگر جسم کے حصّے پر بیٹھ جائے تو اُسے چپت نہ بھی لگے صرف ہاتھ کے قریب جانے سے یا دھمک سے وہ اُڑ جاتا ہے اور پھر واپس آ جاتا ہے جب نمرود نے چپت لگائی...... تو مچھّر نے بھیجا چھوڑا نمرود کو سکُون محسوس ہوا مچھّر پھر بھیجا کھانے لگا...... نمرود کے سر میں پھر وہی تکلیف ہوئی اس نے پھر چپت لگائی...... مچھر پھر پیچھے ہوا...... نمرود نے ہاتھ روکا مچھّر پھر مغز کھانے لگا...... اب کیا تھا نمرود اپنے سر پر خُود ہی چپتیں مار رہا ہے یہ صرف یہیں تک نہیں نمرود نے اپنے ایک خدمت گار کی ڈیوٹی لگا دی کہ میرے سر پر چپتیں مارو اب وہ شخص جو کبھی نمرود کو خدا کہتا تھا...... جس کی صبح نمرود کو سجدہ کرنے سے شروع ہوئی تھی وہی خادم اپنے نام نہاد خُدا کو چپتیں مار رہا ہے۔

دماغ کے اندر مچھّر جوں جوں مغز کھا رہا ہے تُوں تُوں وہ طاقتور اور بڑا ہوتا رہا۔

Marfat.com

مچھر کی خاصیّت ہے کہ اس کے پیٹ میں خون جاتا ہے تو موٹا ہو جاتا ہے......آپ نے بھی دیکھا ہوگا...... کہ مچھر جسم کے کسی حصّے پر بیٹھتا ہے پہلے باریک ہوتا ہے جب خُون اُس کے اندر جاتا ہے تو وہ موٹا ہو جاتا...... کیونکہ اس کے ٹانگوں میں تو خون جا نہیں سکتا وہ اپنے بال نُما چونچ جسم کے اندر داخل کرتا ہے اور خُون چوسنا شروع کر دیتا ہے جُوں جُوں اس کے اندر خون جاتا ہے ویسے ویسے وہ موٹا ہوتا جاتا ہے نمرود کے سر کا مغز جب مچھّر کے اندر گیا تو وہ خُوب موٹا ہو گیا اسے کانے اور لنگڑے مچھّر کو جُونہی طاقت ملی اس نے نمرود کی کھوپڑی میں کھلبلی مچادی۔

اب نمرود کو صرف چھتوں سے آرام محسوس نہیں ہو رہا تھا لہٰذا وہ اپنے غُلام سے کہنے لگا میرے سر پر زور سے گھونسے مارو چنانچہ اُسکے سر پر گھونسے لگنے لگے۔

جب کبھی اس کے سر پر آہستہ ہاتھ پڑتا تو وہ اپنے غُلام پر غصّہ ہوتا...... جیسے آج کوئی ہماری ٹانگیں دابے اگر ہاتھ آہستہ لگائے تو ہم کہتے ہیں...... ذرا زور سے ہاتھ لگاؤ...... جان لگا کر دباؤ...... مزا نہیں آرہا...... نمرود اپنے غُلام یا نوکر سے کہتا ذرا زور کے ساتھ گھونسا سر پر مارو...... پھر گھونسوں سے بھی بات اُوپر چلی گئی اس نے جوتا اُٹھایا اور اپنے سر پر مارا۔ جوتے کے سر پر لگنے سے نمرود کو سکون محسوس ہوا......اس نے اپنے غلام سے کہا گھونسے رہنے دو......اور یہ جوتا میرے سر پر مارو۔

Marfat.com

حضرات گرامی! یہ ہنسنے کا مقام نہیں۔ یہ مقامِ غیرت ہے وہ جو اپنے آپ کو خُدا کا شریک ٹھہراتا ہے صرف شریک ہی نہیں ٹھہراتا بلکہ خُدا کے وجود کا منکر اور اپنے آپ کو اکلوتا خُدا سمجھتا ہے اور بُتوں کو اپنا جانشین کہتا ہے اس وقت کس حال میں ہے۔

یہی انجام ہونا چاہئے تھا۔ نمرود کا اس سے بڑھ کر انجام ممکن ہی نہیں جب خادم نے نمرود کا جوتا پکڑا اور اس کے سر پر مارا کیا وقت ہوگا...... وہ کہتے ہیں نہ

تیریاں جتیّاں تیرے سر

یہ تو ضرب المثل ہے ادھر ضرب المثل نہیں حقیقت کا مقام ہے کہ جُوتی بھی نمرود کی ہے سر بھی نمرود کا ہے سر پر جُوتیاں پڑ رہی ہیں۔

آجکل سروس باٹا خاص کمپنیاں ہیں جو خُصوصی طور پر لیدر کی جوتیاں تیار کرتے ہیں...... یہ تو آج کی بات ہے کہ جب چمڑے کی جُوتیاں بننی شروع ہوئی...... اس دور میں تو ان کا تصوّر ہی نہیں...... آج تو ایسے نرم سکن سیور شوز بنتے ہیں جب کہ اس دور میں لکڑی کی جُوتیاں ہوتی تھیں تو جب سر پر لکڑی کی جوتی پڑے تو انسان کا کیا حال ہوگا۔

پاکستان میں ایک محکمہ ہے جسے محکمۂ پولیس کہتے ہیں پولیس کا محکمہ بڑا مشہور ہے اس کی یہ خصوصیّت ہے کہ یہ گنہگار کو بے گناہ اور بے گناہ کو گنہگار بنانے کا فن جانتے ہیں جب حوالات میں یا جیل میں کسی انسان سے کچھ اگلوانا

Marfat.com

ہو یا سزا دینی ہو تو اس کے لئے ان کا اپنا ایک جوتا ہوتا ہے جس کا نام پنجابی زبان میں سولہیا لتر ہے...... سولہیا اس لئے نہیں کہتے کہ اس نے سولہ جماعتیں پاس کی ہیں بلکہ سولہیا کہنے کی دو وجہ ہیں جو میرے سامنے آئی ہیں۔

﴿نمبرا﴾ تو یہ کہ اسے سولہیا اس سے لئے کہتے ہیں کہ اس سے بڑا جُوتی کا سائز نہیں ہوتا...... جہازی سائز کے پاؤں بھی بارہ تیرہ نمبر پر بس ہو جاتے ہیں جبکہ یہ اُن سے بڑا ہوتا ہے...... دوسری وجہ یہ ہے کہ یہ رزلٹ سولہ آنے دیتا ہے سولہ آنے سے مُراد سو فیصد ہوتا ہے اسی لئے اسے سولہیا کہتے ہیں اگر مجرم کسی پولیس والے کا واقف ہو اور اس کی ڈیوٹی مجرم کو مارنے کی لگائی جائے تو وہ واقفیّت کا لحاظ کرتے ہوئے کیا کرے گا...... جُوتی آہستہ مارے گا ...... اور اپنی آواز زیادہ نکالے گا...... تاکہ کھانے والے کو تکلیف کم ہو اور دیکھنے والے سمجھیں کہ بڑی زور سے جُوتی ماری ہے۔

نمرود کا وہ نوکر...... نمرود کا غلام...... نمرود کا بچاری جب اپنے اس معبودِ باطل جس کی وہ عبادت کرتا تھا جب آہستہ جُوتی مارتا اور مچھّر اندر اپنا کام نہ چھوڑتا تو نمرود غُصّہ میں آکر کہتا زور سے جُوتی مار وہ ڈر کر زور سے جُوتی مارتا ...... وہ نمرود...... جو کسی کو سزا دیتا تو اپنے غلام سے کسی کو سزا دِلواتا تو یہی جملہ کہتا ہوگا ایہنوں ذرا زور دی مار...... لیکن خُدا کی شان ...... کہ وہی نمرود اپنے سجدہ کرنے والے سے خُود جوتیاں کھا رہا ہے اور اسے کہہ رہا ہے ذرا زور دی مار۔

Marfat.com

نمرود مر گیا

الغرض...... جوتیاں کھاتے کھاتے...... کھاتے کھاتے...... نمرود کا سر اتنا زخمی ہوا...... اس کا بھیجا باہر نکل پڑا...... سر ٹوٹ گیا...... نمرود پھوٹ گیا اور اس کے سر میں سے وہی کانا اور لنگڑا مچھر سر سے نکل کر اڑا نمرود کا بھیجا یعنی مغز کھا کھا کر اتنا موٹا ہو گیا کہ اس کی جسامت چڑیا کی طرح ہو چکی تھی ...... کیا انجام ہوا ہے۔

علامہ صائم چشتی فرماتے ہیں

ایتھے روز نمرود شدّاد بن دے دعویٰ باطل خُدائی دا کرن والے
اپنے آپ نوں صائم خدا سمجھن اِک مچھّر دے دانے توں مرن والے

ولادت حضرت اسماعیل

اللہ کے خلیل...... اللہ کے پیارے...... اللہ کے محبوب...... اللہ کے دوست...... حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بہت سی دعا مانگیں...... آپ کی ہر دعا مقبول ہے...... جب آپ کی مانگی ہوئی دُعاؤں پر غور کریں...... تو یہ بھی واضح ہو جاتا ہے کہ آپ کی ہر دُعا نہایت جامع ہوتی......

آپ جب بھی دُعا کرتے ہیں بڑے احسن اور جامع الفاظ میں دُعا کرتے ہیں...... آپ کی بعض دعاؤں میں ایک لفظ صالح عمومی طور پر ملتا ہے

Marfat.com

صالح کا لغوی معنی نیک اور پرہیز گار ہے۔

اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمام انبیائے کرام علیہم السّلام صالحین کے اعلیٰ مرتبہ پر فائز ہیں اور صالحیت کے عظیم مقام سے سرفراز ہیں۔ مثلاً

﴿سورۃ الانعام آیت ۸۳۔۸۶﴾

وَوَهَبْنَا لَهُ إِسْحٰقَ وَ يَعْقُوبَ،

دَاوٗدَ وَسُلَيْمَانَ وَ أَيُّوبَ وَيُوسُفَ وَمُوسٰى وَ هٰرُوْنَ

وَيَحْيٰى وَ عِيسٰى وَ اِلْيَاسَ كُلٌّ مِّنَ الصَّالِحِيْنَ

کہ یہ انبیاء علیہم السّلام کی مقدّس جماعت صالحین میں شامل ہے۔

اور پارہ نمبر ۱۷ سورۃ الانبیاء آیت ۷۱۔۷۲

وَنَجَّيْنٰهُ وَلُوطًا إِلَى الْأَرْضِ الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا لِلْعَالَمِيْنَ ○ وَوَهَبْنَا لَهُ إِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ نَافِلَةً وَكُلًّا جَعَلْنَا صَالِحِيْنَ ○

اور پارہ نمبر ۲۰ سورۃ العنکبوت آیت ۲۷

وَوَهَبْنَا لَهُ إِسْحٰقَ وَيَعْقُوبَ وَجَعَلْنَا فِيْ ذُرِّيَّتِهِ النُّبُوَّةَ وَالْكِتَابَ وَاٰتَيْنٰهُ أَجْرَهٗ فِي الدُّنْيَا وَإِنَّهٗ فِي الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصَّالِحِيْنَ ○

اور پارہ نمبر ۱۳ سورۃ یوسف آیت ۱۰۱

Marfat.com

کہ حضرت یُوسف علیہ السّلام نے بھی صالحین کی جماعت میں شامل
ونے کی دعا کی تھی۔

اَنْتَ وَلِیّٖ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ تَوَفَّنِیْ مُسْلِمًا وَّاَ
لْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ ○

کہ اے اللہ! تُو ہی اس دُنیا اور اس آخرت میں میرا مددگار ہے اور
ھے ایک مُسلمان ہونے کی حیثیت سے مَوت دے اور مجھے اپنے صالحین
ندوں کی مقدس جماعت میں شامل کر لے۔

اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بھی صالحین کے پاکیزہ گروہ میں
امل ہونے کی دعا فرمائی۔

پارہ نمبر ۱۹ سورۃ الشعرا آیت ۸۳

رَبِّ هَبْ لِیْ حُکْمًا وَّاَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ ○

پارہ ۱۷ سورۃ الانبیاء آیت ۸۵-۸۴

وَاِسْمٰعِیْلَ وَاِدْرِیْسَ وَذَاالْکِفْلِ ط کُلٌّ مِّنَ الصّٰبِرِیْنَ
○

وَاَدْخَلْنٰھُمْ فِیْ رَحْمَتِنَا اِنَّھُمْ مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ ○

اور پارہ ۷ سورۃ الانعام آیت ۸۶

وَاِسْمَاعِیْلَ وَالْیَسَعَ وَیُوْنُسَ وَلُوْطًا ط وَّ کُلًّا فَضَّلْنَا
عَلَی الْعٰلَمِیْنَ ○

Marfat.com

اعجازِ نبوّت

حضرات گرامی ! اِسے حُسنِ اِتفاق سمجھئے یا حضرت ابراہیم علیہ الس

کشف اور اعجاز نبوّت...... کہ اپنے لئے دُعا کرتے ہیں تو......

رَبِّ هَبْ لِیْ حُکْمًا وَّاَلْحِقْنِیْ بِالصَّالِحِیْنَ ○

کہ یا اللہ ! مجُھے صالحین کے گروہ میں داخل کرلے۔

اور جب اپنے فرزند کے لئے بارگاہِ خُداوندی میں درخواست کرتے ہیں تو۔

رَبِّ هَبْ لِیْ مِنَ الصَّالِحِیْنَ

کہ اَے ربّ کریم ...... مجُھے ایک صالح ...... نیک ...... فرمانبردار اور والدین کا خدمت گذار اور اطاعت گذار لڑکا عطا فرمادے ...... اور پھر اس دُعا کے نتیجہ اور درخواست کے قبول ہوجانے کی صورت میں۔

فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِیْمٍ ! کہ ہم نے ...... انہیں ایک حلیم الطّبع ...... متحّمل مزاج اور بُردبار لڑکے کی خوشخبری سنادی۔

حضرات محترم ! صاحبزادہ سیّد افتخار الحسن کہتا ہے کہ دیکھئے اور قرُآن پاک میں انبیاء کرام کی اَولادِ نرینہ کے لئے دُعاؤں پر غور فرمائیں تو پتا چلتا ہے کہ اَولادِ نرینہ یعنی فرزندار جمند اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے جس کے حصُول کے لئے کبھی حضرت ذکریا علیہ السلام بارگاہِ خُداوندی کے دَروازہ پر یہ دستک دیتے نظر

Marfat.com

آتے ہیں۔

رَبِّ هَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّیَّةً طَیِّبَةً

کہ اُے ربّ اپنے رحمت کے خزانوں میں سے ایک نیک سیرت اور پاک فطرت اور فرمانبردار لڑکا عطا کر دے اور کبھی حضرت ابراہیم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے لُطف و کرم کا دَروازہ کھٹکھٹاتے اور یہ دُعا فرماتے دکھائی دیتے ہیں۔

رَبِّ هَبْ لِیْ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ

کہ اُے ربّ...... اپنے لُطف و کرم کے گلشن میں سے ایک پھُول صالح اور نیک اور اطاعت گذار بیٹے کی صُورت میں میرے دامن میں ڈال دے۔

دونوں دُعائیں قبول ہوئیں...... حضرت ذکریا علیہ السّلام کو حضرت یحییٰ علیہ السّلام کی خُوشخبری سنائی گئی...... اور حضرت ابراہیم علیہ السّلام کو حضرت اسماعیل علیہ السلام کے تحفہ کی بشارت سنائی گئی۔

حضرت ہاجرہ سے نکاح

امرِ خدا سے جناب سارہ لاَ ولد تھیں اور ان سے اولاد ہونے کی کوئی توقع نہیں تھی...... جب اُنہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خواہش کا علم ہوا کہ آپ کو بیٹے کی خواہش ہے تو آپ نے حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا کو بنایا سنوارا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے حضور پیش کر دیا۔

جناب ابراہیم علیہ السلام کا نکاح خُود حضرت سارہ نے حضرت ہاجرہ

کے ساتھ کروایا...... یہ وہ وقت تھا کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام معاشی طور پر کافی مستحکم ہو چکے تھے آپ کا بکریوں کا کاروبار تھا جس میں اللہ تعالیٰ کی برکتیں شامل حال تھیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا حضرت ہاجرہ سے نکاح ہو گیا...... بعض روایات میں ہے کہ اس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عمر مبارک ۱۰۰ سو سال تھی لیکن دَرحقیقت آپ کی عمر مبارک پچھتر ۷۵ سال تھی اور صاحبِ معارج النّبوت کے مطابق حضرت ہاجرہ ابھی جوانی کے عالم میں تھیں۔

جس دن آپ کا نکاح ہوا اس روز حضرت سیدہ ہاجرہ اُمید سے ہوئیں اور اللہ تعالیٰ کی بشارت فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِيْمٍ پوری ہونے کا وقت آ گیا......

ولادت ذبیح اللہ

جب حضرت اسماعیل علیہ السلام پیدا ہوئے نُورِ مُحمّدی آپ کی پیشانی پر چمک رہا تھا آپ کے چہرے کی معصومیت اور حسن و جمال پر قربان ہونے کو دل چاہنے لگتا۔

فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِيْمٍ

اس آیت مبارکہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو در حقیقت تین بشارتیں دی گئی ہیں۔

نمبر۱ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ہاں بیٹا ہوگا بغلام دوسرا یہ کہ

Marfat.com

وہ لازماً بلوغت کو پہنچے گا کیونکہ آیت میں بغلا م اسی بات کی دلیل ہے...... اللہ تعالیٰ نے لفظ طفل استعمال نہیں فرمایا...... نہ ہی صبی استعمال فرمایا کیوکہ صبی دس سال سے کم عمر کا بچہ ہوتا ہے طفل بالکل چھوٹا بچہ ہوتا ہے۔

تو دوسری بشارت ہے بالغ ہونے کی کہ بچہ ہوگا اور بالغ ہوگا۔

تیسری بشارت بچے کے حلیم ہونے کی ہے۔

حلیم کا معنیٰ بُردبار ہے یعنی ہر کام سکُون واطمینان سے کرنے والا کسی کام میں جلدی نہ کرنے والا۔

حلیم باپ کا حلیم بیٹا

چونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی تھے۔

پارہ نمبر ۱۰ سورۃ توبہ آیت ۱۱۴

اللہ فرماتا ہے !

اِنَّ اِبْرٰهِیْمَ لَاَوَّاهٌ حَلِیْمٌ ○

بے شک ابراہیم علیہ السلام بہت سوز وگداز والے حلیم تھے

یا پارہ نمبر سورۃ ہود آیت ۷۵

اِنَّ اِبْرٰهِیْمَ لَحَلِیْمٌ

بے شک ابراہیم ضرور حِلم والے تھے

اور حِلم والے بات کو حِلم والے بیٹے کی بشارت ملی۔

Marfat.com

حضرت اسماعیل علیہ السلام پیدا ہوئے گویا گلشن ابراہیمی میں بہار آگئی۔

علامہ صائم چشتی کیا خوب فرماتے ہیں۔

سراپا مطلعٔ انوار ہیں حضرت ذبیح اللہ
مجسّم عظمت و کردار ہیں حضرت ذبیح اللہ

مِنیٰ کی سلطنت کے تاجور ذِیشان پیغمبر
حرم کے دُوسرے مِعمار ہیں حضرت ذبیح اللہ

اور

یہ زَم زَم جِن کی اِک ایڑی کی ٹھوکر کا کرشمہ ہے
وہ جدِّ احمدِ مُختار ہیں حضرت ذبیح اللہ

خُدا کے حکم کو مانا چُھری گردن پہ چلوا لی
نشانِ منزلِ اِیثار ہیں حضرت ذبیح اللہ

مثالِ نیّرِ تاباں ہے روشن اُن کی پیشانی
مثالِ چاند طلعت بار ہیں حضرت ذبیح اللہ

سبق دُنیا نے تسلیم و رضا کا آپ سے سیکھا
وفاؤں کے علم بردار ہیں حضرت ذبیح اللہ

یہ صائم پاک قُربانی منیٰ کے نُور سے پُوچھو
وفا کیا ہے جناب حاجرہ کے پُور سے پُوچھو

تذکرۃ الواعظین ص ۶۲۷ میں ہے۔

جب حضرت اسماعیل علیہ السلام سات برس کے ہوئے تو آپ اپنی باتوں میں نہایت سچّے تھے ہر وقت یادِ الٰہی میں مشغول رہتے حضرت ہاجرہ فرماتی ہیں ایک دن میرا بیٹا اسماعیل سویا ہوا تھا مجھے اس کے ہونٹوں کی حرکت محسوس ہوئی میں نے ہلتے ہوئے ہونٹ دیکھے تو اپنے کان ہونٹوں کے قریب کیے اسماعیل یہ کہہ رہے تھے،

خُداوند! اُمّتِ محمد صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو بخش دے۔

حضرت ہاجرہ نے یہ کیفیّت حضرت ابراہیم علیہ السلام سے بیان کی تو آپ نے دو رکعت نمازِ شکرانہ ادا کی۔

حضرت سارہ کا رشک

معارج النبوّت ج ا ص ۱۲۱ میں ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت عیل علیہ السلام سے بے حد محبت فرماتے تھے آپ کی محبّت کا یہ عالم تھا کہ دو

گھڑی بھی اپنے سے جدا نہ کرتے حضرت سیدہ سارہ رضی اللہ عنہا کی گود چونکہ اولاد سے خالی تھی لہٰذا فطری بات ہے آپ کو رشک ہوا اور فرطِ رشک سے مجبور ہو کر آپ نے قسم کھائی کہ میں حضرت ہاجرہ کے جسم کو ان کے جسم کے کسی حصّے کو کاٹوں گی جب حضرت ہاجرہ کو حضرت سارہ کے ارادے کا علم ہوا تو آپ کہیں چھپ گئیں اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو سارا واقعہ سنایا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت سارہ کے پاس تشریف لائے اور حضرت ہاجرہ کے حق میں ان سے گفتگو فرمائی آپ نے فرمایا ہاجرہ نے تمہاری جو خدمت کی ہے اس کو ہی ملحوظ رکھّو اس قسم کی قسم کھانا جائز نہیں ہے اور ہاجرہ سے اپنا دل صاف کرو۔

خلیل اللہ کے سمجھانے پر حضرت سارہ نے فرمایا اچّھا میری قسم کا کیا ہو گا۔

قسم پوری کی

خلیل اللہ علیہ السلام نے فرمایا...... ایسا کرو...... اُس کے کان چھید دو چنانچہ حضرت سارہ نے حضرت ہاجرہ کے کان چھید دیئے اس وقت سے یہ رسم کان چھیدنا خواتین میں جاری ہوئی۔

حضرت سارہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہا میرا اور ہاجرہ کا ایک ساتھ اکٹھے رہنا ممکن نہیں آپ ایسا کریں انہیں یہاں سے کہیں دور چھوڑ

Marfat.com

آئیں۔

حفیظ جالندھری نے شعر میں بیان کیا۔

ہُوا سارہ کو رشک اس امر سے دل میں ملال آیا
نکل جائے یہاں سے ہاجرہ بس یہ خیال آیا
مشیّت کو اِدھر کچھ اور ہی منظور خاطر تھا
کہ نُورِ احمدی بچّے کی پیشانی سے ظاہر تھا
ہُوا اِرشاد دونوں کو عرب کی سمت لے جاؤ
خُدا کے آسرے پر وادیٔ مکّہ میں چھوڑ آؤ

اللہ کا خلیل...... اپنی زوجہ ہاجرہ...... اپنے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو لے کر چل پڑے......

ربّ کریم کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت ہاجرہ اور اپنے معصوم بچہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ساتھ لے کر عرب کے صحرا سے گذر کر مکہ مکرّمہ کی دو پہاڑیوں کے قریب اور عرب کے بے آب وگیاہ خطہ میں آگئے اور ان دونوں کو تو ایک دو دن کا سامان خوردونوش دے کر خود واپس چلے گئے۔

واذ ابتلاء ابراہیم

آزمائش و ابتلاء میں بہت ساری چیزیں آتی ہیں اللہ تعالیٰ اپنے

Marfat.com

پیاروں کی آزمائش فرماتا ہے۔

آزمائش میں قربانی طلب کی جاتی ہے۔

کبھی بُھوک کی آزمائش ہوتی ہے۔

کبھی پیاس کی آزمائش ہوتی ہے۔

کبھی پھلوں کی کمی کی آزمائش ہوتی ہے۔

کبھی تکالیف کی آزمائش ہوتی ہے۔

کبھی مصائب کی آزمائش ہوتی ہے۔

کبھی پریشانیوں کی آزمائش ہوتی ہے۔

کبھی روپے کی کمی کی آزمائش ہوتی ہے۔

کبھی قُربانی کی آزمائش ہوتی ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام پر بھی آزمائش آئی اللہ تعالیٰ نے اپنے خلیل کی آزمائش کی۔

کبھی ابراہیم کو غار میں رکھا گیا ...... یہ بھی آزمائش تھی۔

کبھی چچا کی سختیوں کے حوالے کیا گیا...... یہ بھی آزمائش تھی۔

کبھی نارِ نمرود میں پھینکوایا گیا...... یہ بھی آزمائش تھی۔

کبھی سفر کے لئے حکم دے دیا گیا...... یہ بھی آزمائش تھی۔

کبھی شاہِ مصر کے ہاں گرفتار کرایا گیا...... یہ بھی آزمائش تھی۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو درجۂ خلیل یُوں ہی نہیں مل گیا...... اس کے

Marfat.com

لئے اللہ کے خلیل نے ابتلاء آزمائش پُورے اُترنے کی کوشش ......فرشتوں کی پیشکش کو ٹھکرانا اللہ کے خلیل کا آزمائش پر پورا اُترنے کی سب سے بڑی دلیل ہے۔

اللہ کا خلیل جب سے پیدا ہوا امتحانات ہی دیتا آیا۔

اقبال نے کہا تھا۔

ایک اور آزمائش

ابھی عشق کے امتحاں اور بھی ہیں

ایک آزمائش اور انتظار کر رہی ہے بیٹے کو خُود سے جدا کرنا آزمائش سے کم نہ تھا...... اللہ کا خلیل اپنے محبوب بیٹے کو خود سے جدا کر کے جا رہا ہے اپنی پیاری بیوی شاہ مصر کی بیٹی حضرت سیدہ ہاجرہ کو اور اپنے پیارے بیٹے اسمٰعیل کو بظاہر عجیب وغریب حالات میں چھوڑے جا رہا ہے۔

اور قلب مطمئن سے دو جملے ضرور نکل رہے ہیں الٰہی میں تیری رضا پر راضی ہوں...... اپنے اہل کو تیری ذاتِ اقدس کے سپرد کر کے جا رہا ہوں۔

حضرت ہاجرہ کا صبر

آفرین ہے ایسی فرمانبردار اور وفادار بیوی یعنی حضرت ہاجرہ پر کہ جو صرف یہ پُوچھ کر خاموش ہوگئیں اور آگے آنے والے مصائب کے پہاڑوں کا

Marfat.com

عزم کر کے چپ ہوگئیں کہ......اے اللہ کے خلیل!

آپ جو کچھ کر رہے ہیں کیا یہ اللہ کا حکم ہے ؟

فرمایا! ہاں

حفیظ جالندھری مرحوم نے خوب کہا ہے۔

خُدا کا قافلہ جو مشتمل تھا تین جانوں پر
معزّز جس نے ہونا تھا زمین و آسمانوں پر

خُوردونوش کا توشہ ختم ہوگیا اور پھر حضرت ہاجرہ کو فکر ہوئی اور اپنے لختِ جگر حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو ایک پتّھر کے سائے میں لٹا کر خود پانی کی تلاش میں اِدھر اُدھر دوڑنے لگیں۔

مگر ان پہاڑیوں کی وادی اور چٹانوں کی بستی اور غیر ذی ذرعہ یعنی بے آب و گیاہ خطہ میں پانی کہاں ؟

پانی کی تلاش

عجب دردناک منظر تھا اور عجیب بے تابی کا سماں تھا کہ ایک طرف پانی کی تلاش اور دوسری طرف معصوم بچہ کی پیاس،

اور پھر مصمّم ارادہ کر کے پُورے یقین اور پانی کی آس اور اُمید کے ساتھ حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا نے کوہِ صفا اور مروہ کی کی پہاڑیوں پر پانی کی تلاش میں دوڑنا شروع کر دیا۔

Marfat.com

کبھی وہ مروہ سے صفا کی طرف کبھی صفا سے مروہ کی جانب دوڑتی تھیں مگر جب بچے کا خیال آتا تو واپس لوٹ آتی تھیں۔

ایک گھڑی اس دَوڑ دھوپ میں ایسی بھی آئی کہ بچّہ آنکھوں سے اوجھل ہوگیا تو ماں کا کلیجہ پھٹ گیا بیتابی سے یہ فاصلہ دوڑ کر طے کیا بچہ کو دیکھا تو آنکھوں میں ٹھنڈک آگئی اور دل کو سکون ملا پھر اٹھیں بچے کو سینے سے لگایا ...... بوسہ دیا اور اس کی تلیوں کو آنکھوں سے لگایا اور پھر دوڑنے لگیں۔

سات چکر لگائے

حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا نے صفا اور مروہ پر سات چکر لگا لئے اس قیامت خیز گھڑی میں بچہ کی شدت سے بلکنے کی آواز آئی۔

تو ماں نے سمجھا کہ موت کی آخری ہچکی ہے واپس لوٹ کر دیکھا تو جس پتّھر کے سایہ پر بچہ کو لٹایا گیا تھا وہ پتّھر آگ کی طرح تپش ریز ہو رہا تھا اُدھر حضرت اسماعیل علیہ السلام پتّھر کی اس تپش سے بچنے کے لئے کبھی ادھر کبھی اُدھر کروٹیں بدل رہے تھے اور شدّت پیاس سے تنگ آکر ایڑیاں رگڑ رہے تھے۔

پھر کیا تھا ...... ماں کی ممتا تڑپ اُٹھی کہ جان وجگر کا ٹکڑا ایک قطرۂ آب کو ترس رہا ہے جو کہ تڑپتا ہوا مر جائے گا۔

انتہائی حُزن وملال کے عالم میں مَعصوم اسمٰعیل علیہ السلام کو اپنے مقدّس ہاتھوں میں اُٹھایا اور اللہ تعالیٰ کو بلند آواز سے پکارا یا اللہ المدد بس پھر کیا تھا۔

Marfat.com

چشمہ جاری ہوگیا

اِدھر حاجرہ بی بی کے ہاتھ دُعا کے لئے اُٹھے تو ادھر بقول حفیظ جالندھری مرحوم

قریب آئیں تو پر کھولے ہُوئے جبریل کو پایا
انگوٹھا چُوستے سائے میں اسماعیل کو پایا
ٹھٹک کر رہ گئیں اِک اور نظّارہ نظر آیا
قریب پائے اسماعیل فوّارا نظر آیا

سید افتخار الحسن یوں کہتا ہے کہ،

یہاں آکر خُدا کی شان کا جلوہ نظر آیا
جہاں پتّھر ہی پتّھر تھے وہاں چشمہ نظر آیا

آبِ زمزم......کا چشمہ جاری ہوگیا۔

جناب ہاجرہ کی زبان مبارک سے یہ الفاظ نکلے......زمزم ٹھہر جا......لیکن چشمہ اُبلنے لگا اور پھیلنے لگا حضرت ہاجرہ نے اس کے گرداگرد مٹی اور پتھروں کی باڑھ بنا کر اسے پھیلنے سے روکا۔

آبِ زم زم کا چشمہ

پانی پھیل رہا تھا حضرت ہاجرہ نے حکم دیا زم زم اسی کا معنیٰ ہے رُک جا

...... یا ٹھہر جا...... چنانچہ پانی وہیں ٹھہر گیا۔

حدیث پاک ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ اگر حاجرہ رضی اللہ عنہ، پانی کو نہ روکتیں تو آج ساری دُنیا میں زم زم پھیل چکا ہوتا اور ساری دنیا آب زم زم پیتی۔

قدرتِ خداوندی کی کرشمہ سازی ادھر یہ ہوئی کہ اسماعیل علیہ السلام کے پاؤں کی ٹھوکر سے آبِ زمزم کا چشمہ جاری ہوا۔

منکرینِ تبرّک

جو لوگ تبرک کے منکر ہیں انہیں چاہئے کہ آبِ زم زم مت پئیں کیونکہ آبِ زم زم بھی اللہ کے نبی کا تبّرک ہے اس سے زیادہ تبّرک کی دلیل کیا ہوگی کہ آبِ زم زم اسماعیل علیہ السلام کے پاؤں کی ٹھوکر سے نکلا۔

میں کہتا ہوں تبّرک کے منکرو...... آبِ زم زم مت پیئو...... میں حیران ہُوں پانی ہی دینا تھا تو اللہ تعالیٰ کسی اور ذریعے سے بھی دے سکتا تھا...... یہ پاؤں کی ٹھوکر سے کیوں دیا...... اور پھر اس کی عظمت بیان فرمادی...... بطورِ تبّرک حاجیوں کے لئے رائج کر دیا...... یہ سب تقدیرِ الٰہی سے ہوا...... کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیوں...... ولیوں کے منکروں...... کو سبق دیا ہے کہ خواہ تبّرک کا انکار کرتے رہو...... مگر تمہیں آبِ زم زم بطور تبرک پینا بھی پڑے گا اور کھڑے ہو کر پینا پڑے گا۔

Marfat.com

کھڑے ہو کر پینا

ایک اور بات جو کہ عجیب ہے کہ پانی انسانی زندگی کے لئے ضروری ہے پانی انسان پیتا ہے ہمیں پانی پینے کا طریقہ آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے سکھایا...... حدیث پاک ہے پانی بیٹھ کر پینا چاہئے...... لیکن آبِ زم زم کے بارے میں یہ فرمایا کہ اسے کھڑے ہو کر پیئیں...... کیوں؟

میری سمجھ میں یہ آیا ہے کہ...... اللہ کو علم تھا...... کہ کُچھ لوگ ہوں گے...... جو تبرک کا بھی انکار کریں گے...... میرے نبیوں کی تعظیم کا بھی انکار کریں گے...... میرے انبیاء کی تعظیم کا انکار کریں گے...... لہٰذا میں حکم نامہ یہ جاری کر دیتا ہوں کہ آبِ زم زم کھڑے ہو کر پیئو...... اب وہ لوگ بھی جو اللہ کے سوا...... کسی دُوسرے کے لئے...... کسی نبی کے لئے...... کسی ولی کے لئے...... اپنے والدین کے لئے...... عُلمائے حقّہ کے لئے قیام کو حرام کہتے...... قیام کو شرک کہتے ہیں...... خُود قیام کی حالت میں...... تعظیم کرتے ہوئے...... اپنا منہ قبلے کی طرف کر کے...... اللہ کے نبی کا تبرک پی رہے ہیں......

غور کریں...... آبِ زم زم نبی کا بھی تبرک ہے...... ولی کا بھی...... حضرت ہاجرہ اللہ کی ولیہ ہیں...... اور آبِ زم زم کے ملنے کے موجب اگر اسمٰعیل علیہ السلام ہیں تو حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا بھی ہیں۔

غور کریں...... دُنیا کے چشمے ختم ہو گئے...... گنگا اور جمنا میں اشنان کر

Marfat.com

کے ہندوؤں سکھوں نے میلی کر دی...... چشمے خشک ہو گئے۔

لیکن زم زم کا چشمہ جو آج سے پانچ ہزار سال پہلے پھوٹا...... اس میں ذرا برابر بھی کمی واقعہ نہیں ہوئی...... میں دعوے کے ساتھ کہتا ہوں...... دنیا میں کوئی چشمہ...... کوئی کنواں...... کوئی دریا...... کوئی نہر...... ایسی نہیں جس کا پانی اس قدر استعمال ہوتا ہو جتنا آبِ زم زم استعمال ہوتا ہے...... اس لئے کہ یہ تبرک ہے اور تبرک میں برکت ہوتی ہے۔

آبِ زم زم افضل پانی ہے

حضرات گرامی! آبِ زم زم دنیا میں سب سے افضل ہے روایات میں آتا ہے کہ اس کا سلسلہ حوضِ کوثر سے ملا ہوا ہے...... لیکن میں آپ کو ایک اور پانی بتاتا ہوں جو آبِ زم زم سے بھی افضل ہے۔

آبِ زم زم سے بھی افضل پانی

شواہد النبوۃ ص ۱۴۷ حضرت جابر بن عبداللہ کا بیان ہے کہ حدیبیہ کے روز لوگوں کو تشنگی اور پیاس نے مغلوب کر دیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس کا ایک کوزہ تھا جس سے آپ نے وضو فرمایا...... تمام لوگوں نے آپ کی طرف توجہ کی...... فرمایا تمہیں کیا ہوا...... اُنہوں نے عرض کیا...... یا رسول اللہ ہمارے پاس پینے کے لئے پانی نہیں ہے آپ نے اپنا ہاتھ مُبارک کوزہ میں

Marfat.com

ڈالا...... صحابہ نے دیکھا...... اور بتایا...... کہ ہم نے دیکھا...... کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پانچوں انگلیوں سے پانی جاری ہو گیا۔

ہم نے وضو بھی کیا...... پانی بھی پیا...... کہ اور سب سیراب ہو گئے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا...... آپ کتنے آدمی تھے...... آپ نے فرمایا...... ہم پندرہ سو آدمی تھے...... لیکن خُدا کی قسم اگر ہم ایک لاکھ بھی ہوتے تو بھی سارے کے سارے سیراب ہو جاتے۔

یہ پانی مُصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اُنگلیوں سے نکلا...... تمام محدثین...... خواہ شافعی ہوں...... خواہ مالکی ہوں...... خواہ حنبلی ہوں...... خوا حنفی ہوں...... تمام سلاسل...... خواہ چشتی ہوں...... خواہ نقشبندی ہوں...... خواہ قادری ہوں...... خواہ سہروردی ہوں...... سب کا اس پر اتفاق ہے کہ وہ پانی جو میرے مُصطفےٰ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی اُنگلیوں سے نکلا وہ آبِ زم زم سے افضل ہے۔

صفا اور مروہ

قارئین! اُدھر حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا کو بیٹے کے لئے پانی کی تلاش میں کوہِ صفا اور مَروہ کی پہاڑیوں کے درمیان سات بار دوڑنے اور اِدھر اُدھر جانے کا انعام ملا کہ خُدا تعالیٰ کو ان کا دوڑنا بڑا ہی پسند آیا اس لئے قُرآن مجید نے یہ فیصلہ فرما دیا۔

Marfat.com

اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَۃَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰہ

کہ بے شک صفا اور مروہ اللہ تعالیٰ کی نشانیاں ہیں

اور قیامت تک کے لئے ہاجرہ بی بی رضی اللہ عنہا کی بھاگ دوڑ حج مبارک میں شامل کردی اور جب تک حاجی ان صفا اور مروہ کے درمیان اسی طرح جس طرح حضرت ہاجرہ نے پانی کی تلاش میں سات چکر لگائے تھے نہ پورے کرے اس کا حج قبول نہیں ہوتا۔

طواف کعبہ کے بھی سات چکر اور صفا و مروہ کے درمیان بھی سات پھیرے لازمی ہیں۔

آب زم زم کی برکت

تاریخ حرمین الشریفین حصہ اول ص ۲۲۶ ـ ۲۲۷ الحاج عباس کراہ

عن جابر رضی اللہ عنہٗ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ماء زمزم لما شرب لہ ان شربت یستشفیٰ شفاءک اللہ۔

زم زم کا پانی جس مقصد کے لئے پیا جائے وہ مقصد پورا ہوجاتا ہے اگر اسے شفا کی غرض سے پئے گا تو اللہ اُسے شفا دے گا۔

وان شربتہ یشبعک اللہ

Marfat.com

اورتو بھوک دور کرنے کے لئے پیئے گا تو اللہ تعالیٰ تیری
بُھوک دُور کردے گا۔

ابنِ عباس کی روایت

دارقطنی کے حوالہ سے...... رواہ ابن العباس اذا شرب ماء زم زم

زم حضرت ابن عباس روایت فرماتے ہیں۔
کہ آب زمزم پی کر یہ دعا کرنی چاہیے۔

اللھم انی اسئلک علما نافعا ورزقاً واسعاً وشفاءً من
کل داءٍ

اَے اللہ میں تجھ سے نفع دینے والے علم کا سوال کرتا ہُوں
اور وسیع رزق سوال کرتا ہُوں اور ہر قسم کی بیماری کی شفا
کے لئے سوال کرتا ہوں۔

نبی کے قدموں کی بدولت

صاحبزادہ سید افتخار الحسن کہتا ہے کہ آب زم زم میں اِتنے کمالات ہیں اور اتنی صفات ہیں اور بیماریوں کے لئے شفا ہی شفا ہے پناہ تلاش کرنے والوں کے لئے پناہ گاہ اور ہر مقصد پُورا کرنے کا نسخہ ہے۔

یہ سب کچھ معصوم اِسماعیل علیہ السلام کے پاؤں مُبارک کی برکت کی

Marfat.com

بدولت حاصل ہوئے اوران کے پاؤں کی ایک ٹھوکر کے صدقہ میں اتنی صفات پیدا ہو گئیں اور پھر ابن ماجہ شریف کی حدیث

کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

ان آیتہ ما بین و بین المنا فقین لا یتمیلون ماء زمزم

کہ ہمارے اور منافقین کے درمیان فرق کرنے والی ایک نشانی آبِ زم زم بھی کیونکہ منافقین آبِ زم زم کم پیتے ہیں۔

نجدی شہزادوں کا حال

جیسے آج کے شہزادگانِ عرب آبِ زم زم کی بجائے فرانس کا پانی پیتے ہیں۔

اور پھر آبِ زمزم کی اس سے بڑھ کر اور کیا فضیلت ہو گی کہ دُوسرے پانی اور شربت تو بیٹھ کر پینے کا شرعی حکم ہے مگر آبِ زمزم کے لئے حکم یہ ہے کہ قبلہ کی طرف منہ کر کے اور کھڑے ہو کر پیئے اور حاجی کے لئے حکم یہ ہے کہ وہ آبِ زمزم کثرت سے پیٹ بھر کر پیئے۔

وان یقصد بشر بہ الشفاء من امراض الجسد والقلب

Marfat.com

اور اس قصد اور غرض سے پیا جائے تا کہ جسم اور دل کی بیماریوں کو شفا حاصل ہو۔

حضرت سیّدہ ہاجرہ نے حضرت اسماعیل کو پانی پلایا خود بھی پانی پیا۔

مکّہ آباد ہونے لگا

مکّہ میں پانی کا دستیاب ہونا ایک حیرت انگیز واقعہ تھا حضرت حاجرہ اور حضرت اسماعیل علیہم السّلام کے لئے اللہ تعالیٰ نے ایسا پانی بھیجا جس میں بُھوک مٹانے والے تمام تر وٹا منز موجود تھے۔

معارج النبوت ص ۶۲۵ علامہ معین کاشفی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔

حضرت ہاجرہ اور اُن کے بیٹے حضرت اسماعیل کی ضروریات کی کفالت ہونے لگی قبیلہ جرہم کا ایک قافلہ مکّہ کی طرف آیا ان دنوں تجارتی قافلے والوں کی یہ عادت ہوتی تھی کہ جو بھی قافلہ وہاں سے گُذرتا مکّہ سے جلد از جلد گذرنے کی کوشش کرتا کیونکہ اس علاقہ میں پانی نہیں تھا جس کی وجہ سے اہلِ قافلہ کو سخت مصائب کا سامنا کرنا پڑتا تھا یمن سے جو قافلہ آیا اُس کے پاس پانی ختم ہو چکا تھا اور سارا قافلہ پیاس کی وجہ سے پریشان تھا۔

پیاس کی شدّت ایسی ہوئی کہ آگے جانے کی ہمت بھی نہ رہی اتفاقاً قافلے والوں نے آسمان کی فضا میں پرندے اُڑتے دیکھے تو تجربے کی بنا پر

Marfat.com

سوچنے لگے کہ پرندے اس علاقے میں نظر آتے ہیں جہاں پانی ہو۔

اس وادی میں پانی کہاں؟ سب حیرت میں گم تھے کہ یہاں کا پرندوں کا ہونا اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ یہاں پانی دستیاب ہے۔

قبیلہ بنی جرہم

چنانچہ اُنہوں نے دو آدمی پانی کی تلاش میں بھیجے وہ تلاش کرتے ہوئے اس چشمہ کے قریب آئے تو دیکھا کہ ایک خاتون شیر خوار بچے کو لئے ہوئے پانی کے چشمے کے پاس بیٹھی ہیں۔

اُنہوں نے حضرت ہاجرہ سے پوچھا آپ کا تعلق انسانوں سے ہے یا جنّات سے جناب ہاجرہ رضی اللہ عنہا نے سارا واقعہ سنا کر کہا اللہ تعالیٰ نے یہ چشمہ میرے اور میرے نُورِ نظر کے لئے جاری فرمایا ہے۔

یہ ہماری آئندہ آنے والی نسلوں کے کام آئے گی۔

اُن لوگوں نے چشمے کا پانی پیا...... اس کو خُوش ذائقہ پایا پانی پینے کے بعد ایک شخص نے حضرت ہاجرہ سے عرض کی بی بی یہ فرمائیں آپ کے علاوہ بھی لوگ اس سے استفادہ کر سکتے ہیں۔

سیدہ ہاجرہ رضی اللہ عنہا کریم شوہر کی کریم بیوی تھیں آپ نے فرمایا ہاں جو بھی چاہے یہاں سے پانی لے سکتا ہے وہ دونوں اپنے قافلے والوں کے پاس پانی لے گئے اور سب نے شکم سیر ہو کر پانی پیا۔

Marfat.com

اُنہوں نے حضرت ہاجرہ کی خدمت میں عرض کیا اگر آپ اجازت دیں تو ہم یہاں قیام پذیر ہو جائیں ہم آپ کے خادم بن کر رہیں گے۔

حضرت ہاجرہ نے فرمایا...... اس شرط پر کہ اس پانی پر تمہارا کوئی دعویٰ نہ ہوگا اُنہوں نے اس شرط کو منظور کیا اور وہاں سے واپس یمن آ گئے یمن سے اپنا تمام سامانِ زندگی لے کر مکہ شریف میں رہائش پذیر ہو گئے۔

خادم بن گئے

بنی جرہم کے سردار کا نام مغاص بن عمرو تھا انہیں کے رشتہ دار بنی قطور کے لوگ تھے وہ بھی ان کے ہمراہ مکہ میں آئے ان کے سردار کا نام سمیدع بن عامر تھا۔

انہوں نے اپنے لئے مکانات بنائے اور حضرت ہاجرہ کی خدمت میں کوئی کسر نہ رکھی اپنی بیبیوں کو ان کی خادمہ بنا دیا۔

سب سے پہلے عرب

حضرت اسماعیل علیہ السلام انہیں قبیلے والوں کے درمیان بڑے ہوئے اور عربی زبان سیکھی۔

علّامہ ابن حجر فرماتے ہیں کہ جناب اسماعیل علیہ السلام پہلے فرد ہیں جو فصاحت کے ساتھ عربی بولتے تھے ...... آپ میں اپنے باپ...... حضرت

Marfat.com

ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام...... کی تمام خوبیاں بدرجہ اتمّ موجود تھیں۔

اسماعیل کا معنیٰ ہے اللہ کی اطاعت کرنے والا۔

مؤرّخین لکھتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہر ہفتہ اور ایک روایت کے مطابق ہر مہینہ حضرت ہاجرہ اور حضرت اسماعیل کی خیریت دریافت کرنے تشریف لاتے تھوڑی دیر ٹھہرنے کے بعد واپس شام تشریف لے جاتے۔

فوری واپس جانے کی وجہ یہ تھی کہ آپ نے حضرت سارہ سے وعدہ کر رکھا تھا کہ حضرت ہاجرہ کے ہاں قیام نہ کریں گے۔

حضرت ہاجرہ بھی امرِ ربّی کے تحت صابر و شاکر تھیں۔

ابن خلدون تاریخ ص ۸۲ میں تحریر کرتے ہیں۔

جب ابراہیم علیہ السلام...... حضرت سارہ کے کہنے پر...... سرزمین مکہ پر ٹھہرا کر واپس ہونے لگے۔

حضرت ہاجرہ نے گھبرا کر کہا !

من امرك ان تتركنا بارض ليس فيهازرع ولا ماء

آپ کو کس نے حکم دیا ہے کہ ہم کو ایسی زمین پر چھوڑ جائیں جہاں نہ درخت ہیں نہ پانی ؟

ہاجرہ کا یقین کامل

ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا ربی امرض میرے خدا نے حکم دیا

Marfat.com

حضرت ہاجرہ نے کہا! فانہ لن یضیعنا ...... بے شک وہ ہم کو ضائع نہیں کرے گا۔

حضرت ابراہیم کا خیریت دریافت کے واپس چلے جانے کا سلسلہ کئی سال تک جاری رہے۔

اب حضرت ابراہیم علیہ السّلام جس دن تشریف لاتے کبھی رات یہیں قیام فرما لینے اور بعض اوقات تو دو دن بھی ٹھہر جاتے۔

ولادت حضرت اسحاق علیہ السّلام

تاریخ ابن خلدون ص ۸۳

جن دنوں حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام حضرت ہاجرہ اور ان کے بیٹے کو مکہ کی سرزمین پر چھوڑ شام واپس جا رہے تھے تو آپ پہلے بیت المقدّس گئے انہیں دنوں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بھتیجے حضرت لُوط علیہ السلام کی قوم سرکشی میں بہت زیادہ بڑھ چکی تھی یہ قوم عیاشی اور گناہوں کے اِرتکاب میں حد سے بڑھ چکے تھے لوط علیہ السلام نے ان کو سمجھایا...... دعوت حق دی...... اصلاحِ معاشرہ کی سعی فرمائی...... لیکن قوم لوط پر اس کا کچھ اثر نہ ہوا...... بالآخر حضرت لوط علیہ السلام کی قوم پر اللہ کا عذاب نازل ہوا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

قَالُوْٓا اِنَّآ اُرْسِلْنَآ اِلٰى قَوْمٍ مُّجْرِمِيْنَ ۝

﴿سورۃ الحجر آیت ۵۸﴾

Marfat.com

فرشتے حضرت لُوط علیہ السلام کی طرف اُن کی قوم کو تباہ کرنے جا رہے تھے بعض روایات میں ہے کہ لُوط علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے تایازاد بھائی اور زیادہ تر روایات میں آپ کا چچازاد بھائی ہونا ثابت ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام بیت المقدّس کی حاضری کے بعد اپنے گھر تشریف لے گئے...... آپ کے خصائص میں ایک یہ بھی خاصہ تھا کہ آپ بہت مہمان نواز تھے...... اللہ تعالیٰ نے فرشتے لڑکوں کی صُورت میں قوم لوط کی طرف بھیجے تاکہ قوم لُوط کو تباہ کردیں...... اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا قوم لُوط تباہ کرنے سے پہلے میرے خلیل کو بیٹے کی خوشخبری دینا...... پھر قوم تباہ کرنا...... تاکہ اُسے بیٹے کی خوشی میں بھائی کی قوم کی تباہی بھول جائے۔

وہ بیٹے کی خوشی میں سرشار ہو،

وہ بیٹے کی خوشی میں مگن ہو

اور تم قوم تباہ کردینا۔

فرشتوں کیلئے کھانا پکایا

فرشتے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئے

فَقَالُوْا سَلٰمًا...... کہنے لگے السّلام علیکم

فرمایا...... وعلیکم السّلام

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مہمانوں کو خوش آمدید کہا اُنہیں بٹھایا

Marfat.com

ان کی ضیافت کے لئے بچھڑا ذبح کیا ان کے لئے کھانا پکایا۔

فرشتے انسانی شکل میں آئے تھے۔

ابراہیم کھانا پکا رہے ہیں...... فرشتے کھانا کھاتے بھی ہیں۔

وہی ہوا...... جب کھانا ان کے سامنے آیا۔

اُنہوں نے کہا...... ہم کھانا نہیں کھائیں گے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا تم کھانا کیوں نہیں کھاتے۔

انہوں نے کہا ہم فرشتے ہیں ہم نُور ہیں نُور کھاتا نہیں۔

حضرات گرامی...... پاکستان کا مولوی بولا دیکھا۔

میں نے کہا...... کیا ؟

آپ کہتے ہیں نبی نُور ہے

میں نے کہا...... ہاں

کہنے لگا........... نُور نہیں کھاتا

میں نے کہا...... ٹھیک کہتے ہو نُور نہیں کھاتا

کہنے لگا...... تو مسئلہ حل ہو گیا اگر نبی نُور ہوتا تو کھانا نہ کھاتا کیونکہ نُور نہیں کھاتا۔

حضور کی حقیقت نُور ہے

میں نے کہا پاگل میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حقیقت نُور ہے

چونکہ لباس بشری میں آئے ہیں۔

ہمارے آقا کھانا اس لئے نہیں کھاتے تھے کہ انہیں کھانے کی حاجت تھی بلکہ اس لئے کھاتے تھے کہ سب کے علم میں آجائے کہ حلال کیا ہے؟ حرام کیا ہے یہ کھانے کی سُنّتیں یہ پینے کی سنّتیں ہمارے لئے ہیں تاکہ ہم کو زندگی گذارنے کا ڈھنگ آجائے۔

سید افتخار الحسن زیدی کہتا ہے...... اے مُلّا تجھے نبی کا کھانا تو یاد آیا بخاری شریف کی وہ حدیث یاد نہیں آئی کہ جب میرے نبی نے صوم وصال رکھا۔

صوم وصال

صومِ وصال کا مطلب ہے روزۂ وصال اس میں بھی افطاری بھی نہیں ہوتی سحری بھی نہیں ہوتی۔

میرے کملی والے نے پندرہ دن تک روزہ افطار نہیں کیا۔

غلاموں نے سمجھا...... شائد یہ بھی سنّت ہے۔

انہوں نے بھی افطار نہیں کیا سب غلام کمزور ہو گئے سب بیمار پڑ گئے

کمزور کیوں ہو گئے

کملی والے نے پُوچھا...... کم کمزور کیوں ہو گئے ؟

عرض کی...... آقا آپ نے بھی روزہ رکھا ہم نے بھی روزہ رکھا آپ

Marfat.com

نے بھی افطار نہیں فرمایا ہم نے بھی افطار نہیں کیا۔

میرے آقا نے فرمایا تم ایسا مت کیا کرو...... اَیُّکُمْ مِثْلِی تم میں کوئی میری مثل نہیں۔

میں حیران ہوا...... ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، میرے نبی کی مثل بن نہیں سکے اور آج کا مولوی مثلیّت کا دعویدار ہے...... یہاں ایک ہی لفظ مناسب ہے وہ ہے...... توبہ نعوذ باللہ

اَرے مولوی! تُجھے نبی کا کھانا یاد آیا نبی کا فرمانا یاد نہیں آیا دو حدیثیں ہیں ہم دونوں کو تسلیم کرتے ہیں۔

نبی بشر بھی ہے...... نبی نُور بھی ہے

جب بشریّت کی حیثیت میں ہو تو بشریّت کے تقاضے بھی اس کے ساتھ ہوں گے...... جب نُور کی حیثیّت سے سامنے آئیں گے تو نورانیّت کے تقاضے اس کے ساتھ ہوں گے۔

یہ بشریّت ہے

جنگ اُحد میں دندان مُبارک شہید ہوئے...... یہ بشریّت ہے کیونکہ نُور کے دانت نہیں ہیں نُور کا خون نہیں ہے۔

افتخار الحسن زیدی کہتا ہے یہ مقام بشریّت ہے۔

اب تم بتاؤ......

Marfat.com

جب نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم دُھوپ میں چلتے ہیں بشریت کا دھوپ میں سایا ہوتا ہے نہ؟ میرے آقا کا سایا ثابت کرو یہ حضور کی نورانیّت ہے

یہ نورانیّت ہے

حضور کا سایا نہیں تھا۔

﴿تفسیر مدارک نسفی جلد۳ ص۱۰۳﴾

﴿خصائص کبریٰ جلد اول ص ۶۸﴾

﴿شفا شریف جلد ا ص۲۴۲﴾

﴿مکتوبات مجدّد الف ثانی جلد۲ ص ۱۸۷﴾

﴿مدارج النّبوت جلد ا ص ۲۱﴾

﴿تفسیر عزیزی پارہ ۳۰ ص ۲۱۹﴾

ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ و آلہٖ وسلم لم یکن یریٰ لہ ظل فی شمسٍ ولا قمر

حضور کے جسم کا سایا نہ سُورج کی دھوپ میں نظر آتا ہے نہ چاند کی چاندنی میں۔

یہ میرے آقا کی نورانیت ہے۔

مولوی کہنے لگا...... آپ کی بات ٹھیک لیکن میں تو ایک بات جانتا ہوں وہ کیا..... نُور کھاتا نہیں ہے

Marfat.com

میں نے کہا...... مولوی ایک سوال میرا ابھی ہے

کہنے لگے...... وہ کیا

میں نے کہا...... لکڑی کھاتی ہے؟

کہنے لگا...... نہیں کھاتی

میں نے کہا...... موسیٰ علیہ السلام کے عصا نے جو لکڑی کا تھا فرعون کے جادوگروں کے سارے سانپ کھا لئے۔

تاریخ الانبیاء جو ۷۳۸ ہجری کے مصنف علامہ عبدالرحمٰن ابن خلدون نے تحریر فرمائی اس کے ص ۷۴ پر موجود ہے قرآن پاک کا وہ واقعہ کے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصاء پھینکا وہ بہت بڑا اژدہا بن گیا اور جادوگروں کے سارے سانپ کھا گیا۔

مولوی صاحب! اس سانپ کی حقیقت لکڑی تھی جب تک اپنی حقیقت میں تھی نہیں کھاتی تھی جب سانپ کی جسامت میں تبدیل ہوئی تو سارے سانپ کھا گئی۔

ارے میرے آقا کی حقیقت خود ہے اللہ فرماتا ہے !

قَدْ جَآءَ كُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ

حضور فرماتے ہیں !

اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ نُوْرِیْ

حضور فرماتے ہیں نور نبیك من نورہٖ لیکن لباس بشریت میں آئے

Marfat.com

اس لئے کھاتے رہے کیونکہ آپ نسل انسانی کے لئے راہبر بن کر آئے اس لئے نسل انسانی ہی میں آئے جب ہی تو انسانیت کی اصلاح ہو سکتی تھی۔

ہم فرشتے ہیں

بہر حال ہم آتے ہیں اپنے اس موضوع کی طرف ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کیوں نہیں کھاتے اُنہوں نے کہا! ہم فرشتے ہیں ہم جا رہے ہیں لُوط علیہ السلام کی طرف آپ نے فرمایا! کیوں جا رہے ہو ؟

اُنہوں نے کہا! یہ بھی بتاتے ہیں لیکن ہمارا آپ کے پاس آنا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اللہ تعالیٰ آپ کو بیٹے کی خوشخبری دیتا ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عُمر مبارک اُس وقت سو سال تھی اور حضرت سیّدہ سارہ رضی اللہ عنہا کی عمر مبارک نوّے سال تھی۔

حضرت سارہ کی حیرانی

آپ کو بیٹے کی بشارت ہو۔

حضرت سیّدہ سارہ رضی اللہ عنہا نے سنا تو فرمایا !

قَالَتْ يٰوَيْلَتٰٓى ءَاَلِدُ وَاَنَا عَجُوْزٌ وَّ هٰذَا بَعْلِىْ شَيْخًا ط

اِنَّ هٰذَا لَشَىْءٌ عَجِيْبٌ ○

﴿سورۃ ہود آیت نمبر ۷۲﴾

Marfat.com

کیا مجھ سے لڑکا پیدا ہو گا کہ میں بُوڑھی ہوں اور میرا شوہر بُوڑھا ہے بے شک یہ تعجّب کی بات ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا تُم نے مُجھے بیٹے کی بشارت دے دی اُب تُم میرے بھائی لُوط علیہ السلام کی طرف جاؤ گے ؟

اُنہوں نے کہا ! جی ہاں

آیت فِیْ قَوْمِ لُوْط

خلیل کا فرشتوں سے مکالمہ

ابراہیم علیہ السلام قومِ لُوط کے متعلق جھگڑا کرنے لگے فرشتوں سے

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سوال کیا تُم وہاں کیوں جانا چاہتے ہو ؟

فرشتوں نے کہا! ہم قومِ لُوط کو برباد کرنے آئے ہیں۔

ہم قومِ لُوط کو تباہ کرنے آئے ہیں۔

آپ نے فرمایا! اگر لُوط علیہ السلام کی قوم میں پچاس آدمی نیک ہوں گے تو تُم تب بھی قوم برباد کردو گے؟

اُنہوں نے کہا! نہیں کریں گے۔

فرمایا! اگر لُوط علیہ السلام کی قوم میں چالیس نیک ہوں گے تو تب بھی برباد کردو گے؟

کہا! نہیں

Marfat.com

فرمایا! اگر لُوط علیہ السلام کی قوم میں بیس نیک آدمی ہوں گے تو تم تب بھی برباد کردو گے۔

کہا! نہیں کریں گے۔

فرمایا! اگر لُوط علیہ السلام کی قوم میں دس نیک آدمی ہوں گے تو کیا برباد کردو گے؟

کہا! نہیں کریں گے۔

فرمایا! اگر لُوط علیہ السلام کی قوم میں ایک آدمی نیک ہوگا تو بھی برباد کردو گے؟

کہا! نہیں کریں گے۔

میرے ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے ان پر فرشتوں سے فرمایا کہا میرا بھائی لُوط نیک آدمی نہیں ہے؟

فرشتوں نے کہا! حضور وہ نیک ہیں۔

فرمایا! پھر کیوں برباد کرنے چلے؟

اُنہوں نے کہا۔ اُن کے حکم پر ہی اُن کی دُعا پر ہی اُن کی قوم کو برباد کیا جارہا ہے۔ وہ اس عذاب سے مستثنیٰ ہیں۔

کیا ضرورت تھی بحث کرنے کی

سید افتخار الحسن زیدی حیران ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کیا

Marfat.com

ضرورت تھی اتنی لمبی بحث کرنے کی مگر بات یہ ہے کہ اللہ کا نبی رحمدل ہے۔

ابراہیم......خلیل بھی ہے اور شکیل بھی

ابراہیم......نرم دل بھی ہے اور رحم دل بھی۔

ابراہیم......کریم بھی ہے رحیم بھی

ابراہیم......نعیم بھی ہے حلیم بھی۔

ابراہیم علیہ السلام نے یہ طویل گفتگو اس لئے فرمائی کہ جتنا وقت ہو سکے اس عذاب کو روک دوں۔

شائد میرے بھائی کی قوم میں سے ایک شخص بھی تائب ہو جائے اور تباہی سے بچ جائے۔

یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا جذبۂ رحم تھا اتنی بڑی بشارت کہ آپ کو اسحاق کی بشارت مل رہی ہے۔

اسحاق کے بیٹے یعقوب کی بشارت مل رہی ہے آپ جانتے ہیں کہ ان سے انبیاء کا ایک طویل سلسلہ چلنے والا ہے لیکن اس کے باوجود آپ کو فکر ہے قوم کی اپنے بھائی کی قوم کی آپ چاہتے ہیں کہ کاش یہ قوم توبہ کرے۔

حضرات گرامی! ہر نبی یہی چاہتا رہا کہ میری قوم گناہوں سے معافی طلب کرے اور عذاب سے نجات حاصل کرے لیکن وہ اقوام جنہوں نے انکار کیا ان کا انجام ہمارے لئے عبرت بنا دیا گیا ہمارے لئے سبق بنا دیا گیا۔

Marfat.com

گُلشن ابراہیمی میں بہار

حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کے ہاں نوے برس کی عمر میں حضرت سیدنا اسحاق علیہ السلام پیدا ہوئے گلشن ابراہیمی میں ایک مرتبہ پھر بہار آ گئی۔

کیا اسحاق ذبیح ہیں؟

حضرات گرامی! محترم قارئین! حضرت اسحاق علیہ السلام کا ذکر کرنا یہاں اس لئے ضروری تھا کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ذبیح اللہ حضرت اسماعیل علیہ السلام نہیں ہیں بلکہ حضرت اسحاق علیہ السلام ہیں۔

اور چونکہ ہماری کتاب کا نام ہی "**خلیل و ذبیح**" ہے لہٰذا یہاں یہ واضح کرنا لازم ہے کہ ذبیح کون ہے۔

ذبیح کون ؟

تاریخ انبیاء روایت عبدالرحمٰن ابن خلدون ص ۸۸ پر تحریر ہے کہ بعض کا گمان ہے کہ حضرت اسحاق علیہ السلام کے ذبح کرنے کا حکم ہوا تھا۔

غنیۃ الطالبین جو منسوب شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ سے ہے اس میں ص ۳۸۴ پر قربانی کا بیان میں تحریر ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے بیٹے اسحاق علیہ السلام کو لے کر قربان گاہ میں لے گئے۔

Marfat.com

اسحاق علیہ السلام کے ذبیح ہونے کے بڑے بڑے صحابہ کرام بھی قائل تھے جن میں حضرت عباس ...... حضرت عمر ...... حضرت عبد اللہ ابن مسعود ...... حضرت کعب احبار ...... حضرت زید بن اسلم ...... حضرت مسروق ...... حضرت سعید بن جبیر اور حضرت قتادہ شامل ہیں۔

طبری کا قول

مورخین میں بھی طبری کا قول یہی ہے کہ ذبیح اللہ حضرت اسحاق علیہ السلام ہیں اور اسرائیلی روایت کے مطابق بھی ذبیح اللہ حضرت اسحاق علیہ السلام ہیں چنانچہ انجیل کی متعدّد روایات میں بھی قربانی کے حوالہ سے یہی کہا گیا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے جس بیٹے کی قربانی ہوئی ان کا نام حضرت اسحاق علیہ السلام ہے،

یہ تو گفتگو تھی کہ جس میں ذبیح اللہ کے لقب سے اسحاق علیہ السلام کا اثبات ہوتا ہے۔

مگر حقیقت یہ ہے کہ ذبیح اللہ حضرت اسحاق علیہ السلام نہیں بلکہ حضرت اسماعیل علیہ السلام ہیں۔

شہرت پذیر اَمر

اسی تحقیق کے سلسلہ میں حکیم علاّمہ احمد حسین اِلہٰ آبادی فرماتے ہیں

آپ لوگوں کے ذہن میں ضرور یہ خطرہ گذر رہا ہوگا کہ ذبیح اللہ اسحاق ہیں نہ کہ اسماعیل حالانکہ شہرت پذیر اُمر ہے کہ اسمٰعیل علیہ السلام کے ساتھ یہ واقعہ پیش آیا اور وہی مقام منیٰ میں ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ ذبح ہونے گئے بے شک یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ قُرآن مجید میں اسماعیل علیہ السلام کا ذبیح ہونا نصِّ صریح سے ثابت نہیں ہوسکتا لیکن اشارۃ النّص سے ضرور ثابت ہو جائے گا ملاحظہ فرمایئے نصِّ صریح سے دونوں بزرگوں یعنی حضرت اسماعیل اور حضرت اسحاق میں ایک کسی کا بالتخصیص ذبیح اللہ ہونا ثابت نہیں ہوتا۔

پہلی بشارت حضرت اسماعیل علیہ السلام کے لئے آتی ہے اور یہ بات حق اور سچ ہے کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پہلے بیٹے ہیں اور قرآن پاک میں بھی جہاں ان کا اکٹھا ذکر آیا پہلے حضرت اسماعیل علیہ السلام کا ذکر اور بعد میں حضرت اسحاق علیہ السلام کا ذکر آیا ہے۔

اگر علاقہ کے حوالہ سے بات کی جائے تو منیٰ مکّہ میں ہے اور تاریخ اور سیرت میں یہ واضح ہے کہ حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا اور ان کے صاحبزادے حضرت اسماعیل ہی مکہ میں تھے جبکہ حضرت اسحاق علیہ السلام شام میں رہتے تھے۔

حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی دعا کہ یا اللہ مجھے بیٹا عطا فرما تو حضرت اسماعیل علیہ السلام پیدا ہوئے اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قربانی کے عوض ایک اور بیٹے کی بشارت ملی اور بیٹا بھی وہ جس کی ساری اولاد میں نبوّت

Marfat.com

رکھی گئی۔

ایک اور دلیل

ہمارے آقا و مولا حضرت سیدنا محمد مُصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا یہ فرمان حدیث کی سینکڑوں کتب میں سیرت کی ہزاروں کتابوں میں موجود ہے کہ میرے آقا حضرت سیدنا محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا!

انا ابن الذبیحین

میں دو ذبیحوں کا بیٹا ہوں۔

اور ہمارے آقا و مولا تاجدارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اولادِ اسماعیل میں سے ہیں نہ کہ اولادِ اسحاق میں سے ہیں۔

اور ابن الذبیحین سے فرمایا پہلے ذبیح حضرت اسماعیل علیہ السلام ہیں اور دُوسرے ذبیح حضرت سیّدنا عبداللہ علیہ السّلام والد مُصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہیں جن کے لئے قُرعہ ڈالا گیا رہی غُنیۃ الطّالبین کی روایت تو اس پر اتفاق علمائے اہل سنت ہے کہ غنیۃ الطالبین حضرت غوث اعظم شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی تصنیف نہیں ہے بلکہ اُنہیں کے دَور کے عبدالقادر نامی عالم کی کتاب ہے جو وقت گذرنے کے ساتھ ساتھ آپ کے نام مبارک سے منسوب ہوگئی حالانکہ غنیۃ الطالبین فضائل محرم کے باب میں لکھا ہے کہ ہمارے آقا حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم دس محرم کو پیدا ہوئے۔

Marfat.com

جس کتاب میں اس قسم کی خلاف واقعہ روایات موجود ہوں اسکا کیا اعتبار علی ہذا القیاس......اسرائیلیوں کا یہ کہنا کہ اسحاق علیہ السلام ذبیح ہیں یہ اس لئے تھا کہ اُنہیں بنی اسماعیل سے ہمیشہ منافرت رہی بنی اسرائیل عداوتِ بنی اسماعیل میں اس قدر بڑھ گئے تھے کہ یہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ذبیح تو ایک طرف نبی ماننے کے لئے بھی تیار نہیں جو کہ نصِ قطعی کے خلاف ہے۔

حضرت ہاجرہ سے بغض

بنی اسرائیل یعنی یہودیوں اور مغرانیوں یعنی عیسائیوں کو حضرت اسماعیل علیہ السلام کی والدہ محترمہ حضرت سیدہ ہاجرہ رضی اللہ عنہا سے بھی عداوت ہے جبھی اُنہیں کنیز اور لونڈی جیسے معیوب الفاظ سے پکارتے ہیں اور بعض بے حیا غلیظ زبان استعمال کرتے ہوئے حضرت سیّدہ ہاجرہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگاتے ہیں جو کہ ان کی غلیظ ذہنیت کا ثبوت ہے حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا نا صرف شاہی خاندان کی شہزادی تھیں بلکہ پاکیزگی وطہارت میں بے بھی بے مثال تھیں حقیقت یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جن رحموں سے آئے وہ سبھی پاک تھے یہ فرمانِ رسول ہے جو آپ آزر اور تارخ کے باب میں پڑھ چکے ہیں کہ میں پاک پشتوں اور پاک رحموں سے ہوتا ہوا آیا ہوں حضرت ہاجرہ کی اس سے زیادہ اور کون بیان کرسکتا ہے کہ آپ حضرت اسماعیل علیہ السلام کے لئے پانی ڈھونڈنے کے لئے صفا اور مروہ کی پہاڑیوں پر سات مرتبہ دوڑتی ہیں اور اسی دوڑنے کو اللہ تعالیٰ حج کا ایک رکن بنا دیتا ہے۔

Marfat.com

رہے صحابہ کرام کے اقوال تو اقوالِ صحابہ میں سینکڑوں اختلافات موجود ہیں بعض تو ان کے نام غلط اقوال بھی لگائے گئے ہیں اگر یہ اقوال صحابہ کے ہوں بھی تو بھی سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسی فرمان انا ابن الذ بیحین کے بعد کسی کے قول کی گنجائش نہیں رہتی حضرت اسماعیل علیہ السلام کے ذبیح ہونے پر اجماعِ اُمّت ہے اور اِجماعِ امت میں بھی اتنی طاقت موجود ہے جسے جھٹلانا کسی بھی مؤرّخ یا محقق کے بس میں نہیں ہوسکتا۔

ان کی مجبوری ہے

یہودیوں کا حضرت ہاجرہ اور حضرت اسماعیل پر معترض ہونا ان کی فطری مجبوری سے حالانکہ حضرت ہاجرہ بادشاہ مصر جبار کی صاحبزادی تھیں اور پاکباز خاتون تھیں جن پر بہتان لگائے گئے۔

بنی اسرائیل خود انبیاء کے قاتل تھے ان سے حُرمتِ انبیاء کے بارے میں توقع رکھنا عجیب بات ہے۔

ان باتوں کے بعد اگرچہ وضاحت کی گنجائش نہیں لیکن پھر بھی اولاد اسماعیل علیہ السلام ہونے کے ناطے سید افتخار الحسن زیدی کہتا ہے کہ حضرت اسحاق کے قدموں پر میری جان قربان! لیکن جنہیں ذبیح اللہ کہا جاتا ہے وہ حضرت اسماعیل علیہ السلام ہیں۔

معالم التنزیل کا حوالہ

تفسیر معالم التنزیل میں ہے کہ حضرت عُمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے ایک یہودی عالم سے جو بعد میں مُسلمان ہو گئے تھے دریافت کیا کہ بتاؤ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے کس بیٹے کو ذبح کرنے کا حکم دیا گیا ؟

فقال اسماعیل اس نے کہا ! حضرت اسماعیل پھر اس نے کہا یا امیر المومنین ! یہودی اس بات کو جانتے ہیں یہودیوں کو اس بات میں حسد ہوتا ہے کہ

ان یکون ابا کم الزی کان من امر اللّٰہ تعالیٰ

بذبیحہ

کہ وہ آپ کے باپ ﴿اسماعیل﴾ کو ذبیح اللہ مانیں

﴿ کیونکہ ﴾ عمر بن عبدالعزیز بھی بنی اسماعیل سے تھے

اور عربی تھے ﴾

وہ کہتے ہیں کہ جس بیٹے کو ذبح کرنے کا حکم دیا گیا تھا وہ حضرت اسحاق علیہ السلام تھے۔

دلیل خُود دُنبہ ہے

حالانکہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کے ذبیح اللہ ہونے کی اس سے

بڑی دلیل کیا ہو سکتی ہے۔

ان قرنی الکبش کانا منوطین بالکعبة فی ایدی
بنی اسماعیل

کہ وہ مینڈھا جس کی قربانی کی گئی تھی اس کے دونوں سینگ کعبے کے اندر لٹکے ہوئے تھے جو اولاد حضرت اسماعیل علیہ السلام کے قبضے میں تھے۔

﴿تفسیر معالم التنزیل جلد۴ ص ۳۳﴾

مزید دلائل

Marfat.com

پس ثابت ہوا کہ ذبیح اللہ حضرت سیدنا اسماعیل علیہ السلام ہی ہیں معالم التنزیل ہی میں ہے جناب اصمعی کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابو عمرو بن علا سے پوچھا کہ ذبیح اللہ حضرت اسماعیل تھے یا حضرت اسحاق حضرت ابو عمرو نے فرمایا اے اصمعی! تمہاری عقل کہاں چلی گئی؟

متیٰ کان اسحاق بمکة انما کان اسماعیل بمکة

حضرت اسحاق علیہ السلام مکہ میں کہاں تھے وہ تو اسماعیل علیہ السلام مکہ میں تھے۔

هذا الذی بنی البیت مع ابیه

حضرت اسحاق مکہ میں نہیں تھے

حضرت اسماعیل علیہ السلام نے اپنے والد کے ساتھ مل کر بیت اللہ کی تعمیر کی تھی لہٰذا محترم قارئین ! اب بھی کوئی شخص حضرت اسحاق علیہ السلام کی قربانی کی صرف ضعیف نہیں صرف متروک نہیں صرف موضوع نہیں بلکہ نہایت ہی خلاف واقعہ اور خلاف عقل روایت پر اپنا عقیدہ رکھتا ہے تو یہ اس کی ذہنی جہالت قلبی نفرت ہو سکتی ہے کیونکہ تمام حقائق...... تمام شواہد...... زیادہ روایات ...... قرآنِ پاک سے کنایۃً ثبوت ...... احادیث طیبہ سے تصدیق...... اقوال بزرگان دین ...... علما کا اتفاق...... اجماعِ اُمّت ...... یہ سب اس قدر مضبوط دلائل ہیں کہ جن کے بعد کوئی گنجائش نہیں ہے ...... پکّی بات چھوڑ کر کچّی بات قبول کرنے کی۔

درویش لاہوری علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے اس منیٰ کی قربانی کا ذکر اس شعر میں کیا۔

غریب و سادہ و رنگیں ہے داستانِ حرم
نہایت اس کی حسینؑ ابتدا ہے اسماعیلؑ

ایک اور دلیل

سورۃ الصّافات میں جس بردبار بیٹے کی بشارت دی گئی ہے وہ حضرت

Marfat.com

اسماعیل علیہ السلام ہیں اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پہلے بیٹے ہیں اور اس پر تو تمام مذاہب کا اِتفاق ہے کہ جب حضرت اسماعیل علیہ السلام پیدا ہوئے اس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عُمر مُبارک چھتّر برس تھی اور جب حضرت اسحاق علیہ السلام پیدا ہوئے اس وقت آپ کی عُمر مبارک سو برس تھی جبکہ قرآن پاک میں حکم اکلوتے بیٹے کو قربان کرنے کا دیا گیا ہے دوسری بات یہ کہ جب حضرت اسحاق علیہ السلام کی خوشخبری دی گئی تو ساتھ ہی اسحاق علیہ السلام کے صاحبزادے حضرت یعقوب علیہ السلام کی بھی خوشخبری دی گئی جیسا کہ سورۃ ہود آیت ۷۱ میں ہے۔

فَبَشَّرْنٰهَا بِاِسْحٰقَ وَمِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ یَعْقُوْبَ ○

پس ہم نے ﴿ابراہیم کی بیوی حضرت سیّدہ سارہ کو﴾ اسحاق کی بشارت دی اور اسحاق کے بعد یعقوب کی بشارت دی۔

غور فرمائیں ! جس بیٹے کی اگلی نسل کی بھی بشارت اللہ تعالیٰ دے رہا ہو کیا اس بیٹے کی قربانی طلب فرما سکتا ہے؟ نہیں کیونکہ اسحاق کے تو بیٹے کی بھی بشارت دے دی اگر حضرت اسحاق علیہ السلام کی قربانی مانگنا مقصود ہوتا پھر تو قربانی کا تصوّر بھی نہیں رہتا کہ جس بیٹے کی قربانی مانگی جا رہی ہے اس کی آئندہ نسل چلنے کی بشارت دی جا چکی ہے۔

معلوم ہوا قربانی حضرت اسماعیل علیہ السلام کی تھی حضرت اسحاق علیہ

Marfat.com

السلام کی نہیں تھی۔

حضرت گرامی! جہاں قربانی ہو رہی ہے وہاں اسحاق علیہ السلام کی موجودگی کا تصوّر بھی نہیں پھر ہٹ دھرمی سے کہے جانا کہ اسماعیل علیہ السلام ذبیح اللہ نہیں ہیں درحقیقت ایک افترا جھوٹ ہے۔

وفدینٰہ بذبحٍ عظیم

ایک حلیم لڑکے کی اللہ کی طرف سے خوشخبری پانے کے بعد جب وہ حلیم فرزند یعنی حضرت اسماعیل علیہ السلام کچھ جوان ہوئے ایک روایت کے مطابق ۱۰ دس ایک کے مطابق ۱۶ سال یعنی دس سال سے کم نہیں تھے سولہ سال سے زیادہ نہیں تھے سنِ بلوغت کو پہنچ رہے تھے...... کہ اللہ کے خلیل کو اچانک رات کو سوتے میں ایک خواب آیا کہ،

خواب میں حکم

اے اللہ کے خلیل اُٹھو...... اور اپنے بیٹے کو میری راہ میں اور میری رضا کو حاصل کرنے کے لئے قربانی کرو تین راتیں یہی خواب آتی رہی کہ کوئی اچھی سی پیاری شئے قُربان کرو۔

قم فقرب القربان لرب العالمین

اُٹھو اور اپنے پروردگار کے نام پر قربانی کرو۔

تین راتیں یہی خواب آتا رہا کہ کوئی پیاری شئے قربان کرو۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام خواب سے بیدار ہوئے تو بھیڑ بکریاں اور اونٹ قربان کرتے۔

سو بکریاں اور گائے قربان کیں

روایات میں آتا ہے پہلے دن حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سو بکریاں قربان کیں۔ اگلے دن پھر خواب آیا اگلے دن آپ نے بہت سی گائیں قربان کیں اور اونٹ کیئے تیسرے دن پھر یہی خواب آیا اور کہہ دیا گیا کہ میں ربّ دو جہاں ہوں...... بھیڑ بکریاں...... گائیں اونٹ لے کر راضی نہیں ہوگا...... میری رضا تو اسماعیل علیہ السلام کی قربانی اور اسے اپنے ہاتھ سے ذبح کرنے میں ہے

بیٹا قربان کرنے کی وجہ

علاّمہ معین الدین واعظ الکاشفی معارج النبوت جلد اول ص ۱۲۸ پر لکھتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے نذر مانی تھی کہ اللہ تعالیٰ ان کو بیٹا عطا فرمائے تو اس کو اللہ کی راہ میں قربان کریں گے قُدرت الٰہی سے انہیں فرزند عطا ہوئے یعنی اسماعیل علیہ السلام اور اسحاق علیہ السلام آپ نے نذر ادا نہیں فرمائی تھی تو آپ نے ایک رات خواب میں دیکھا کہ کوئی ان سے کہہ رہا ہے کہ اپنی نذر کے مطابق بیٹے کی قربانی کیجئے۔

Marfat.com

ایک اور روایت

حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے پاس ایک گائے تھی اس کا بچھڑا نہایت خوبصورت تھا جس سے ہر شخص پیار کرتا تھا یہ گھرانے کی آنکھوں کا تارا تھا اس کی خوبصورتی کے اضافہ کے لئے طرح طرح کی کوششیں کی جاتیں کبھی اسے مہندی لگائی جاتی اس گائے کو اپنے بچھڑے سے اس قدر محبت تھی کہ جب تک اس کے سامنے بچھڑا نہ ہوتا وہ چارا نہ کھاتی۔

ایک مرتبہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے گھر میں کچھ مہمان آئے آپ نے جلدی میں اسی بچھڑے کو ذبح کر دیا اور عجیب یہ ہوا کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس بچھڑے کو ذبح کیا تو اس وقت بچھڑے کی ماں وہیں تھیں...... جب اس گائے کے سامنے بچھڑا ذبح ہوا تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم دیا کہ تم بھی اپنے بیٹے کو قربان کرو۔

مُحبّت کا غلبہ

حضرت ابراہیم علیہ السلام ایک مرتبہ اپنے صاحبزادے حضرت سیدنا اسماعیل علیہ السلام سے محبّت فرما رہے تھے۔

روضۃ الشہداء جلد اول ص ۵۹ پر ہے

حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی نگاہ مبارک جب رُخِ اسماعیل علیہ

Marfat.com

السلام پر پڑی ...... انہوں نے آپ کے رُخساروں کو دیکھا جو پُھول کی طرح شگفتہ تھے ...... چہرے کا مشاہدہ کیا جو چودھویں کے چاند سے زیادہ درخشندہ تھا اورتابندہ تھا۔ بشری طبیعت اور محبت پدری متحرک ہوگئی۔

یعنی آپ کو اپنے لخت دل حضرت اسماعیل علیہ السلام پر پیار آ گیا پدری محبّت نے جوش مارا۔ پھر کیا ہوا۔ غیرتِ الٰہی بھی سلسلۂ محبّت کو حرکت میں لے آئی۔ ہر چیز کی فطرت ہوتی ہے محبّت کی فطرت ابتلاء ہے۔ جب محبّت کسی طرف آتی ہے تو آزمائشوں اور ابتلاؤں کی آمد شروع ہو جاتی ہے

چنانچہ محبّت اسماعیل کی وجہ سے اللہ تبارک وتعالیٰ نے قربانی کا حکم دے دیا کہ میرا خلیل ہو...... دعویٰ محبّت مجھ سے کرے ..... اب اسے اپنی سب سے محبوب چیز قربان کرنی ہوگی ...... وہ محبوب کون ہے؟..... وہ محبوب اسماعیل ہے علیہ الصلوٰۃ والسلام۔

انبیاء کا خواب وحی ہوتا ہے

حضرات محترم ! غور فرمائیں کہ قُربان کرنے کا حکم براہِ راست بیداری میں نہیں دیا گیا حضرت ابراہیم علیہ السلام اللہ کے نبی تھے اللہ کے پیغمبر تھے اولا العزم پیغمبر تھے آپ کے پاس کیا فرشتے نہیں آتے تھے؟..... آتے تھے جبریل امین وحی خدا لے کر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آتے تھے لیکن قربانی کا حکم براہِ راست بیداری میں نہیں دیا گیا بلکہ خواب میں دیا گیا۔

Marfat.com

اس کی دو وجوہات ہیں۔

پہلی یہ...... کہ دنیا کو پتا چل جائے...... کہ رویأ الا نبیاء حق...... کہ انبیاء علیہم السلام کے خواب حق اور وحیٔ الٰہی ہوتے ہیں۔

دشوار منزل

دُوسری یہ...... کہ اپنے لختِ جگر کو...... جسکو آخری عُمر کے حصّے میں التجائیں کر کے حاصل کیا گیا ہو اور جب وہ بڑھاپے کا سہارا بننے کے لائق ہو تو اس کو خود اپنے ہاتھ سے قربان اور ذبح کرنا ایک باپ کے لئے کوئی معمولی کام نہیں ہے بلکہ یہ منزل بڑی دشوار ہوتی ہے۔

ایک مرتبہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے گھر میں کچھ مہمان آئے آپ نے جلدی میں اسی بچھڑے کو ذبح کر دیا اور عجیب یہ ہوا کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس بچھڑے کو ذبح کیا تو اس وقت بچھڑے کی گائے ماں وہیں تھی جب اس گائے کے سامنے بچھڑا ذبح ہوا تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم دیا کہ تم بھی اپنے بیٹے کو قربان کرو۔

محبت کا غلبہ

کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ایک مرتبہ اپنے صاحبزادے حضرت سیدنا اسماعیل علیہ السلام سے محبت فرما رہے تھے۔

Marfat.com

روضۃ الشہداء جلد اول ص ۵۹ یہ ہے۔

حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی جب نگاہ رخ اسماعیل علیہ السلام پر پڑی اور انہوں نے آپ کے رخساروں کو دیکھا جو پھول کی طرح شگفتہ تھے چہرے کا مشاہدہ کیا جو چودھویں کے چاند سے زیادہ درخشندہ تھا اور تابندہ تھا طبیعتِ بشری اور محبّتِ پدری متّحرک ہوگئی۔

یعنی آپ کو حضرت سیدنا اسماعیل علیہ السلام پر پیار آگیا پدری محبّت نے نے جوش مارا...... پھر کیا ہوا...... غیرتِ الٰہی بھی سلسلۂ محبّت کو حرکت میں لے آئی جب محبّت کسی طرف آتی ہے تو آزمائشیں بھی آتی ہیں تو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے خلیل کی آزمائش کیا اور خود اپنے خلیل کو حکم فرمایا

اور پھر خواب بھی بذریعہ جبریل علیہ السلام حکم نہیں فرمایا گیا بلکہ خود ذاتِ خداوندی نے ارشاد فرمایا تاکہ اگر جبریل علیہ السلام سے کہا گیا...... کہ تُم میرا پیغام میرے خلیل کو دے دو کہ وہ اپنے لختِ جگر اسماعیل کو راہِ خُدا میں ذبح کر دے...... رضائے الٰہی کے لئے...... تو ہوسکتا ہے کہ جبریلِ امین یہ کہہ کر خاموش ہوجاتے کہ یا اللہ! جس حلیم بیٹے کی بشارت تُو نے مُجھ سے اپنے خلیل کو دلوائی تھی اَب اُسی بیٹے کو ذبح کرنے کا حکم میں کیسے دوں۔

چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام خواب سے بیدار ہوئے۔

چہرہ پر حزن نہیں تھا۔

چہرے پر ملال نہیں تھا۔

دماغ میں وسوسہ نہیں تھا۔

بدن میں اُداسی نہیں تھی۔

آنکھوں میں بے کسی نہیں تھی۔

دل میں بے بسی نہیں تھی۔

بلکہ خُوشی و مسرّت ...... میں جُھوم رہے تھے کہ اگر میرا پروردگار میرے فرزند کی قربانی سے راضی ہو جائے تو میرے لئے اِس سے بڑھ کر خوشی اور کیا ہوسکتی ہے۔

خلیل کی اللہ سے محبّت

کون نہیں جانتا...... کس کو معلوم نہیں ...... کہ خلیل کو اللہ تعالیٰ کی ذاتِ اقدس سے کس قدر محبّت تھی۔

مقامِ محبّت ابراہیم بیان کرنے کے لئے ایک پورا صحیفہ تحریر کرنا پڑے گا وہ ابراہیم علیہ السلام ......جن کی زندگی کا ہر لمحہ یادِ محبوب میں رہا جن کا سفر اللہ کی محبت کے لئے۔

جن کا سفر ربّ کی محبت کے لئے ......جن کا کھانا اسکی محبت کے لئے جن کا پینا اللہ کی رضا کے لئے......جن کا آنا رضائے الٰہی میں ...... جن کا بُت کدے میں جانا رضائے الٰہی کے لئے ......جن کا آزر کے سامنے ڈٹ جانا رضائے الٰہی کے لئے......جن کا نمرود سے مناظرہ کرنا رضائے الٰہی کے لئے۔

جن کا آگ میں بے خطر کودنا رضائے الٰہی کے لئے...... سب عشقِ الٰہی اور محبّتِ الٰہی کے لئے۔ حضرت ابراہیم محبّتِ ذاتِ خُدا میں گم تھے۔

بارہ ہزار ریوڑ

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا کاروبار بکریوں کی تجارت تھا...... بکریاں بڑھتی گئیں ...... یہاں تک کہ آپ کے بارہ ہزار بکریوں کے ریوڑ تھے ...... حضرت سیّدنا جبریل امین علیہ السلام ایک سائل کی شکل میں آپ کے پاس آئے جب آپ اپنے ریوڑ چرا رہے تھے۔

حضرت جبریل نے فرمایا! یہ ریوڑ کس کے ہیں؟

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا! اللہ کی امانت اور میرے پاس ہے

حضرت جبریل علیہ السلام نے فرمایا! کیا میرے ہاتھ بیچو گے ؟

فرمایا! میرے دوست کا نام لو۔

حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب دوست کا نام سنا تو جذبہ محبّت اس قدر طاری ہوا...... کہ آپ نے حضرت جبریل علیہ السلام کو چار ہزار ریوڑ صرف دوست کا نام لینے پر ہبہ کر دیئے ......اور فرمایا میرے دوست کا پھر نام لو حضرت جبریل امین علیہ السلام نے سبحان الملك القدوس کہا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرطِ محبت و عشق الٰہی میں چار ہزار ریوڑ اور حضرت جبریل کو تحفہ دے

دیئے۔

تمام دولت لے لو

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا ایک مرتبہ پھر میرے دوست کا نام لو اور میری تمام دولت لیجاؤ۔

جب حضرت جبریل نے تیسری مرتبہ ذکرِ خداوندی کیا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا میرے سامنے پھر میرے دوست کا ذکر کرو مجُھے اپنا غُلام بنا لو۔ اُس وقت اللہ تعالیٰ نے حضرت جبریل امین علیہ السلام کو خطاب فرمایا کہ اے جبریل! تُو نے دیکھا میرے خلیل کو اور اس کی محبّت کو۔

جبریل حیران ہیں پھر حضرت جبریل امین علیہ السلام نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا حضور میں جبریل ہوں صرف امتحان کی غرض سے حاضر ہوا تھا ورنہ مجھے آپ کی ان بکریوں کی کوئی حاجت نہیں یہ مال آپ ہی کو مبارک ہو۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا اے جبریل جو مال میں دوست کے نام پر دے چکا ہوں اب اُسے واپس نہیں لوں گا...... یہ فرما کر آپ نے تمام بکریاں اور بھیڑیں آزاد کر دیں۔

جس ہستی کو اللہ تبارک وتعالیٰ سے اس قدر پیار ہو تو اسے بیٹا قربان کرتے وقت خوشی ہی محسوس ہوئی تھی آپ کے لئے اس سے بڑی بات کیا ہو سکتی

تھی کہ اللہ تعالیٰ فرزند کی قُربانی سے آپ پر راضی ہو جائے۔

خلیل کا ہاجرہ کو حکم

معارج النبوۃ اول ص ۶۲۳ تاریخ الانبیاء ابن خلدون اول ص ۸۸ روضۃ الشہداء جلد اول ص ۵۸ تفسیر معالم التنزیل جلد چہارم ص ۳۴ تاریخ کامل ابن اثیر دوم ص ۶۳ تفسیر خازن جلد چہارم ص ۲۲ المستدرک حاکم جلد ۲ ص ۲۵۵ تفسیر الکشاف علامہ زمخشری جلد ۴ ص ۵۷ تذکرۃ الواعظین ص ۶۲۸ تفسیر المظہری قاضی ثناء اللہ پانی پتی جلد ۸ ص ۱۲۹ .

وفا شعار بیوی

حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اپنی وفا شعار بیوی حضرت ہاجرہ سے فرمایا کہ آج میرے بیٹے کو اچھی طرح بناؤ......سنوارو......غسل دو......اور نئے کپڑے پہناؤ کیونکہ آج ہم اپنے پیارے اسماعیل کو ایک اچھی جگہ لے کر جارہے ہیں۔

ایک روایت یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت ہاجرہ سے فرمایا اسماعیل کو تیار کرو اور دولہا بناؤ حضرت ہاجرہ نے عرض کی کہاں جارہے ہیں ؟

آپ نے فرمایا ! آج ہم نے ایک دوست سے ملنے جانا ہے۔

Marfat.com

وفا شعار......اور جانثار بیوی نے حکم کے مطابق بچہ کو غسل کرایا۔

خوب بناؤ سنگھار کر کے تیار کر دیا......اس کے بعد خلیل اللہ علیہ السلام نے ایک رسی اور چھری لی۔ حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے عرض کی۔

سرتاج...... دوست سے ملنے جاتے ہیں تو کوئی تحفہ لے کر جاتے ہیں......آپ نے رسی اور چُھری پکڑ لی یہ کیسی دوست نوازی ہے۔

آپ نے فرمایا ہاجرہ! ہوسکتا ہے وہاں قُربانی کی ضرورت پڑے یہ اس لئے لی ہے۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام صاف سُتھرا لباس زیب تن فرمائے ہوئے کھڑے تھے حضرت ابراہیم علیہ السلام کوہِ ابوقبیس کے منیٰ کے مقام پر کھڑے ہو گئے۔

پہاڑی پر سے دی آواز اسمٰعیل اِدھر آؤ
اِدھر آؤ خُدائے پاک کا اِرشاد سُن جاؤ
پدر کی یہ صدا سن کر پسر دَوڑا ہُوا آیا
رکا ہرگز نہ اسمٰعیل گو شیطاں نے بہکایا

شیطان کی آخری کوشش

شیطان نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو بہکانے کی کوشش کی آپ

اپنے والدِ گرامی کے پیچھے چل رہے تھے شیطان نے کہا اسماعیل ! تُمہیں معلوم ہے تمہارے والد تمہیں کہاں لے جارہے ہیں؟

آپ نے فرمایا! ہاں معلوم ہے؟ اپنے ایک دوست کی ملاقات کے لئے جارہے ہیں۔

اُس نے کہا! نہیں وہ تُجھے ذِبح کرنے کے لئے لے جارہے ہیں یہ جو رسی اور چھری اُنہوں نے ساتھ لی ہے صرف اس لئے کہ تجھے قربان کردیں۔

آپ نے فرمایا! بھلا کوئی باپ بھی اپنے بیٹے کو ذبح کرتا ہے؟

اُس نے کہا! اُنہیں اللہ کا حکم ہے۔

جواب لاجواب

آپ نے فرمایا! اگر اللہ کا حکم ہے تو اسماعیل کی سو جانیں بھی اسی پر نثار ہیں ابلیس خوار ہو کر چلا گیا۔

محترم قارئین! حلیم باپ کا حلیم بیٹا۔

سعادت مند باپ کا سعادت مند بیٹا۔

عظیم باپ کا عظیم بیٹا...... افضل باپ کا افضل بیٹا

کیسا جواب دیا ابلیس کو وہ آپ پر اپنا وسوسہ نہ ڈال سکا ناکام ہو کر دفعان ہو گیا۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام اپنے والدِ گرامی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس پہنچے۔

Marfat.com

خلیل کی بیٹے سے گفتگو

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا۔ بیٹا! میں نے آج رات ایک سہانا خواب دیکھا ہے یہ خواب میری زندگی کی کتاب کا سنہری باب ہے

عرض کی! ابا حضور کھل کر بیان کریں۔

فرمایا!

یہ دیکھا ہے کہ میں خُود آج تجھ کو ذبح کرتا ہوں
خُدا کے نام سے تیرے لہو میں ہاتھ بھرتا ہوں

بس! پھر کیا تھا! فرزند ارجمند نے نہ سوچا...... نہ تامل کیا نہ کوئی پریشانی...... نہ گھبراہٹ فوراً

سعادت مند بیٹا جُھک گیا فرمانِ باری پر
زمین و آسماں حیران تھے طاعت گذاری پر

اور ہوتے بھی کیوں نہ...... جبکہ وہ کوئی نافرمان بیٹا نہیں تھا ماں باپ کا بے ادب گستاخ لڑکا نہیں تھا بلکہ حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کا اطاعت گذار...... فرمانبردار اور حلیم لخت جگر تھا۔

یہ اسماعیل تھا...... ابراہیم کا بیٹا

باپ بھی نبی...... بیٹا بھی نبی

باپ بھی پیغمبر...... بیٹا بھی پیغمبر

باپ بھی اطاعت گذار...... بیٹا بھی اطاعت گذار

باپ بھی فرمانبردار...... بیٹا بھی فرمانبردار

باپ بھی سعید...... بیٹا بھی سعید

باپ خلیل ہے...... بیٹا اسماعیل ہے

کون اسماعیل! جس کی پرورش اللہ کی ولیہ نے کی

کون اسماعیل! جس کو آداب کسی دُنیاوی اُستاد نے نہیں سکھائے

کون اسماعیل! جو کسی اسکول سے نہیں پڑھا۔

درویش لاہوری علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب شعر لکھا۔

یہ فیضان نظر تھا یا کہ مکتب کی کرامت تھی
سِکھائے کس نے اسماعیل کو آدابِ فرزندی

اور پھر کیا ہوا۔

سعادت مند بیٹا جُھک گیا فرمانِ باری پر
زمین و آسماں حیران تھے طاعت گذاری پر

اسماعیل کا لفظی معنیٰ

حضرات گرامی!

لُغات کی کُتب میں دیکھ لیں...... اسماعیل کا معنیٰ ہی اطاعت گذار ہے

اور اطاعت گذار دُنیاوی نہیں...... بلکہ اللہ تعالیٰ کا اطاعت گذار جس کا نام ہی

اسماعیل ہو......تو پھر یہی ہونا تھا۔

زمین و آسماں حیران تھے اطاعت گذاری پر

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب یہ فرمایا کہ بیٹا میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ تجھے اللہ کے حکم سے ذبح کر رہا ہوں۔

بڑے ہی تحمّل مزاج جیسے جواب دیا۔

ابّا جان! پھر دیر کسی ہے؟ جو کچھ حکم ملا ہے کر گذریئے۔

سَتَجِدُنِیْ اِنْشَآءَ اللّٰہُ مِنَ الصّٰبِرِیْنَ

انشاءاللہ آپ ہر حالت میں مجھے صابر پائیں گے۔

مرتبۂ صابر

حلیم ہونے کے ساتھ اگر مُجھے صابر ہونے کا رُتبہ بھی مل جائے تو مُجھے اور کیا چاہئے...... وہ بھی اللہ کی خُوشنودی حاصل کرنے کے لئے ...... اور رضائے الٰہی کے پیش نظر تو میرے لئے اور خوش قسمتی کیا ہو گی؟

دونوں باپ بیٹا راضی ہو گئے باپ ذبح کرنے کے لئے ...... بیٹا ذبح ہونے کے لئے...... فلما اسلما...... جب دونوں نے تسلیم و رضا کی وادی میں قدم رکھّ دیا تو۔

﴿سورۃ الصافات تفسیر روح البیان جلد۳ ص ۳۱۳﴾

Marfat.com

ابلیس کا خلیل کے پاس آنا

انہ رمی الشیطان جین تعرض لہ بالوسوسۃ عند

ذبح ولدہ

کہ شیطان اس نیکی کے راستہ میں دیوار بن کر کھڑا ہو گیا

اور حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہنے لگا۔

اللہ کے خلیل...... ہوش کرو اپنی ضعیفی کا عصا اپنے ہاتھ سے توڑنے لگے ہو؟ اور اپنے بڑھاپے کا سہارا اخود برباد کرنے لگے ہو!

کیا کسی باپ نے ایسا کیا ہے کہ وہ اپنے ہاتھ سے اپنے ہی معصوم لخت جگر کے گلے پر چھری چلائے۔

خلیل اللہ کا جواب

خلیل اللہ علیہ السلام نے جواب دیا۔ مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے۔

شیطان نے سوال کیا کس طریقہ سے اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے بیداری کے عالم میں...... یا نیند کے عالم میں جاگتے میں یا سوتے میں۔

جواب دیا۔انی اریٰ فی المنام خواب میں

شیطان نے کہا! یہ کوئی شیطانی وسوسہ ہوگا اگر اللہ کا حکم ہوتا تو بیداری کے عالم میں ہوتا اور ولی کے ذریعے ہوتا۔

Marfat.com

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا۔نہیں ۔ کیونکہ رویائے انبیاء حق ہیں کہ اللہ کے نبیوں کی خواب بھی سچ ہوتی ہے اور وحی الٰہی ہوتی پھر اللہ کے خلیل حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے پورے پورے جلال کے ساتھ پوچھا! تو کون ہے؟

جو میرا راستہ روک رہا ہے مجھے خدائے حکم کی تعمیل میں دیوار کھڑی کر رہا ہے؟

شیطان نے کہا"انا ابلیس"

سات کنکریاں ماریں

تو سات کنکر مارے حضرت اِبراہیم علیہ السّلام نے......آپ نے زمین سے کنکر اُٹھائے......وہ سات تھے آپ نے ساتوں ابلیس کو مارے اور فرمایا دفع ہو جا یہاں سے۔

حضرت خلیل اللہ علیہ السّلام کے سات کنکر ابلیس لعین کو مارے ہوئے قیامت تک کے لئے سُنّتِ اِبراہیمی بنا دیئے گئے!

ابلیس زوجۂ خلیل کے پاس

یہاں سے نا اُمید ہو کر اور اپنی شیطانی دیوار کو منہدم ہوتا دیکھ کر وہ حضرت حاجرہ اور حضرت اسماعیل علیہم السّلام کو ورغلانے......وسوسہ میں ڈالنے

Marfat.com

اور نیکی اور ثواب کے اس راستہ سے ہٹانے کے لئے آ گیا۔

❀ نزہۃ المجالس جلد اول ص ۱۲۹ ❀

فلما خرج بہ جآء ھا الشیطان وقال یا ھاجرہ ان

ابراھیم یرید ذبح اسماعیل

اے ہاجرہ جانتی ہو! آج ابراہیم علیہ السلام اسماعیل علیہ السلام کو بنا

سنوار کر کہاں لے گئے ہیں۔

قَالَتْ لَا فرمایا نہیں

شیطان نے کہا! اسماعیل علیہ السلام کو ذِبح کرنے کے ارادہ سے لے

گئے ہیں۔

حضرت ہاجرہ نے کہا! وہ کیوں؟

شیطان نے کہا! زعم ان اللہ تعالیٰ امرہٗ اس کا وہم وخیال ہے کہ

اسے اللہ تعالیٰ نے ایسا کرنے کا حکم دیا ہے۔

حضرت ہاجرہ نے فرمایا! قالت سلمنا امر اللہ

ہمیں اللہ کے حکم پر پورا پورا یقین ہے۔

اور اس پر ہمارا سر تسلیم خم ہے۔

فلحق اسمٰعیل ! شُیطان لعین۔ حضرت ہاجرہ سے مایوس ہو کر

حضرت اسماعیل علیہ السلام کے پاس جا پہنچا اور وہی الفاظ دہرائے جو حضرت

ہاجرہ سے کہے تھے حضرت اسماعیل علیہ السلام نے بھی وہی جواب دیا جو کہ ان

Marfat.com

کی والدہ ماجدہ نے دیا تھا۔

کہ میں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور اسکے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے قربان ہونے کو تیار ہوں۔

ابلیس دوبارہ خلیل کے پاس آیا

یہاں سے بھی نا اُمید ہو کر حضرت اِبراہیم علیہ السلام سے جا ملا اور کہنے لگا اپنی زندگی کے آخری سہارے اور اپنے اس لختِ جگر کو ذبح کرنے لگے ہو جسے تُم نے اللہ تعالیٰ سے مانگ کر لیا ہے۔

رَبِّ هَبْ لِیْ مِنَ الصّٰلِحِیْن

شیطان نے پھر کہا! جاء ك الشيطن فی المنام

کہ ہوسکتا ہے کہ خواب میں آپ کے پاس شیطان آیا ہو اور اسنے آپ کو یہ حکم دیا ہو۔

اليك عنی يا عود الله

کہ میری طرف سے وہ تُجھ پر لعنت ہے اور اے اللہ کے دشمن مجُھ سے دُور ہو جا۔

حضرت اسماعیل کی وصیّت

اور پھر حضرت اسماعیل علیہ السلام نے اپنے والد مکرم سے کہا!

Marfat.com

ارفع قیمیصی الی اُمی

کہ میری قمیض میری امی جان کو دے دیجئے گا

واقرابھا السّلام منی

اور میری والدہ محترمہ کو میرا اسلام بھی پہنچا دیجئے گا۔

اور اگر فان سا لتك عنی میری اماں جان آپ سے میرے متعلّق سوال کریں تو انہیں جواب دیجئے گا۔

ترکتہ عند من ھو خیر منکم منی

کہ میں اسے ایسے مہربان کے پاس چھوڑ آیا ہوں جو کہ تم سے بھی اور مجھ سے بھی بہتر ہے ۔یعنی اللہ تعالیٰ کے حوالے کر آیا ہوں۔

شاہنامہ اسلام...... حفیظ جالندھری مرحوم نے اس قربانی کے دردناک واقعہ کی خوب منظر کشی اور اس ذبحِ عظیم کے پرسوز حادثہ کی خوب تفسیر کی ہے۔

عجَب ہشاش تھے دونوں رضائے ربّ عزّت پر
تامل یا تذبذب کچھ بھی نہ تھا دونوں کی صُورت پر
کہا فرزند نے اے باپ اِسماعیل صابر ہے
خُدا کے حکم پر بندہ لئے تعمیل حاضر ہے

تفسیر کبیر جلد ۷ ص ۱۵۲۔۱۵۳...... حضرت اسماعیل علیہ السلام نے عرض کی...... ابّا جان! یاابت اشدد رباطی فی

مجُھے رسی سے باندھ لیجئے تا کہ اگر چھُری کے نیچے تڑپوں تو آپ کو رحم نہ آ جائے۔

واكفف عنی سيا بك

اور اپنے کپڑے بھی مجھ سے بچا کر رکھیں تا کہ میرے خُون کے قطرے آپ کے لباس اطہر پر نہ گریں۔

اس وقت حضرت اسماعیل علیہ السلام کی عُمر شریف صرف سات برس تھی یا پھر تیرہ سال روایات میں میں سات سے تیرہ سال تک کا ذکر ملتا ہے وله بلجبین پھر باپ نے بیٹے کو پیشانی کے بل لٹالیا۔

بیٹے نے عرض کی......ابا حضور! مجُھے اوندھا لٹالیں۔

پُوچھا......بیٹا کیوں؟

جواب دیا کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ کو میری صُورت دیکھ کر رحم آ جائے اور آپ کے ہاتھ سے چھُری نیچے گر جائے۔

اسماعیل کو دیکھ لو

مُحترم قارئین! کیسا بیٹا ہے! اگر حلم کی دولت......

بُردباری کی نعمت

صبر کی ثروت

اطاعت کا جذبہ

Marfat.com

ریاضت کی محبّت

اِیثار کی رفعت

محبّت کی صداقت

اُمر کی اطاعت

نبوّت کی طلعت

خلیل اللہ کی رفاقت

پیغمبری کی نیابت

نَسب کی نجابت

زَمزم کی کرامت

گُلشن رسالت کی بسالت

مقام نبوّت ولائت کسی ایک شخص میں دیکھا ہو۔

کسی ایک ہستی میں دیکھنا ہو

کسی ایک ذات میں دیکھنا ہو

تو دیکھ لو...... منیٰ کے میدان میں پیشانی کے بل لیٹا ہوا ہے یہ اسماعیل علیہ السلام ہے...... جو اپنے باپ کو درس قربانی دے رہا ہے جو اپنے باپ کو...... قربانی کا طریقہ بتا رہا ہے۔

آخرکار...... باپ نے ایسا ہی کیا۔

اور پھر

Marfat.com

پچھاڑا اور گھٹنا سینۂ معصوم پر رکھا
چھُری پتّھر پہ رگڑی ہاتھ کو حلقوم پر رکھا

آسمان کے فرشتوں نے جب یہ المناک نظارا دیکھا تو ان کی چیخیں نکل گئیں......اور زمین و آسمان کانپ گئے۔

کوئی فرشتہ قُربان نہیں ہوا

سیّد افتخار الحسن کہتا ہے کہ شائد اسی لئے بھی آج تک کوئی فرشتہ اللہ کے نام پر اس طرح قُربان ہوتا نہ دیکھا گیا جس طرح دونوں باپ بیٹے خُدا کے نام پر اپنے آپ کو قُربان ہونے اور کرنے پر مائل ہیں۔

عجب انسان ہیں دونوں صبر و رضا کے پیکر۔

رضائے الٰہی کی خاطر باپ ذبح کرنے پر خُوش...... بیٹا قربان ہونے پر راضی۔

﴿نزہۃ المجالس جلد اول ص ۱۷۰﴾

وفتحت ابواب الجنة

اور جنّت کے دروازے کھول دیئے گئے۔

کیوں کھولے گئے دروازے تاکہ فرشتے دیکھ لیں۔

پہلے آسمان کے فرشتے بھی دیکھ لیں۔

دُوسرے آسمان کے فرشتے بھی دیکھ لیں۔

Marfat.com

جنّت کے فرشتے بھی دیکھ لیں

حُور و غِلمان بھی دیکھ لیں

کہ کیسا منظر ہے اور جان لیں کہ اللہ تعالیٰ کو صرف تُمہاری تسبیح و تحلیل حمد و ثنا......اور رکوع و سجود کی ہی ضُرورت نہیں ہے اُسے تو ایسے بندے بھی چاہئیں۔

جوان صفات کے ہوں کہ خواب کو بھی وحی الٰہی سمجھ کر قُربانی کے جذبہ سے سرشار ہو کر میری خُوشنودی اور رضا حاصل کرنے کی خاطر ایک باپ اپنے بیٹے کو ذبح کرنے پر تیّار ہو جائے اور بیٹا اپنے باپ کی بات پر یقین رکھتے ہوئے اور اطاعت گذاری کا ثبوت دینے کے لئے اللہ کی راہ میں قربان ہو جانے پر فخر کرے۔

اور پھر حضرت ہاجرہ جیسی مقدّس ماں بھی چاہیے جو شیطان کے جال کو توڑ کر اپنے لختِ جگر کو خدا تعالیٰ کے حکم کی تعمیل میں اپنے وفا دار بیٹے کو ذبح کروا کر بھی غمگین اور اداس نہ ہو۔

وقیل اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اللہ کریم نے حضرت جبریل علیہ السلام کو وحی بھیجی کہ جاؤ۔

اذ که و ان قطعت السکین عنه شیا لا محونك من دیوان الملائکة

فوراً جاؤ اور دونوں باپ بیٹے کو پکڑ لو......اور اگر چھری نے اسمٰعیل علیہ السلام کا ایک بال بھی کاٹا تو فرشتوں کے دفتر سے تمہارا نام کاٹ دیا جائے گا۔

Marfat.com

جلدی کیجئے

اسماعیل علیہ السلام نے کہا...... ابّا جان! عجلت کیجئے...... جس کام میں دوست راضی ہو...... اُسے تو جلدی کرنا چاہیے۔

اس کے بعد حضرت اسماعیل علیہ السلام نے دعا کی

یارب فدیت لك نفسی ورضیت بقضائك فقبل منی

اَے اللہ ہم نے اپنی جان تیری رضا کے لئے پیش کر دی تو اس کو قبول فرما لے پھر ابراہیم علیہ السلام سے کہا۔ بلا تردد چھری چلا دیجئے

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے چھری چلائی چھری نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے گلے مبارک کو نہیں کاٹا۔

ستر مرتبہ چُھری چلائی

رُوضۃ الشہداء جلد اوّل ص ۷۰ پر ہے روایات میں آتا ہے کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی گردن مبارک پر ستّر بار چھری کو پھیرا مگر اس چُھری سے گوشت پوست کا ایک ذرّہ بھی نہ کٹ سکا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے غضبناک ہو کر چُھری کو پھینکا چُھری نے بارگاہ خداوندی میں عرض کی یا ربّ! مجھے زبان عطا کر...... تیرے خلیل سے

Marfat.com

بات کرنی ہے...... چُھری چونکہ اُمرِ رَبّی کمال راضی تھی ...... لہٰذا اس کی دُعا قبول ہوئی ...... چُھری کو زبان ملی ...... چُھری نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے عرض کی اُے پیغمبر خدا...... آپ مجھ پر غضبناک کیوں ہوئے ؟

آپ نے فرمایا۔ تو چلتی کیوں نہیں؟ تو کاٹی کیوں نہیں! کیا تیرا کام کاٹنا نہیں ہے؟ چُھری نے کہا! جی ہاں میرا کام کاٹنا ہے میری فطرت کاٹنا ہے

فرمایا پھر کیوں نہیں کاٹتی؟

چُھری نے عرض کیا...... یا خلیل اللہ جب آپ کو آگ میں ڈالا گیا اس وقت آگ نے آپ کو نُقصان کیوں نہیں پہنچایا؟

آپ نے فرمایا ! آگ کو اللہ تعالیٰ کا حکم تھا کہ وہ مُجھے نہ جلائے۔

چُھری نے کہا ! آگ کو حکم ایک مرتبہ ہوا تھا کہ وہ نہ جلائے اور اُس نے نہیں جلایا جبکہ مُجھے ستّر مرتبہ حکم مل چکا ہے !

خرج لی سبعین مرة لاقطعی شیاً

کہ میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کی کوئی شے نہ کاٹوں۔

میرا اپنا شعر ہے جو کہ میں نے جامعہ نعیمیہ مراد آباد میں جناب جگر مراد آبادی مرحوم کی صدارت میں ہونے والی محفل مشاعرہ میں پڑھ کر رئیس المتغز لین جگر مراد آبادی سے داد وصول کی تھی۔

نہ اِحساسِ ایذا کچھ بھی ہوا وقتِ ذبح مُجھ کو
تہِ خنجر لگی تھی آنکھ اپنی چشمِ قاتل سے

Marfat.com

حضرت ابراہیم علیہ السّلام حیران تھے...... کیا ماجرا ہے...... ایسا کیوں

رہا ہے...... کیا کہیں اس امتحان میں فیل تو نہیں ہو رہا ؟

طرت کی بات

حضرات گرامی ! ضمناً ایک بڑی خُوبصورت بات عرض کرتا ہوں یہ

ہے فطرت کے حوالہ سے۔

چُھری کی فطرت ہے کاٹنا۔

علاّمہ مُعین کاشفی رحمۃ اللہ علیہ معارج النّبوۃ میں فطرت کے حوالہ سے

یہ فرماتے ہیں ! تھوڑے سے تغیر کے ساتھ یہ بات آپ کے دِلوں کے

لے کرتا ہوں۔

جنّت کی فطرت آرام ہے۔

آگ کی فطرت جلانا ہے۔

چُھری کی فطرت کاٹنا ہے۔

دَریا کی فِطرت ڈبونا ہے۔

معدہ کی فطرت ہضم کرنا ہے۔

جب بہشت کو پیدا کیا گیا...... تو اس نے عرض کیا ! میری طرح کوئی

ہمان نواز نہیں۔

ربّ نے فرمایا ! اگر تو مہمان نواز تھی تو نے آدم علیہ السلام کو جسم پوشی

Marfat.com

کے لئے لباس نہیں دیا۔

جب ہم نے آگ کو پیدا کیا......اُس نے عرض کیا ! میری طرح کوئی جلانے والا نہیں......اس کا غرور اس طرح ختم کیا کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو نارِ نمرود میں ڈالا گیا تو ہم نے اس سے کہا ! لاف زنی چھوڑ۔

جب چُھری کو پیدا کیا......اُس نے کہا ! مجھ سے زیادہ کاٹنے والی چیز نہیں......لیکن اس کا بھی دعویٰ غلط ہوا۔

ہم نے کہا ! تو حلقومِ اسماعیل پر کیوں نہیں چلتی ؟

ہم نے دریا کو پیدا کیا......اُس نے کہا ! مُجھ سے زیادہ ڈبونے کی صلاحیّت کس میں ہے ؟

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام دریائے نیل کو پار کر رہے تھے تو ہم نے پُوچھا ! اب تیری صلاحیت کہاں گئی ؟

معدہ نے پیدائش کے وقت کہا ! مُجھ سے زیادہ ہضم کرنے والا کوئی نہیں لیکن حضرت یُونس علیہ السلام کو مچھلی نے نگلا......تو ہم نے کہا ! اگر تُو اپنے دعوے میں سُچا ہے تو ہضم کر کے دِکھا۔

جب ہم نے مُوت کو پیدا کیا......اُس نے کہا ! میں قاطع حیات ہوں...... جب عزیر علیہ السلام کا معاملہ ہوا تو ہم نے کہا ! اگر تیری یہ صفت ہے تو عزیر کی حیات کو منقطع کیوں نہیں کرتی ؟

محترم قارئین ! فطرت خواہ کوئی ہو......فطرت خواہ کیسی ہو......

جب امرِ ربّی ہو جائے...... جب اللہ کے نبیوں کی بات آ جائے...... تو ہر چیز کی فطرت تبدیل ہو جاتی ہے...... فطرت بدل جاتی ہے۔

چُھری وجہِ آرام ہو جاتی ہے۔

آگ سلامتی والی ٹھنڈی ہو جاتی ہے۔

مَوت حیات کی علامت بن جاتی ہے۔

خواب سچّ کر دیکھا

ابراہیم علیہ السلام چھری چلا چلا کر تھک گئے...... امتحان کی ناکامی کے بارے میں خیال آیا ہی تھا کہ وحی آ گئی۔

صَدَّقْتَ الرُّؤْيَا

کہ...... اے ابراہیم علیہ السلام...... آپ نے خواب سچّ کر دکھایا بس اتنا ہی کافی ہے...... اس لئے کہ میرے حُکم کے بعد نہ تمہارے چہرے پر کوئی شکن آئی...... اور نہ ہی تیرے جانثار بیٹے کی پیشانی پر حُزن و ملال کے آثار دکھائی دیئے ہیں۔

وَسَلَامٌ عَلٰى إِبْرَاهِيمَ إِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ

اور ہماری طرف سے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر...... اس جذبہ تعمیل...... اور کامیابی پر انعام کے طور پر ہزاروں سلام ہوں...... کیونکہ وہ ہمارے کامل الایمان بندوں میں سے ہے۔

Marfat.com

تکبیر

حضرات گرامی !

جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے چُھری چلائی تو اس وقت حضرت جبریل امین علیہ السلام کی زُبان اقدس سے یہ جملہ نکلا اللہ اکبر اللہ اکبر۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام نے کہا لَا اِلٰہ الا اللہ اللہ اکبر اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا وللہ الحمد

تینوں ہستیوں کا اپنے ربّ کی یُوں تسبیح کرنا اتنا پسند آیا کہ یہی تکبیر بن گئی۔

کچھ مانگ لیں

حضرت جبریل امین علیہ السّلام حضرت ابراہیم علیہ السّلام کے پاس آئے۔

فقال جبریل یا ابرھیم ان اللہ اعطاك ببصرك دعوة لك مستجابة

اُے ابراہیم علیہ السلام اللہ تعالیٰ آپ کی اس آزمائش کی کامیابی پر آپ کے صبر پر دُعا قبول فرمائے گا۔

کچھ مانگ لیں جو دُعا آپ چاہتے ہیں مانگ۔

Marfat.com

اللہ کے خلیل نے کیا مانگا

حضرات گرامی ! ...... جب حضرت جبریل علیہ السلام نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو مُستجاب دُعا کی خُوشخبری دی تو غَور فرمائیں اللہ کے خلیل نے کیا مانگا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ دعا کی۔

اللهم لا تعذب احدا من امة محمد

اے اللہ حضرت محمّد مُصطفٰے کے کسی بھی اُمتی کو عذاب نہ دینا

اللہ کریم نے حضرت جبریل علیہ السلام سے فرمایا ادرکت کہ اسماعیل کو فوراً پرداکر کے چھُری کے نیچے سے نکال لو۔

حدیث رسول الثّقلین

تفسیر روح البیان جلد۳ ص ۳۱۱ پر حضرت علامہ اسماعیل حقّی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ ایک دن حضُور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے حضرت جبریل امین علیہ السلام سے فرمایا۔

هل اصابك مشقة وتعب فى نزولك من السمآء

کیا تجھے آسمان سے نازل ہوتے وقت کبھی کوئی تکلیف

Marfat.com

اور مشقت بھی ہوئی ہے۔

قال نعم اربعة مواضع

عرض کی! ہاں! چار دفعہ

الا ول حين القیٰ ابراهيم فی النار كنت تحت

العرش الله تعاليی ادرك عبدی

پہلی مرتبہ

پہلا یہ کہ...... جب ابراہیم علیہ السلام کو نمرود نے آگ کے بھڑکتے ہوئے شعلوں کی نذر کیا تو میں اللہ تعالیٰ کے عرش کے نیچے یہ المناک منظر دیکھ رہا تھا اللہ تعالیٰ جل شانہ، کی طرف سے حکم ہوا کہ جبریل پورا زور لگا کر چھ سو پروں کی طاقت صرف کر کے جاؤ اور میرے نیک...... صالح اور برگزیدہ پیغمبر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو پکڑ لو یعنی بچالو۔

چنانچہ میں پرواز کر کے پہنچا...... اور کہا حل ما حاجتك کیا کوئی حاجت ہے؟...... اگر ہے تو بتائیں۔

تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جواب دیا۔ اما اليك خلا حاجت تو ہے پر تجھ سے نہیں۔

نزہتہ المجالس میں فرمایا ہے کہ نعم...... کہ ہاں حاجت ہے تو جبریل علیہ السلام نے پوچھا کون سی۔

Marfat.com

تو فرمایا۔ ان تکون معی فی النّار کہ میرے ساتھ اس آگ میں چھلانگ لگاؤ۔

دُوسری مرتبہ

حین وضع ابراھیم السکین علی حلق اسمٰعیل
کنت تحت العرش

کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے معصوم حلقوم پر چُھری رکھّی تو میں عرش کے نیچے یہ دردناک نظارا دیکھ رہا تھا تو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ آن واحد میں زمین پر جاؤ اور میرے ذبح ہونے والے ......صالح......صابر......اور اطاعت شعار پیارے رسول حضرت اسماعیل علیہ السلام کو بچاؤ۔

چُنانچہ! حکم الٰہی سن کر میں نے اپنی پُوری قُوّت سے پرواز کی اور زمین پر پُہنچا فقبلت السکین میں نے چھری کو پھیر دیا۔

تیسری مرتبہ

جب کفّار مکہ نے جنگ اُحد میں آپ کا دندان مبارک شہید کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ جا اور دم حبیب یعنی میرے محبوب علیہ السّلام کے خُون مُبارک کو اپنے پروں پر اُٹھا لو اس سے پہلے کہ وہ زمین گرے۔

Marfat.com

فانہ لو سقط من دمہ علی الارض قطرۃ ما اخرجت

منھا نباتا ولا شجراً

کیونکہ اگر میرے حبیب علیہ الصّلوٰۃ والتّسلیم کے خُون مُبارک کا ایک قطرہ زمین پر گر گیا تو زمین پر کوئی سبزہ اور درخت پیدا نہ ہوگا تو یا رسول اللہ صلی اللہ علیکَ وآلِکَ وسلّم میں زمین پر آن واحد میں پہنچا اور آپ کے خُون مبارک کو زمین پر نہیں گرنے دیا۔

چوتھی مرتبہ

حین القی یوسف فی الحب

کہ جب حضرت یُوسف علیہ السلام کو کنعان کے اندھیرے کنویں میں پھینکا گیا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوا کہ جاؤ میرے صابر وشاکر نبی یوسف علیہ السلام کو کنوئیں میں گرنے سے پہلے سنبھالو۔

چُنانچہ میں نے پُوری طاقت وقوّت سے پرواز کی اور اپنے چھ سو پروں کو کھول کر اندھیرے کنویں میں آپ اور یُوسف علیہ السلام کو کنویں میں گرنے سے پہلے اپنے پروں پر اُٹھالیا اور اُنہیں پتھر پر آرام سے بٹھا دیا۔

قُدرت کا کرشمہ

صاحبزادہ سیّد افتخار الحسن زیدی کہتا ہے کہ یہ قُدرت الٰہی کا کرشمہ

Marfat.com

سازی ہے...... ورنہ کہاں چُھری کا حلق پر چلنا...... کہاں آگ کے شعلوں میں گرنا...... کہاں خُون کے قطرہ کا زمین پر پڑنا...... کہاں یُوسف کا کنویں پر آنا ......اور کہاں سِدرۃ المُنتہٰی میں بیٹھ کر خدا تعالیٰ کی حمد وثنا کرنا اور کہاں جبریل کا عرش کے نیچے ہونا اور کہاں کروڑوں اُربوں میلوں کا فاصلہ......اللہ کی شان...... اور خُدا کی قُدرت کے ساتھ ساتھ...... جبریل علیہ السلام کی قوّت اور چھ سو پروں کی طاقت دیکھو!

حضرات محترم ...... اگر کروڑوں میل کا فاصلہ آنِ واحد میں حضرت جبریل علیہ السلام طے کر کے عرش سے زمین پر آ سکتا ہے تو اِمام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک آنِ واحد میں زمین سے عرش پر کیوں نہیں جا سکتے۔

Marfat.com

جنّت کا دُنبہ

تو قارئین کرام جبریل علیہ السلام آنِ واحد میں زمین کی وادیٔ منیٰ میں اُترے اور جنّت سے ایک دُنبہ یا مینڈھا بھی ساتھ لائے جو چار ہزار سال تک جنّت میں پلتا اور چرتا رہا...... جسے اُمرِ رَبیّ کے تحت حضرت جبریل علیہ السلام جنّت سے لے کر آئے۔

اور یہی دُنبہ منیٰ کے میدان میں حضرت اِسماعیل علیہ السلام کی جگہ قُربان کیا گیا۔

حضرت جبریل امین علیہ السلام نے خلیل اللہ کی خِدمت میں عرض کیا

کہ یہ دُنبہ اللہ تعالیٰ نے جنّت سے بھیجا ہے قُربانی ہی کرنی ہے اس کو قُربان کرلیں۔

کس سے محبّت کرتے ہیں

روضۃ الشہداء ص ۳۷ مولانا حسین واعظ الکاشفی رحمۃ اللہ علیہ تحریر کرتے ہیں۔

کہ حضرت سیدنا امام علی بن موسیٰ رضا علیہ الصلوٰۃ والسلام سے روایت ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بکری ﴿دنبہ﴾ ذبح فرمانے لگے تو معاً آپ کے دِل میں خیال آیا اگر میں اپنے ہاتھ سے اپنے بیٹے کو ذبح کرتا تو مجھے عجیب ثواب عظیم حاصل ہوتا اور میرے اِحترام کا قدم بلند درجہ پر ہوتا۔

تب اللہ جل شانہٗ نے حضرت اِبراہیم علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی کہ آپ مخلوق میں سب سے زیادہ محبّت کس سے کرتے ہیں؟

جناب خلیل علیہ السلام نے عرض کی محمد صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے اور ان کی آلِ پاک سے کیونکہ وہ آپ کی حبیب ہیں۔

خطاب ہوا ! کہ کیا آپ اُنہیں زیادہ عزیز رکھتے ہیں یا اپنے آپ کو

جناب خلیل نے کہا اُن کے ساتھ اپنی ذات سے زیادہ محبّت رکھتا ہوں،

فرمان ہوا ! آپ ان کے بیٹوں کو زیادہ محبوب رکھتے ہیں یا اپنے بیٹوں کو۔

Marfat.com

جناب خلیل نے کہا! مجھے اُن کی اَولاد اُمجاد اپنی اَولاد سے زیادہ محبوب ہے۔

ذِکرِ کربلا سے آنکھیں نم ہو گئیں

اللہ تبارک و تعالیٰ نے وحی بھیجی کہ اُن کی بڑی شان والے بیٹے پر غُربت کے عالم میں دشتِ کربلا میں جوَر وستم ڈھایا جائے گا۔

جب حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے واقعہ کربلا کا احوال سنا تو آپ کی چشمانِ مُبارک سے آنسو جاری ہو گئے۔

اللہ جَلَّ شانہ، نے خطاب فرمایا !اُے ابراہیم ﴿علیہ السلام﴾ حُسین پر رونے اوراسی کی یاد میں اپنے دل کو پہنچنے والے غم کا ثواب اِتنا ہی ہے جِتنا ثواب اپنے بیٹے کو قربان کرنے سے حاصل ہوتا ہے۔

وفدینہ بذبح عظیم

اورہم نے فدیہ دے کر ذبح عظیم کا لقب عطا فرما دیا۔

سیّد افتخار الحسن زیدی کے نزدیک یہ قُربانی یہ فدیہ اور یہ ذبیحہ کوئی معمولی شئے نہیں تھی۔

یہ وہ قُربانی تھی جسے خُود خالِق کائنات نے اپنے لئے طلب فرمایا تھا جنّت کا وہ مینڈھا اپنی نِسبت کی وجہ سے بلند تو ہو گیا اور ظاہراً حضرت اسماعیل

Marfat.com

علیہ السلام کی جگہ قربان ہو کر تمام مینڈھوں میں افضل و بُرتر ہو گیا...... کہ اُس کی نسبت اللہ کے نبی کے ساتھ ہو گئی۔

لیکن اس کے باوجود وہ مینڈھا حضرت سیّدنا اِسماعیل عَلَیہِ اسلام کا فدیہ اس لئے نہیں بن سکتا...... کہ فدیہ کہتے ہیں کہ متبادل کو جب غزوات میں سرایا میں جنگوں میں قیدی بنتے تو ان سے فدیہ لے کر اُنہیں چھوڑا جاتا تھا غُلام کے فدیہ میں اور سردار کے فِدیہ میں کیا فرق نہیں ہوتا؟ یقیناً ہوتا ہے اور بہت زیادہ فرق ہوتا ہے جِتنا بڑا سردار ہوتا ہے جِتنا دولت مند ہوتا ہے فدیہ بھی اتنا ہی زیادہ ہوتا ہے۔

ادھر اسماعیل ہے۔

اللہ کا نبی ہے رب کا پیغمبر ہے اُسے جان واپس کی جا رہی ہے فدیہ دینے کے بعد۔

حضرت اسماعیل کا فدیہ

تو اسماعیل علیہ السلام کا فِدیہ کبھی بھی مینڈھا نہیں ہو سکتا خواہ وہ جنّت کا ہی کیوں نہ ہو کیونکہ جنّت کا مینڈھا بھی تو مینڈھا ہے لیکن ادھر تو اسماعیل ہے اور اس کے لئے لقب بھی ذبحِ عظیم ملنے والا ہے...... حقیقت یہ ہے کہ مینڈھا وقتی طور پر ذبح کر دیا گیا لیکن درحقیقت حضرت اسماعیل علیہ السلام کی فدیہ حضرت سیدنا امام حسین علیہ السلام ہیں جن کی گردن پر چھری چلانے اور ان کو

Marfat.com

ذبح کرنے کے لئے ایک نظام بنایا گیا ایک بھرپور نظام بنایا گیا پھر اس قربانی کو دائمی کر دیا کہ ہر پل یاد کربلا مومنین کے سینوں میں...... شمع نور کی طرح روشن رہے گی۔

کہ اسماعیل بھی شہزادہ ہے...... حسین بھی شہزادہ ہے۔

اسماعیل جد ہے...... حسین آل ہے۔

اسماعیل ذبیح ہے...... حسین بھی ذبیح ہے۔

اسماعیل شان والے...... حسین بھی شان والے

اسماعیل پیغمبر زادے...... حسین بھی پیغمبر زادے

اسماعیل نے مکہ بسایا...... حسین نے کربلا بسائی

اسماعیل میں بھی وہی نور...... حسین میں بھی وہی نور

اسماعیل ذبیح اللہ بنے تو حسین ان کا فدیہ بنے

وہی قربانی جو منیٰ سے شروع ہوئی تھی اس کا اختتام کربلا کے میدان میں ہوا۔

حکیم الامت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے منظر کشی کی۔

غریب و سادہ و رنگیں ہے داستانِ حرم
نہایت اس کی حسین ابتداء ہیں اسماعیل

اور ہمارے شاعر اسلام حضرت علامہ صائم چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی کمال کر دیا آپ نے اس منظر کشی کو اس شعر میں بیان کیا۔

Marfat.com

ذبحِ عظیم کی ہُوئی تکمیل آپ پر
ذوقِ مِنیٰ کا حاصلِ مَصدر حُسین ہیں

اللہ تعالیٰ نے اس قربانی کو قبول فرمالیا اور اس کی یاد آخر والوں کے لئے چھوڑ دی...... حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام اپنے صاحبزادے حضرت سیّدنا اسمٰعیل علیہ السلام کو ساتھ لے کر اور اس ذبح شدہ دُنبے کو لے کر واپس تشریف لائے۔

منتظر ماں

اِدھر حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا منتظر تھیں جاں سوز خبر سننے کے لئے کہ میرے بیٹے کے ذبح ہونے کی خبر میرے شوہرِ نامدار سنائیں گے آپ دل میں ان الفاظ کو سوچ رہی تھی کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام اکیلے تشریف لائیں گے تو ان سے کن الفاظ میں بات کروں گی اور ربّ تعالیٰ کا شکریہ ادا کروں گی جس نے مجھے اسی قابل سمجھا کہ میرے بیٹے کی قربانی طلب فرمائی

سجدۂ شکر

جب حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام اپنے صاحبزادے حضرت اسماعیل ذبیح اللہ علیہ السلام اور اس جنّتی دنبے کو لے کر گھر پہنچے تو حضرت ہاجرہ سلام اللہ علیہا اپنے بیٹے کو زندہ سلامت دیکھ کر حیران و پریشان ہوگئیں اور پھر

جب قربانی کی قبولیت اور اس جنتی مینڈھے کے بارے میں سُنا تو خوشی سے آنکھوں میں آنسو آ گئے آپ نے اپنے پیارے بیٹے کو گلے سے لگایا اور پھر تینوں نفوسِ قدسیہ نے بارگاہ ایزدی میں قبولیّت ہونے پر سجدہ شکر ادا کیا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام بعد ازاں واپس فلسطین چلے گئے اور حضرت اسماعیل علیہ السلام اپنی والدہ محترمہ کے ہمراہ مکّۃ المکرّمہ ہی میں سکونت پذیر رہے "تاریخ ابن خلدون" میں ہے کہ جب حضرت سیدنا اسماعیل علیہ اسلام کی عمر مبارک پندرہ برس ہوئی تو آپ کی والدہ ماجدہ حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہو گیا۔

تجہیز و تکفین کے بعد حضرت اسماعیل علیہ السلام کا دل مکہ سے اُچاٹ ہو گیا آپ نے شام کی طرف جانے کا قصد کیا قبیلہ بنی جرھم نے جب دیکھا کہ اسماعیل علیہ السلام یہاں سے جانا چاہتے ہیں تو اُنہوں نے حضرت اسماعیل کو جانے سے روکنے کی بہت کوشش کی اور بالآخر روکنے میں کامیاب ہو گئے۔

بنی جرہم کی محبّت

بنی جرہم والے سارے لوگ آپ کے مُعتقد تھے اور آپ سے محبّت کرتے تھے وہ جانتے تھے کہ آپ اللہ کے مقرّب ہیں۔

اُن کی محبّت دیکھ کر حضرت اسماعیل علیہ السلام نے جانے کا ارادہ تبدیل کر دیا۔

Marfat.com

حضرت اسماعیل کی شادی

حضرت اسماعیل علیہ السلام کا نکاح بنی جرہم نے کوشش سے خاندان عمالقہ کی ایک لڑکی جس کا نام عمارہ تھا اس کے ساتھ کر دیا۔

عمارہ بنتِ سعید حضرت اسماعیل کی زَوجہ اپنے شوہر کے ہمراہ رہنے لگی ایک مرتبہ حسبِ دستور حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت سارہ سے اجازت لے کر حضرت اسمٰعیل ذبیح اللہ علیہ السلام سے ملنے کے لئے تشریف لائے گھر میں حضرت اسمٰعیل علیہ السلام تشریف فرما نہیں تھے صرف عمارہ بنت سعید گھر میں موجود تھیں۔

حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہو چکا تھا حضرت اسماعیل علیہ السلام شکار کے لئے گئے ہوئے تھے۔

حضرت اِبراہیم علیہ السّلام نے دروازہ کھٹکھٹایا عمارہ نے دروازہ کھولا۔

حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے عمّارہ سے چند باتیں دریافت فرمائیں۔

تُم کون ہو؟

اِسماعیل کہاں ہے؟

ہاجرہ کا اِنتقال کب ہوا؟

Marfat.com

تیز زبان بیوی

عمّارہ نے اِتنی سختی سے جواب دیا کہ حضرت اِبراہیم علیہ السلام اس کی بداخلاقی سے پریشان ہو گئے اس نے کہا میں تو یہاں شادی کر کے پچھتا رہی ہُوں کتنے کتنے دِن تنگی کے ساتھ گذرتے ہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السّلام واپس جاتے وقت یہ فرما گئے کہ جب اِسماعیل آئے تو اسے کہنا اپنے گھر کا دروازہ تبدیل کر لے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے چلے جانے کے بعد جب حضرت اسماعیل علیہ السّلام واپس تشریف لائے۔

عمّارہ نے سارہ واقعہ بیان کیا اور کہا ایک بابا صاحب آئے تھے اپنا نام ابراہیم بتاتے تھے اور جاتے وقت یہ کہہ کر گئے ہیں کہ اسماعیل آئے تو اسے کہہ دینا کہ اپنے گھر کا دروازہ تبدیل کر لے حضرت اسماعیل علیہ السّلام نے فرمایا وہ میرے والد گرامی تھے اور مجھے ہدایت کر گئے ہیں کہ میں تُمہیں طلاق دے دوں اسی وجہ اب میں تم سے علیٰحدگی اختیار کرتا ہوں۔

دُنیا کی پہلی طلاق

عزیزانِ گرامی! حضرت اسماعیل ذبیح اللہ علیہ السلام وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے اپنے باپ کے کہنے پر اپنی بیوی کو طلاق دے دی اس وقت حضرت

Marfat.com

اسمٰعیل علیہ السلام صاحب وحی نہ تھے لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام صاحب وحی پیغمبر نبی اور رسول تھے مؤرخین فرماتے ہیں ہوسکتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بذریعہ وحی اس کی ہدایت دی گئی ہو۔

ذبیح اللہ کی دُوسری شادی

بہرحال عمارہ کو طلاق دینے کے بعد حضرت سیّدنا اسمٰعیل ذبیح اللہ علیہ السلام نے سیّدہ بنتِ مضاض جرہمی سے عقد فرمایا۔

ایک عرصہ کے بعد حضرت سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام دوبارہ مکہ کی سرزمین پر تشریف لائے۔ اتفاقاً اس دن بھی حضرت اسمٰعیل ذبیح اللہ علیہ السلام گھر پر موجود نہ تھے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دروازہ کھٹکھٹایا۔

سیدہ بنت مضاض نے دروازہ کھولا حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دیکھ کہ سلام پیش کیا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پُوچھا اسمٰعیل کہاں ہے۔

عرض کی! وہ شکار کے لئے گئے ہیں۔

آپ نے پُوچھا! تمہارا شوہر کیسا ہے۔

عرض کی! بہت ہی اچّھے نیک سیرت۔

آپ نے فرمایا تُم خُوش ہو رہتی ہو۔

Marfat.com

عرض کی !جی حضور میں بڑی خُوش قسمت ہوں کہ مُجھے اتنے اچھے شوہر ملے پھر اس نے آپ کو وضو کرایا اور جو دُودھ گوشت موجود تھا بڑی خوشی سے پیش کیا اور معذرت کی کہ یہاں گندم پیدا نہیں ہوتی ہم لوگ دُودھ خرما اور شکاری گوشت کھا کر ہی گذارا کرتے ہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام بہت خوش ہوئے اور دُعائے برکت کی اور جب آپ واپس تشریف لے جانے لگے سیّدہ نے روکا لیکن چونکہ آپ حضرت سارہ رضی اللہ عنہا سے واپسی کا وعدہ فرما کر آئے تھے لہٰذا آپ نے رُخصت کی اجازت لی اور جاتے جاتے آپ نے سیّدہ سے فرمایا کہ جب تمہارا شوہر آئے تو میرا اسلام کہنا اور یہ کہنا اب تمہارے مکان کا دروازہ اچھّا ہے میں نے پسند کیا اور اب کبھی اس کو تبدیل نہ کرنا جس وقت حضرت اسمٰعیل علیہ السلام شکار سے واپس آئے سیّدہ نے نہایت تعظیم وتکریم سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا نام لیا اور لفظ بہ لفظ ساری بات حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو سنائی۔

حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے یہ سن کر فرمایا وہ میرے باپ تھے اور مجھے ہدایت کر گئے ہیں کہ تمہیں اپنے سے کبھی جدا نہ کروں ایک روایت کے مطابق آپ کی دوسری بیوی کا نام ہالہ تھا ﴿واللہ اعلم﴾

کعبۃ اللہ کی تعمیر

پھر اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے بذریعہ وحی حضرت ابراہیم علیہ

Marfat.com

السلام کو حکم ہوا کہ میرے گھر کی تعمیر نو کی جائے۔

کعبۃ اللہ طوفانِ نوح میں محفوظ رہنے والی واحد عمارت تھی لیکن طوفان نُوح کے ختم ہونے کے بعد کعبہ کی دیواریں منہدم ہو چکی تھیں چنانچہ کعبہ شریف کی تعمیر کا حکم ملتے ہی حضرت سیّدنا ابراہیم علیہ السلام حضرت سارہ اور حضرت اسحاق علیہم السلام کو وہیں چھوڑ کر بحکم خدا ملک عرب کے اس عظیم شہر میں تشریف لے آئے جسے مکّۃ المکرّمہ کہا جاتا ہے۔

Marfat.com

تعمیر کعبہ کا حکم

اور

دعائے ابراہیم

Marfat.com

حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام نے بحکمِ خُداوندی اس کے گھر کی تعمیر شروع کردی۔

اللہ کا گھر بنا.......... ربّ دا کوٹھا تیار کیتا۔

جیسا کہ قُرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿سورۃ البقرہ آیت نمبر ۱۲۷﴾

وَاِذْ یَرْفَعُ اِبْرَاهِیْمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَیْتِ وَاِسْمٰعِیْلُ

اور جب اُٹھاتا تھا ابراہیم اس گھر کی بنیادیں......اور اسماعیل......اور دونوں یہ دعا بھی کرتے جاتے تھے کہ یارب ہماری اس محنت کو قبول فرما بے شک تو ہی سننے اور دیکھنے والا ہے۔

اللہ کا گھر بنایا خلیل نے وہ گھر جسے سب سے پہلے جبریل امین نے بنایا وہ گھر جسے دُنیا میں سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام نے بنایا اب اس کی تعمیرِ نَو حضرت ابراہیم علیہ السلام فرما رہے ہیں۔

معمار ابراہیم ہیں اور مزدوری حضرت اسماعیل علیہ السلام کر رہے ہیں دونوں باپ بیٹے نے خانہ کعبہ بنانا شروع کیا حضرت ابراہیم علیہ السلام معمار کا کام کر رہے تھے اور اسماعیل علیہ السلام گارا اور پتّھر اُٹھا اُٹھا کر دیتے تھے۔

کعبہ کی تعمیر کے وقت دونوں بزرگ یہ دعا بھی کرتے جارہے تھے۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ

Marfat.com

اے ہمارے رَبّ یہ کام ہمارا قبول کر بے شک تو سمیع و علیم ہے۔

﴿سورۃ البقرہ آیت ۱۲۷﴾

پتّھر کی شان

جس وقت دیوار بند ہوئی تو حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے ایک پتھر رکھا اور اس پر کھڑے ہو کر کعبے کی تعمیر شروع کی۔

تعمیر کعبہ کے انعام کے طور پر اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السّلام نے جس پتّھر پر کھڑے ہو کر خانہ کعبہ کی تعمیر کی تھی اس پتّھر کو جائے نماز بنا دیا۔

وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاھِیْمَ مُصَلّٰی

خانہ کعبہ تو تعمیر ہو گیا۔

ایک روایت ہے کہ کوہِ ابو قُبیس سے آواز آئی کہ میرے پاس تُمہاری امانت رکھّی ہے لے لو اور بعض یہ کہتے ہیں کہ حضرت جبریل امین علیہ السلام نے حجرِ اسود کا پتہ بتلایا تھا۔

الغرض حضرت اِسماعیل ذبیح اللہ علیہ السلام اس پتھر کو اُٹھا کر لائے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اسے مقامِ رُکن پر رکھّ دیا یہی حجرِ اُسود ہے جسے بوسہ دیا جاتا ہے اور اس کے فضائل احادیث طیبہ میں منقول ہیں۔

Marfat.com

حضرت خلیل اللہ کا اعلان

کعبۃ اللہ کی تعمیر کے بعد حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم پر اعلان کیا۔

اللہ نے فرمایا میرے خلیل پہاڑ کی چوٹی پر کھڑے ہو کر حج کے لئے لوگوں کو بلاؤ۔

﴿تفسیر کبیر جلد ۶ ص ۱۵۶ تاریخ الحرمین جلد ا ص ۱۱۸﴾

حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے عرض کی خُداوند میری آواز لوگوں تک کیسے پہنچے گی۔

یارب وما یبلغ صوتی

اللہ نے فرمایا! اے خلیل اعلان کرنا تمہارا کام ہے تمہاری آواز لوگوں تک پہنچانا ہمارا کام ہے۔

علیك الذی و علی البلاغ

چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام مکّہ میں ایک پہاڑ کی چوٹی پر کھڑے ہو گئے اور بلند آواز سے فرمایا۔

یا ایھا الناس ان اللّٰہ قد بنی لکم بیتا ودعا کم الی حجۃ فاجیبوہ

اے لوگو! بے شک اللہ نے تمہارے لئے گھر بنایا

Marfat.com

ہے اور تمہیں اس کے حج وزیارت کے لئے بلایا ہے پس
تم لوگ آجاؤ۔

فسمعه ما بين السماء ولارض

تو زمین و آسمان کی ہر چیز نے سُنا اسکے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت اسماعیل علیہ السلام اور وہ سب لوگ جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نبوّت پر اللہ کی واحدانیت پر ایمان لا چکے تھے حج کے لئے جمع ہو گئے۔

خلیل اللہ کا معجزہ

معلوم ہوا! اللہ تعالیٰ کے خلیل کا مُعجزہ یہ بھی ہے کہ آپ کی آواز کو چاروں اطراف سے اہلِ ایمان نے سُنا اور حج کے لئے پہنچے۔

تعمیر کعبہ کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام جب تک ظاہری طور پر حیات رہے ہر سال حج کے لئے آتے رہے۔

آپ نے تعمیر کعبہ کی حج کیا منیٰ و عرفات کی طرف گئے قُربانی کی خانہ کعبہ کا طواف کیا اور بعد ازاں پھر شام چلے گئے۔

رفتہ رفتہ وہ صحرا جدھر کا رُخ کرنا قافلے اپنا زیاں سمجھتے تھے ادھر تجارت کے لئے آنے لگے مکّہ شریف آباد ہوتا گیا ابراہیم علیہ السلام کی دُعا کا اعجاز تھا کہ اس سرزمین پر برکتیں نازل فرما۔

صدائے خلیل اور مشیّتِ اِلٰہی اپنا رنگ دِکھانے لگی

Marfat.com

جس کی نشاندہی قرآنِ مجید نے بھی یوں کروائی ہے کہ

اِنَّ اَوَّلَ بَیۡتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیۡ بِبَکَّۃَ مُبَارَکًا وَّھُدًی لِّلنَّاسِ فِیۡہِ اٰیٰتٌ بَیِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبۡرٰھِیۡمَ وَمَنۡ دَخَلَہٗ کَانَ اٰمِنًا۔

حضرت ابراہیم علیہ السّلام کی دعائیں

اللہ کے خلیل نے اپنے رَبّ کے حضور بہت سی دُعائیں کی ہیں بہت سی التجائیں فرمائیں ہیں اس لئے کہ آپ اللہ کے دوست تھے آپ اللہ کے خلیل تھے اللہ تعالیٰ نے آپ کی کسی بھی دُعا کو رَدّ نہیں کیا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مندرجہ بالا قُرآنی دُعاؤں اور ارشاد باری تعالیٰ کا لُبِّ لُباب یہ ہے کہ ان میں مندرجہ ذیل حقائق کُھل کر سامنے آئے ہیں۔

﴿نمبر ۱﴾ یا اللہ اس بے آب و گیاہ وادی کے رہنے والوں کو ہر طرح کے اور ہر موسم و بے موسم کے تروتازہ پھلوں اور میوہ جات سے رزق مہیا کر

﴿نمبر ۲﴾ اس شہر کو امن وسلامتی کا گہوارا بنا دے۔

﴿نمبر ۳﴾ اور جو اس شہر میں داخ ہو جائے اسے امان دے دے۔

تاریخ الحرمین الشریفین حصّہ اول ص ۹۷ مصنف الحاج عباس کرّارہ المکی تحریر کرتے ہیں۔

ان اللہ تعالیٰ لما قال اِنِّیۡ جَاعِلٌ فِی الۡاَرۡضِ

Marfat.com

خَلِیۡفَة

کہ جب اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا کہ میں زمین پر اپنا خلیفہ اپنا جانشین اور اپنا نائب بنانا چاہتا ہوں تو فرشتوں نے کہا کہ یا اللہ تو ہمارے سوا کوئی مخلوق پیدا کرنا چاہتا ہے جو خُوں ریزی کرے گی اور زمین پر فساد پھیلائے جبکہ صُبح شام ہم تیری حمد و ثنا کرتے ہیں۔

غضب علیھم تو فرشتوں کا جواب سُن کر اللہ تعالیٰ ان پر غضب ناک ہوا۔

افعا خوا بعرشه تو فرشتوں نے عرش کے نیچے پناہ کافطا فوا حوله سبعة اشواط پھر فرشتوں نے عرش عظیم کے اردگرد سات پھیرے لے کر طواف کیا حتیٰ کہ یہاں تک کہ اللہ کریم فرشتوں پر راضی ہو گیا پھر فرشتوں سے فرمایا ابنوا لی بیتاً فی الارض کہ زمین پر بھی میرے لئے گھر بناؤ۔

دو ہزار سال پہلے

حضرات گرامی! فرشتوں نے تخلیق حضرت آدم علیہ السلام سے دو ہزار سال پہلے زمین پر کعبہ شریف بنایا زمین پر کعبہ عین اسی جگہ ہے یہاں عرش پر کے نیچے فرشتوں کا قبلہ بیت المعمور ہے زمین پر کعبہ بنانے کی وجہ یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر رحم فرمائے اور ان کے گُناہ معاف فرمانے کے لئے سبیل کی

Marfat.com

جائے۔

مشکوٰۃ شریف ص ۲۲۲ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم فرماتے ہیں۔

الحاج والعمار وفدا اللہ

کہ حج اور عمرہ کے لئے آنے والے اللہ تعالیٰ کے مہمان ہوتے ہیں حضرت آدم علیہ السلام بھی کعبہ شریف میں جا کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کیا کرتے تھے حضرت نُوح علیہ السلام کے دَور میں طُوفان آنے سے کعبۃ اللہ کو نقصان پہنچا جس کی تعمیر نو حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام نے فرمائی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے رب کی بارگاہ میں التجا کی۔

مَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ

جو بھی ان میں اللہ تعالیٰ اور آخرت پر ایمان لائیں ان کے لئے یہ انعامات اور اکرامات مخصوص کر دے۔

امان والا شہر

ترجمہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے حاشیہ پر ...... خزائن العرفان تفسیر میں حضرت صدر الافاضل فرماتے ہیں ...... کہ اس شہر کو امن وامان والا بنا دے سے یہ مُراد ہے کہ حرمِ کعبہ میں قتل و غارت حرام ہے اور وہاں سے شکار تک کو امن ہے یہاں تک کہ حرم شریف میں شیر اور بھیڑیئے کا شکار بھی نہیں کرتے اور مومن اس میں داخل ہو جاتے تو عذاب سے مامون ہو جاتا ہے

Marfat.com

اور حرم کو اس لئے حرم کہتے ہیں کہ اس میں قتل ...... ظُلم اور شکار تک حرام ہے ممنوع ہے۔ ﴿تفسیراتِ احمدی﴾

فساد نہیں ہو سکتا

اور اگر کوئی مجرم بھی حرم شریف میں داخل ہو جائے تو اس سے تعرض کیا جائے گا۔

﴿مدارک﴾

وَجَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَاَمْنًا

اور ہم نے اِس گھر کو مرجع الخلائق ...... پناہ گاہ ...... اور دار الامان بنایا

یہاں فتنہ اور فساد تو ایک طرف کوئی شخص مکھی بھی نہیں مار سکتا۔

محترم قارئین ! اللہ کے خلیل نے جو بھی طلب کیا ...... اُنہیں عطا کیا گیا ...... جو دُعا کی ...... وہ قبول ہوئی ...... جو مانگا ...... وہ دیا گیا۔

سب سے اہم دُعائے ابراہیم

مثلاً حضرت ابراہیم علیہ السلام نے امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری کی دُعا کی اللہ تعالیٰ نے قبول فرمائی۔

آپ نے دُعا فرمائی !

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُوْلاً۔

Marfat.com

اے خدا ! یہاں اپنا رسول مبعوث فرما۔

اللہ تعالیٰ نے دُعا قبول فرمائی......اور مکّہ کی سرزمین میں اپنے پیارے حبیب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو مبعوث فرمایا۔

اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دُعا کے مقبول ہونے کی دلیل امام الانبیاء نے یہ کہہ کر دی !

انا دعوة ابراهيم۔

میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دُعا ہوں۔

دُعائیں قبول ہوئیں

اللہ کے خلیل نے اولادِ نرینہ کے لئے دُعا فرمائی۔

رَبِّ هَبْ لِيْ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ

جو کہ اُسی وقت قبول ہوگئی اور اُسی وقت حلیم بیٹے کی بشارت آگئی۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دُعا کی !

رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا وَّارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرَاتِ

کہ اس شہر کو اَمن کا گہوارا بنا دے اور اس میں بسنے والوں کو تروتازہ پھلوں سے رزق عطا فرما۔

آج دیکھ لیں اُس بستی میں ساری دُنیا سے پھل جاتے ہیں اور جتنے پھل مکہ شریف میں اور مدینہ شریف میں ہوتے ہیں اُتنے کہیں اور نہیں ہوتے۔

Marfat.com

کیونکہ اگر مکّہ کے لئے دُعا حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے کی ہے۔
تو مدینہ کے لئے دُعا حضرت مُحمدّ مُصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کی ہے

مزید دُعائے ابراہیمی

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ دُعا بھی کی تھی !
رَبَّنَا اغْفِرْلِیْ وَالِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ
یا اللہ ! مُجھے بخش دے...... میرے والدین کو بھی بخش دے اور قیامت تک آنے والے ہر مُسلمان کو بخش دے
اِس دُعا سے دو باتیں ثابت ہوئیں۔
نمبر۱ مومنین کی اور والدین کی بخشش کی دُعا سُنّتِ حضرت ابراہیم ہے
نمبر۲ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والدین ایمان والے ہیں۔
اگر آپ کے والدین ایمان والے نہ ہوتے تو اللہ تعالیٰ کبھی اِس دُعا کو قبول نہ فرماتا بلکہ روک دیتا اپنے خلیل کو اس دُعا سے نہ روکنا بلکہ خوش ہونا دلیل ہے۔
اس بات کی ...... کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد تارخ بھی ایمان والے تھے آپ کی والدہ حضرت نونا بھی ایمان والی تھی۔
کوئی کہتا ہے سیّد افتخار الحسن ...... تیرے پاس کیا دلیل ہے کہ یہ دُعا اللہ

Marfat.com

تعالیٰ نے رد نہیں فرمائی ...... سیّد افتخار الحسن کہتا ہے کیا ابھی کسی اور دلیل کی ضرورت باقی رہ گئی ہے؟

کہنے لگے کیا مطلب۔

میں نے کہا اللہ دُعا کا قُرآن میں بیان فرمانا اور پھر نماز میں ہر مُسلمان پر واجب کر دینا کہ یہ دعا مانگو دلیل ...... اس بات کی کہ یہ دُعا اللہ نے قبُول کی بھی اور اس کا اجر بھی اپنے خلیل کو دیا۔

مُستجَاب الدّعوات

اللہ کے خلیل کے اور بہت سے فضائل کے ساتھ ایک فضیلت یہ بھی تھی کہ آپ مستجاب الدعوات۔

مُستجاب الدعوات اُسے کہتے ہیں جس کی ہر دُعا قبول ہو وہ شخص جس کی دُعا قبول نہ ہو مُستجاب الدعوات نہیں ہے۔

وہ شخص جس کی کوئی دعا قبول ہو کوئی نہ ہو مُستجاب الدعوات نہیں ہے جس کی طرح دُعا قبول ہو اُسے مُستجاب الدعوات کہتے ہیں۔

اللہ کا خلیل مُستجاب الدعوات تھا۔

آپ نے کسی کو ایمان کی تلقین کی ...... وہ شخص آپ پر ایمان نہیں لایا آپ نے اُس کے لئے بدعا کی وہ مر گیا ...... چُنانچہ ایک مرتبہ پھر یہی ہوا تو حضرت جبریل امین علیہ السلام آپ کے پاس آئے عرض کی اُے خلیل آپ کسی

Marfat.com

کے مرنے کی دعا مت کیا کریں کیونکہ اللہ تعالیٰ آپ کی دُعا کو رَدّ نہیں فرماتا جبکہ وہ اُن کفار کو نہیں دیکھتا اُن میں سے آنے والے مُسلمانوں کو دیکھتا ہے۔

معلوم ہوا، اللہ کے خلیل کی دُعا رَدّ نہیں جاتی اللہ کے خلیل نے بڑی دُعائیں کیں کبھی اہلِ عرب کے لئے۔

کبھی اُمّت مُحمّدیہ کے لئے۔

کبھی اپنے والدین کے لئے۔

کبھی مومنین کے لئے۔

جو شخص یہ کہے کہ وفات شدہ کے لئے دُعا نہیں مانگنی چاہیے...... اُسے کہو...... مغفرت کے لئے دعا کرنا...... نبیوں کی سُنّت بھی ہے اور نماز میں شامل ہے۔

خلیل اللہ

خلیل اللہ، حضرت ابراہیم علیہ السلام کا لقب ہے اس کا معنیٰ اللہ کا دوست ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے چند اُن مُقرّبین انبیاء میں شامل ہیں جن کو بہت سوں پر فضیلت دی گئی۔

حضرت سیّدنا ابراہیم علیہ السلام...... وہ ہیں جن کے نام پر قُرآن پاک میں سورۃ آئی...... جس کا نام سُورۃ ابراہیم ہے۔

حضرت سیّدنا ابراہیم علیہ السلام...... وہ ہیں جن کی دعا نماز میں شامل

Marfat.com

ہے اور ہر مُسلمان دن میں پانچ مرتبہ یہ دُعا مانگتا ہے۔

حضرت سیّدنا ابراہیم علیہ السلام ......وہ ہیں جن کی پیشانی میں نُورِ محمدؐ چمکتا تھا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام ......وہ ہیں جنہیں جدّالانبیاء کہا جاتا ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام ......وہ ہیں جنہیں مقامِ رضا عطا کیا گیا ہے

حضرت ابراہیم علیہ السلام ......وہ ہیں جن کے بارے میں امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا !لوگو جان لو،انا دعوۃ ابراھیم وبشارۃ عیسیٰ میں ابراہیم علیہ السلام کی دُعا اور عیسیٰ علیہ السلام کی خُوشخبری ہوں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام ...... وہ ہیں جن کے قدموں کے نشان کو مصّلیٰ بنایا گیا۔

خلیل اللہ علیہ السلام کا خاص تعلّق ......اللہ سے ہے......محمدؐ سے ہے ......آلِ محمدؐ سے ہے......اُمتِ محمدؐ سے ہے۔

اللہ سے تعلّق

اللہ تعالیٰ جل شانہٗ سے آپ کا تعلق اس قدر ہے کہ آپ اُس کے خلیل بنے آپ اُس کی رضا کے طالب رہے اور دُعا آپ کی رد اُس نے نہ جانے دی اللہ سے آپ کا تعلق یہ ہے کہ وہ خدا جو ساری روئے زمین کو پالنے والا ہے جو سب کو دیکھتا ہے سب کی سُنتا ہے لیکن خلیل کو خاص طور پر دیکھتا ہے خلیل

Marfat.com

جب تک ظاہری حیات میں رہے اللہ نے خصوصی طور پر اپنے خلیل کو ہی دیکھا اللہ کی خصوصی توجہ خلیل کی طرف مرکوز رہی۔

حضرت محمد مُصطفٰےؐ سے تعلق

خلیل اللہ کا تعلق حضرت سیّدنا محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے کیسا تھا...... یہ سوال نہ تو پیچیدہ ہے اور نہ ہی مشکل ہے وہ اس لئے کہ دوست کے پیارے سے پیار رکھنا اصول بھی ہے اور فطرت بھی ہے چونکہ حضرت سیّدنا محمد مصطفٰے اللہ تعالیٰ کے سب سے مقرّب و افضل بندے ہیں لہٰذا آپ سے خصوصی تعلّق حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ہوا......اور باعث فخر یہ بات ہوئی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اُن ہی کی نسل مبارک میں سے جلوہ گر ہوئے۔

اور آپ کے لئے دُعا کی۔

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولاً

آلِ محمدؐ سے تعلّق

آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم درحقیقت حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد ہے ان کا شجرہ ایک ہے اور یہ وہی شجرہ ہے جسے قرآن میں کَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ کہا گیا۔

یہ وہ پاک نسب ہے جو آدم سے چلا اور قیامت تک کے سادات اس

Marfat.com

میں شامل ہوں گے آپ کا آل سے تعلق اس واقعہ سے بھی ثابت ہے کہ جب حضرت اسماعیل علیہ السلام ذبح نہیں ہوئے اور آپ کو بتایا گیا کہ اس قربانی کو آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں شامل ایک ہستی جن کا نام حضرت امام حسین ہوں گے تو آپ کی چشمانِ مبارکہ میں آنسو آ گئے۔

معارج...... روضۃ الشہداء تذکرۃ الواعظین نسبت باعث جنت اور پھر اقبال کا شعر اسی بات کی غمازی کرتا ہے۔

غریب و سادہ و رنگیں ہے داستان حرم
نہایت اس کی حسین ابتداء ہیں اسماعیل

اُمّتِ محمّدیہ سے تعلق

ویسے تو اللہ...... محمد اور آل محمد اُمّتِ محمد یہ سے جدا نہیں ...... اللہ اُمّت محمد یہ کا پروردگار ہونے کے ناطے الگ نہیں ...... نبی بھی اپنی اُمّت سے کبھی الگ نہیں ہوتا۔

اور آلِ محمد بھی اُمّت میں شامل ہیں اس اُمّت کی شان یہ ہے کہ یہ اُمّت خیر الانام ہے یہ اُمّت تمام نبیوں کی اُمتوں سے افضل ہے۔

یہ وہ اُمت ہے جس میں شامل ہونے کی دُعا کئی انبیائے کرام نے کی ہے۔

یہ وہ اُمّت ہے جس کے بارے میں فرمایا گیا...... جس طرح...... میں

Marfat.com

نبیوں میں افضلیت رکھتا ہوں اسی طرح میری اُمّت تمام اُمّتوں میں افضل ہے

یہ وہ اُمّتِ محمّدیہ ہے جس کے ولی بنی اسرائیل کے انبیاء کی مثل ہیں۔

حضرت سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کا جس قدر تعلّق اپنی اُمّت سے تھا اُسی قدر بلکہ اُس سے بھی بڑھ کر تعلّق حضرت محمّد مُصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اُمّت سے ہے جب ہی عبادات دیکھ لیں۔

معاملات دیکھ لیں۔

شریعت دیکھ لیں۔

طریقت دیکھ لیں۔

ہر طرف تو خلیل اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

نماز میں ذکرِ خلیل

جب ہم نماز پڑھتے ہیں تو اُن پر سلام بھیجتے ہیں جو اللہ کے صالحین ہیں

وَعَلٰی عِبَادِہِ اللّٰہِ الصَّالِحِیۡنَ

تو ان میں بھی ابراہیم علیہ السلام شامل ہیں بعد میں جب ہم نماز میں درود بھیجتے ہیں تو کیا کہتے ہیں۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ

کَمَا صَلَّیۡتَ عَلٰی اِبۡرَاھِیۡمَ وَعَلٰی آلِ اِبۡرَاھِیۡمَ۔

صرف یہیں تک نہیں۔

Marfat.com

آ گے کہتے ہیں۔

اَللّٰھُمَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ

کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ۔

صرف یہیں تک نہیں، بعد میں ہم جو دُعا ربّ تعالیٰ کے حضور مَغفرت کی کرتے ہیں وہ بھی دُعائے حضرت ابراہیم علیہ السلام ہی ہے۔

درود میں ذِکرِ خلیل

نماز میں جو درود پاک پڑھا جاتا ہے اُس درود کا نام درود حضرت ابراہیم علیہ السلام ہے جسے درود ابراہیمی کہتے ہیں۔

شریعت میں ذکر ابراہیمی

شریعت کا پہلا امر نماز ہے، نماز کے علاہ جو ایک اور احسن رُکن ہے اُسے حج کہتے ہیں، حج کی فضیلت پر سینکڑوں کتب تحریر کی گئی ہیں۔

حج کا تعلق بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ہے جس کا ذِکر تعمیر کعبہ کے سلسلہ میں ہو چکا ہے حج کے ارکان میں طواف ہے حجرِ اسود جسے چُومنا مناسکِ حج میں شامل ہے یہ بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے لگایا تھا

وہ حجرِ اسود جسے جنّت کا پتّھر کہتے ہیں۔

وہ حجرِ اسود جسے چُومنا میرے رسول کی سُنّت ہے۔

Marfat.com

وہ حجرِ اسود بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے نصب کیا تھا۔

شیطان کو رمی کرنا

منیٰ کے میدان میں شیطان کو کنکریاں مارنا یہ بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سُنّت ہے جب تک کوئی مُسلمان حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سُنّتوں پر عمل پیرانہیں ہوتا۔تَب تک عبادت قبول نہیں ہوتی۔

حضور صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے حالانکہ پچھلی تمام شریعتیں منسوخ کردیں لیکن جب جدّامجد حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کا خیال آیا......تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت ابراہیم علیہ السّلام کی کسی بھی سُنّت کو منسوخ نہیں کیا کسی فعل کو منسوخ نہیں کیا بلکہ اُس پر عمل کر کے شریعت مُصطفوی کا حصّہ بنادیا۔

قُربانی کرنا

منیٰ میں دس ذوالحجہ کو قربانی کرنا......یا پُوری دنیا میں عیدِ قربان منانا یہ بھی حضرت سیدنا خلیل علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی یادمبارک کو تازہ کرنا ہے ہم جو بڑی عید مناتے ہیں یہ یادگارِ ابراہیم ہے یہ یادگارِ خلیل ہے۔

پتہ کیا چلا۔نماز میں ذکرِ خلیل۔

حج میں ذکرِ خلیل۔

Marfat.com

قُربانی میں ذکرِ خلیل۔

عید میں ذکرِ خلیل۔

دُرود میں ذکرِ خلیل۔

قُرآن میں ذکرِ خلیل۔

حدیث میں ذکرِ خلیل۔

صرف یہی نہیں

شریعت میں ذکرِ خلیل۔

طریقت میں ذکرِ خلیل۔

حقیقت میں ذکرِ خلیل۔

معرفت میں ذکرِ خلیل۔

صرف یہی نہیں

دن کے وقت ذکرِ خلیل۔

رات کے وقت ذکرِ خلیل۔

بطور وظیفہ ذکرِ خلیل۔

بطور وسیلہ ذکرِ خلیل۔

صرف یہی نہیں۔

جہاں اللہ کا ذکر ہوتا ہے وہاں میرے آقا حضرت محمد مصطفٰے کا ذکر ہوتا ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کے ذکر کو اپنے ذکر سے جدا نہیں کیا......اسی طرح

Marfat.com

حضرت سیّدنا محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بھی اپنے جدِّامجد اپنے محبوب حضرت سیّدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے ذکرِ مقدّس کو عبادات سے معاملات سے سُنّتوں سے اَحکام سے، اَعمال سے...... اَقوال سے...... اَفعال سے...... اَحوال سے کبھی جدا نہیں کیا۔

اسی لئے علمائے کرام کا ایک بہت بڑا طبقہ اس عقیدے پر عمل پیرا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد اَنبیائے کرام میں افضل نبی حضرت سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السّلام ہیں۔

محترم قارئین ! حضرت سیّدنا ابراہیم علیہ السلام وہ ہستی ہیں جن کے وسیلہ سے ہمیں عید قُربان کی خوشیاں حاصل ہوئیں۔

حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے ایسا انعام عطا فرمایا جو انعامِ اکبر ہے۔

قرآن پاک نے اس انعام کا ذکر۔

اِنِّیْ جَاعِلُکَ لِلنَّاسِ اِمَامًا

اے ابراہیم علیہ السلام ہم نے آپ کو نسلِ انسانیت کی امامت عطا فرمادی یہ انعام کس چیز کا ملا۔

سید افتخار الحسن زیدی کہتا ہے، کہ انعام حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے قربان کرنے کے صلہ میں ملا جو باپ اپنے بیٹے کی گردن پر چھری چلاتے وقت آنکھوں پر پٹی باندھ لیتا ہے تو اُسے درجہ کیا دیا جاتا

Marfat.com

ہے۔

اِنِّي جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا

جاتو نسلِ انسانی کا امام ہے۔

حضرت امام حسین علیہ السلام

آج ہم کہتے ہیں امام حسین......تو خارجی لوگ کہتے ہیں کہ صرف حضرت حسین کہو، امام مت کہو، ارے جو باپ اپنے...... بیٹے کو ذبح کرتے وقت اللہ کے راستے میں قربان کرتے وقت آنکھوں پر پٹی باندھ لے اُس کی امامت مانتے ہو تو جو باپ اپنے چھ مہینے کے بیٹے کو اپنے ہاتھوں پر اُٹھا کر بغیر پٹی باندھے اللہ کے راستے پر قُربان کرے اُس کی اِمامت کا انکار کیسے کر سکتے ہو۔

حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی معراج

اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو معراج کروائی، ہر نبی کو مشاہدات کروائے چنانچہ اپنے خلیل کو بھی مشاہدات کروائے، ایک مشاہدے کا ذکر ہو چکا ہے کہ آپ نے پرندوں کے مرنے کے بعد اُن کے زندہ ہونے کا مشاہدہ فرمایا جبکہ ایک مشاہدہ جسے معراج حضرت سیدنا خلیل اللہ علیہ السلام کہتے ہیں یہ بھی کروائی گئی۔

اس معراج کا ذکر بھی قران پاک میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

﴿سورۃ الانعام پارہ نمبر ۷ آیت نمبر ۷۵﴾

Marfat.com

وکذالك نری ابراهیم ملکوت السموت والارض ولیکون من الموقنین۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اسی طرح ہم نے دکھائی ساری بادشاہی آسمانوں اور زمینوں کی وہ یقین الیقین والوں میں سے ہو جائے۔

آپ نے ساری زمین کو دیکھا۔

آسمانِ اوّل کو دیکھا۔

آسمانِ دوم......سوم......چہارم......پنجم......ششم......ہفتم کو دیکھا۔

اجرامِ فلکی کو دیکھا۔

آپ نے حقیقی بادشاہی کا مشاہدہ فرمایا۔

آپ نے عالمِ ملکوت دیکھا۔

آپ نے عالمِ لاہوت دیکھا۔

آپ نے ستاروں کو دیکھا۔

آپ نے قمر کی حقیقت کا مشاہدہ کیا۔

آپ نے سُورج کی حقیقت کو دیکھا۔

تفسیر نور العرفان ص ۲۱۷ مفتی احمد یار خان گجراتی جو خوش قسمتی سے میرے اُستاد بھائی ہیں میں سید افتخار الحسن اور مفتی احمد یار خان دونوں ایک ہی ۔۔۔یعنی حضرت سیّد نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہیں مفتی

Marfat.com

صاحب تفسیر نُور العرفان میں لکھتے ہیں۔

یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام کو عین الیقین حاصل ہو جائے چنانچہ آپ کو ایک پتھر کی چٹان پر کھڑا کیا گیا اور فرمایا اے میرے خلیل مشاہدہ کرو دیکھا......تو عرش و کرسی......لوح و قلم......غرضیکہ تمام آسمانی چیزیں حتیٰ کہ جنّت میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مقامِ عظیم سب کچھ دکھایا گیا پھر فرمایا نیچے دیکھو

تحت الثریٰ تک دیکھا

آپ نے نیچے دیکھا تو زمین اور زمین کے اندر کی تمام چیزیں حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو دکھائی گئیں آپ نے تحت الثریٰ تک ہر ہر چیز کو اُس کی حقیقت کو دیکھا۔

یہ معراجِ ابراہیمی تھی لیکن جب ہمارے آقا و مولیٰ حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو معراج کروائی گئی تو صرف زمین پر ایک مخصوص جگہ کھڑے کر کے مشاہدہ نہیں کروایا گیا بلکہ عرشِ عُلیٰ سے بھی اوپر بلوایا جبریل امین علیہ السلام لے کر گئے آپ تمام اشیاء کو دیکھتے سیر فرماتے ہوئے جنّت میں گئے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو زمین سے جنّت دکھائی گئی یہ معراجِ ابراہیمی تھی اور معراجِ مصطفیٰ کا ایک مقام جنّت کے اندر ہوا ادنیٰ اس لئے بتایا ہے کہ جس کا آخری مقام دنیٰ سے قریب ہو لا مکان ہو ذات خداوندی کا مشاہدہ ہو۔

ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی معراج بے مثل ہے جو کسی بھی نبی

Marfat.com

کے حصّہ میں نہیں آئی۔

معراج خلیل کا کمال

الغرض...... بات ہے معراج کی ...... معراج تمام نبیوں کو ہوئی ...... معراجِ ابراہیمی بھی بڑی کمال معراج ہے...... آپ نے مقام یمین الیقین میں قدم رکھا...... آپ نے درجۂ عین الیقین حاصل کیا یہ بہت بڑی شان ہے...... یہ بہت بڑا اعزاز ہے۔

حضرت سیدنا خلیل علیہ السلام کی یہ خصوصیت ہے۔

حضرت سیدنا خلیل اللہ علیہ السلام کی ان مشاہدات سے جو عرفان آپ نے حاصل کیا...... جو نور آپ نے حاصل کیا...... اس کو آپ ہی جانتے ہیں آپ نے ان تمام چیزوں کی حقیقت پر غور کیا اور یہ حقیقت در حقیقت خالق حقیقی تک ہی جاتی ہے اُس کا ہونا زمین و آسمان کا ہونا ہے اگر وہ نہیں تو کچھ بھی نہیں وہ ہے تو سب کچھ ہے وَرنہ عدم ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بھی کائنات کی حقیقت میں نورِ خدا کو عیاں دیکھا، جسے ہم نہیں دیکھ سکتے اور اُسی نُورِ خُدا کے جلوؤں کو سمونا معراج ہے اسی معراج کے لئے موسیٰ علیہ السلام کبھی جنگل میں جاتے ہیں کبھی کوہِ طُور پر جاتے ہیں ...... یہ معراج جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو عطا کی گئی تو ایک پتّھر پر جب موسیٰ علیہ السلام کو عطا کی گئی...... تو بھی کوہ طُور پر لیکن جب اپنے حبیب کو عطا کی گئی تو۔

Marfat.com

ثُمَّ دَنٰی فَتَدَلّٰی فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی

کی منازل بجسمہٖ طے کروا کے آگے سب خاموش ہیں۔

ایتھاں چپ دی جا ہے الا کوئی نہیں سکد

بہر حال ! حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مشاہدے فرمانا کائنات کی حقیقت سے روشناس ہونا باعث عظمت اور باعث فضیلت ہے۔

دوستان گرامی ! حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو درجہ خِلّت حاصل ہوا یہ بھی آپ کی عظیم فضیلت ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے خلیل ہیں آپ کا مقام خلیلی جب حضرت جبریل امین علیہ السلام نے عرض کی اُے ابراہیم ! اگر آپ مجھے حکم دیں تو میں آپ کو نارِ نمرود سے بچا سکتا ہوں ...... آپ نے فرمایا ...... جب خلیل ﴿یعنی دوست﴾ خلیل کی جان لینی چاہے تو زندگی حرام ہو جاتی ہے آپ کا خلیل ہونا قُرآن سے ثابت ہے سب سے افضل حبیب ہے اُن کے بعد خلیل ہے اُن کے بعد کلیم ہے۔

حضرت خلیل اللہ کے خصائص

معارج النّبوۃ اول ص ۶۷ پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے خصائص میں سے چندوہ خصائص بیان کیئے گئے ہیں۔

پہلا خاصہ...... خِلّت ہے یعنی وہ محبّت جو دِل کی گہرائیوں میں ہے اور خِلّت ہی سے خلیل کا تعلّق ہے کہ دوست وہی ہوتا ہے جو اِنتہائی محبّت کا حامل ہو

چنانچہ...... خلیل اللہ...... اس خاصہ خلّت سے بھرپور تھے اور ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسی فرمان پر عمل پیرا تھے جس کے بارے میں آقا نے فرمایا تھا کہ ہر مسلمان...... مومن...... ولی...... نبی...... پیغمبر...... رسول...... اس میں شامل ہے اور وہ فرمان کیا تھا...... اِنَّ صَلوٰتِی وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِی لِلّٰہِ رَبِّ العَالَمِینْ

میرا خلیل اس پر عمل پیرا تھا کہ اُس کی نماز بھی اللہ کے لئے۔

اُس کی قربانی بھی اللہ کے لئے۔

اُس کی زندگی بھی اللہ کے لئے۔

اُس کی موت بھی اللہ کے لئے۔

اور یہی مقام خلّت ہے۔

Marfat.com

ضیافت کرنا

دوسرا خاصہ...... ضیافت ...... حضرت ابراہیم علیہ السلام کا یہ خاصہ نہ صرف خود آپکو پسند تھا یہ خاص فعل اللہ تعالیٰ کو بھی محبوب تھا۔ اور وہ یہی تھا کہ آپ مہمانداری فرماتے تھے۔

اور اس درجے تک آپ مہمان داری تھی کہ آپ کبھی اکیلے کھانا تناول نہیں فرماتے تھے۔

خدا کا خلیل ہے...... یہ فعل ہے خدا کا اور یہی فعل ہے خدا کے خلیل کا کہ

مخلوق آتی رہے اور کھاتی رہے۔

بعض اوقات مہمان نہ ہوتا تو اللہ کا خلیل مہمان کی تلاش میں گھر سے نکلتا......اور مہمان کو لے کر آتا......اُس کو اپنے ساتھ بٹھاتا......جو خُود کھاتا وہی مہمان کو کھلاتا ہے۔

ایک مرتبہ اللہ کے خلیل پاس کوئی مہمان نہ تھا آپ مہمان کی تلاش میں گئے......ایک شخص نظر آیا آپ اُسے لے کر گھر تشریف لائے جب کھانا شروع کیا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حسبِ معمول بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ پڑھی۔

ربّ کے دستر خوان سے کھاتا ہے

اُس نے نہ پڑھی......اللہ کے خلیل کے دل میں خیال ہوا شائد یہ منکرِ خدا ہے......یہ بے دین ہے......یہ کافر ہے......آپ نے اُس سے پوچھا کیا تم خدا کو مانتے ہو؟ اُس نے کہا نہیں آپ نے فرمایا۔

اُٹھ جاؤ میرے دستر خوان سے......وہ شخص اُٹھا اور چلا گیا......اُسی وقت وحی آئی......اللہ نے فرمایا......اُے میرے خلیل تو اُس کو ایک وقت کا کھانا نہیں کھلا سکا کہ میرا منکر ہے۔

لیکن میرا معاملہ دیکھو......کہ میں اُسے اپنا منکر ہونے کے باوجود رزق دیتا ہوں اور وہ روزانہ میرے دستر خوان سے کھاتا ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سنا تو فوراً بھاگے گئے اور اُس شخص کو

Marfat.com

منت سماجت کر کے لے آئے ...... اپنے ساتھ بٹھا کر کھانا کھلایا...... اُس نے پوچھا کیا معاملہ ہے اب کونسا میں آپ کے دین پر ہوں ...... آپ نے فرمایا بے شک نہیں ہو لیکن میرے رَبّ نے مُجھے حکم دیا ہے کہ تُجھے کھانا کھلاوں جب اُس شخص نے سُنا تو نادم ہو کہنے لگا میں ایسے کو کیوں نہ مانوں جس کی شفقت مُجھ جیسے کے لئے ہی ہے اور وہ فوراً کلمہ پڑھ کر دین ابراہیمی میں داخل ہو گیا۔

تو یہ خاصہ ہے اللہ کے خلیل کا ...... کہ ہر گھڑی آپ کے دستر خوان پر مہمان رہتے۔

تو مہمانوں کو بغیر کھانا کھانے نہ جانے دینا آپ کے خصائص میں بھی ہے اور آپ کے شمائل میں بھی ہے۔

خلیل اللہ کا تیسرا خاصہ

حضرت سیّدنا ابرہیم خلیل اللہ علیہ السلام کا یہ بھی خاصہ تھا کہ آپ فَنَاۤفِی اللہ تھے۔ اگر کوئی آپ کے سامنے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ...... اللہ کے نام پر سوال کرتا...... تو آپ جو کچھ بھی ہوتا...... اللہ کے نام پر لُٹا دیتے۔

خلیل اللہ کا چوتھا خاصہ

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا یہ بھی خاصہ تھا کہ آپ سخاوت میں بے مثال تھے۔

Marfat.com

اس دنیا میں بڑے بڑے سخی آئے ہیں۔

لیکن سخاوت مال کی ہوتی ہے۔

کوئی سخاوت زمین کی کرتا ہے۔

کوئی سخاوت اپنی محبّت کی کرتا ہے۔

کوئی سخاوت گھر کی کرتا ہے۔

لیکن خلیل کیسے سخی ہیں جو اپنے بیٹے کی سخاوت کر رہے ہیں جو بیٹا طلب کرنے پر اپنا بیٹا دے رہے ہیں اس سخاوت کے بعد یہی سخاوت سیّدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کے گھر میں نظر کرتی ہے اور دَر حقیقت یہ گھر بھی اُسی گھر کا حِصّہ ہے۔

خلیل اللہ کا پانچواں خاصہ

آپ حُسن و جمال میں بے مثال تھے آپ کا چہرۂ انور چاند کی طرح روشن تھا آذر جب آپ کو قتل کرنے کی غرض سے آیا اور پھر جب آپ کے چہرے کو دیکھا تو آپ کے جمال کی وجہ سے وہ آپ پر سختی نہ کر سکا اور آپ حُسن و جمال کے پیکر کیوں نہ ہوتے کہ آپ نُورِ مُصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے امین تھے۔

اللہ کے خلیل کا چھٹا خاصہ

یہ کہ اللہ تعالیٰ کے حکم پر آپ نے تعمیرِ کعبہ کی اور پھر جس پتّھر پر آپ نے

Marfat.com

کھڑے ہو کر اینٹیں لگائیں تو وہ پتّھر موم ہو گیا اور اُس پر آپ کے قدموں کا نشان بن گیا اور یہی خاصہ میرے آقا حضرت سیّدنا مُحمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا بھی تھا۔

زرقانی شریف ج ۴ ص ۱۹۷۔

انه صلی اللّٰه علیه و آلهٖ وسلم کان اذا مشی علی الصخرِ غاصت قدماه فیه۔

کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پتھروں پر چلتے تو آپ کے پاؤں مبارک کے نشان ان پر لگ جاتے۔

یعنی وہ آپ کے پاؤں کے نیچے موم کی طرح نرم ہو جاتے۔

یہ خاصہ ابراہیم علیہ السّلام کا ایک وقت تک محدود بنا یعنی صرف ایک پتّھر ہے اور وہ بھی اس لئے کہ اس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام کعبۃ اللہ کی تعمیر میں مصروف عمل تھے جبکہ حضور علیہ السّلام کے پاؤں مبارک کے نیچے آنے والے سینکڑوں پتّھر تھے جن پر آپ کا پائے مُبارکہ کا نشان بنا۔

بہر حال !

حضرت ابراہیم علیہ السّلام کا یہ خاصہ بنا کہ اُن کے اُس پتّھر کو اللہ تعالیٰ نے رُکن حجّ کے لئے مُصلّیٰ بنا دیا۔ کہ کوئی حاجی اُس وقت تک حج مکمل نہیں کر سکتا جب تک ابراہیم علیہ السلام کے قدمَین مُبارک پر لگنے والے پتھر پر دو رکعت نماز

نہ ادا کرے تو یہ بھی خاصہ خلیل اللہ کا ہے۔

خلیل اللہ کے چند شمائل

خلیل اللہ...... حضرت ابراہیم علیہ السلام کے شمائل و خصائل...... بے شمار...... جن کا شمار ممکن نہیں...... جن کو احاطۂ تحریر میں لانا محال...... بہرحال...... چند شمائل...... پیش ہیں...... ان میں بہت سے شمائل...... بہت سی سُنّتیں...... آج بھی ہم میں رائج ہیں...... یہ سُنّتیں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ہیں...... اس سے بھی اندازہ کر سکتے ہیں...... کہ اس اُمّت کا...... ابراہیم علیہ السلام سے کس قدر تعلق ہے...... کس قدر رابطہ ہے......

سب سے پہلے ختنہ

ان ابراهيم الختن بالقدوم وهو ابن ثمانين سنة

حدیث پاک میں آتا ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام ملک شام سے مقام قدوم میں تشریف لائے...... اس وقت آپ کی عُمر مبارک ۸۰ سال تھی...... آپ نے وہاں ختنہ فرمایا...... ابن حجر قسطلانی شرح بخاری شریف میں فرماتے ہیں سب سے پہلے جس نے ختنہ کیا وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہی تھے دیلمی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی...... کہ سب سے پہلے مہندی کا استعمال خلیل اللہ علیہ السلام نے فرمایا۔

Marfat.com

اور مہندی کا استعمال کرنے کی وجہ بھی اولین سفیدی تھی یعنی سب سے پہلے حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے بال مبارک سفید ہوئے ورنہ پہلے بال سفید نہ ہوتے تھے......

منبر پر خطبہ طبرانی شریف

خصوصی طور پر منبر بنوا کر خطبہ دینا یہ...... بھی خلیل اللہ علیہ السلام کی سنت ہے...... تاجدارِ مدینہ حضرت سیّدنا محمد مُصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا !

اگر میں اپنے لئے منبر بنواؤں تو کیا مضائقہ ہے جبکہ ابراہیم علیہ السلام نے بھی تو منبر بنایا تھا۔

ہاتھ میں عصا پکڑنا

یہ بھی حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کے شمائل میں سے ہے سب سے پہلے عصا مبارک آپ نے پکڑا۔

ابن عساکر حضرت جابر کی روایت نقل فرماتے ہیں کہ فن عسکریت و اصول حرب بھی حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے بنائے ...... میمنہ...... میسرہ...... قلب قرار دیا۔

﴿سیرت سید لولاک ص ۸۲﴾

معانقہ کرنا

ہمارے آقا و مولا تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ محبت کے اظہار کے ئے سب سے پہلے معانقہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کیا تھا...... آج تک وہ رائج ہے۔

پاجامہ پہننا

معارج میں خصائل ابراہیمی میں تحریر ہے۔

کہ سب سے پہلے پاجامہ...... یعنی سلا ہُوا تہبند حضرت سیّدنا ابراہیم علیہ السلام ہی نے پہنا۔

مال غنیمت کی تقسیم

مال غنیمت سب سے پہلے خلیل اللہ نے ہی تقسیم فرمایا اللہ کے راستے میں سب سے پہلے ہجرت کرنے والے مہاجر...... خلیل اللہ تھے علیہ الصّلوٰۃ والسلام۔

قیامت کے دن ردائے رحمت خلیل کو ملے گی

جب آپ کو نارے نمرود میں ڈالا جانے لگا تو آپ کو معاذ اللہ برہنہ کیا گیا تھا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں اسی کے بدلے میں ابراہیم علیہ

Marfat.com

السلام کو ایک اعزاز بروز قیامت دیا جائے گا۔

...... پُوچھا گیا ...... یا رسول اللہ ...... میرے آقا ...... فرمائیں کونسا اِعزاز دیا جائے گا...... خلیل کو...... فرمایا...... بروزِ قیامت خلیل اللہ کو ردائے رحمت اُڑھائی جائے گی۔

بیس صحائف کا نزول

اکیلے ابراہیم علیہ السلام پر بیس صحیفے نازل کیے گئے۔

شاہ عبدالعزیز مُحدّث دہلوی "تفسیر عزیزی" میں لکھتے ہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے خصائص و خصائل کی وجہ سے انہیں دنیا کا پیشوا اور امام بنایا گیا ...... اگر یہ کہا جائے ...... کہ دینِ ابراہیمی ...... دین اسلام ہی کی ایک شق ہے ...... دینِ ابراہیمی ...... شجرِ اسلام کی ہی ایک شاخ ہے تو غلط نہیں ہے ...... اہلِ فترت کا عذاب سے مامون ہونا اسی بات کی دلیل ہے ...... قرآن بھی اسلام اور دینِ ابراہیمی کے ایک ہونے کی تصدیق فرما رہا ہے ...... واتبع ملۃ ابراہیم حیفاً ملت حنیف ابراہیم علیہ السلام کا اتباع کرو ...... ملت حنیف سے مراد کون ہے؟ مسلمان ہی ہیں۔

خلیل اللہ کا وصال

ابن خلدون تاریخ الانبیاء ص ۹۲ پر لکھتے ہیں چونکہ ابراہیم علیہ السلام

Marfat.com

نے اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کی تھی کہ بغیر میری خواہش کے میری رُوح قبض نہ کی جائے ......اس وجہ سے جب مشیت ایزدی ہوئی کہ ابراہیم علیہ السلام کی رُوح مُبارک قبض کی جائے تو اللہ تعالیٰ جل شانہٗ نے ملک الموت کو ایک بوڑھے مصلوب القویٰ شخص کی صورت میں بھیجا۔

حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام اُس وقت لوگوں حسبِ عادت کھانا کھلا رہے تھے آپ نے بُوڑھے ملک الموت کو بھی دسترخوان پر بٹھایا ضعف و ناتوانی نے اس بوڑھے کو اس قدر مجبور کر دیا تھا کہ لُقمہ اُٹھا کر مُنہ میں لیجانے کی کوشش کرتا ضعف اور رعشہ کی وجہ سے ہاتھ آنکھوں کی طرف چلا جاتا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس سے دریافت کیا اس نے بتایا ضعیفی نے میرا یہ حال کر دیا ہے...... میں تے جین توں وی آوازاراں ...... آپ نے فرامایا...... تمہاری عمر کتنی اُس نے آپ سے دو برس زیادہ عمر بتائی ...... حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے دل میں کہا اللہ اکبر ...... میرے اور اس بوڑھے کی عمر میں صرف دو سال کا فرق ہے اگر دو برس بعد میرا بھی یہی احوال ہوا ...... یہ سوچتے ...... اللہ کے خلیل نے بارگاہ ایزدی میں دُعا کی اللھم اقبضنی الیک ﴿اے خدا...... مجھے اپنی طرف بلالے﴾

ملک الموت کا آنا

بعد ازاں ملک الموت حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی بارگاہ اقدس

Marfat.com

میں حاضر ہوا...... سلام عرض کیا۔

اخبار الملائکہ امام جلال الدین سیوطیؒ

﴿ص ۱۱۴﴾

آپ نے فرمایا...... اے عزرائیل ...... میری رُوح قبض کرنے آئے ہو...... عرض کی...... جی حضور......

فرمایا...... کیا تم سب کی اُرواح صرف ایک ہی طرح قبض کرتے ہو یا فرق رکھتے ہو؟

عرض کی...... حضور فرق رکھتا ہوں۔

فرمایا...... کیا فرق رکھتے ہو؟

عرض کی...... کسی کو تکلیف دیتا ہوں کسی کو کم...... کسی کو زیادہ کسی کو بہت زیادہ...... اسی طرح کسی کی رُوح بغیر تکلیف دیئے قبض کرتا ہوں...... فرمایا اے عزرائیل ...... تُم جب رُوح قبض کرنے آتے ہو تو ایک ہی شکل میں یا مختلف شکلوں میں عرض کی .... حضور بہت سی شکلوں میں آتا ہوں...... فرمایا...... مجھے وہ شکل دکھاؤ...... میں صرف دیکھنی چاہتا ہوں ...... وہ شکل جو سب سے عجیب ہو جو سب سے زیادہ خوفناک ہو جس شکل میں تم اللہ کے سب سے بُرے غدّاروں کی اُرواح قبض کرتے ہو۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب وہ خوفناک صُورت اختیار کی کہ وہ ایسی ہیبتناک شکل تھی ...... اور ایسی ڈراؤنی شکل تھی کہ حضرت سیدنا ابراہیم علیہ

Marfat.com

السلام پر بشریت کی گھبراہٹ طاری ہوئی اور روایات کے مطابق ...... آپ بے ہوش ہو گئے ...... جب آپ اپنی حالتِ پر واپس آئے تو فرمایا دُوسرا رُوپ بھی دکھا دے جس میں آ کر تو اللہ کے نیک بندوں کی اَرواح کو قبض کرتا ہے حضرت سیّدنا عزرائیل علیہ السلام ایک نہایت حسین وجمیل ...... خُوبصورت ...... شکیل وہ حُسن کہ جسے الفاظ میں بیان نہیں کیا جا سکتا، وہ جمال جس میں معصومیّت کا پَرتَو شامل تھا جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ملک الموت کی یہ شکل دیکھی فرمایا ...... اُے فرشتے کون ہوگا وہ شخص ...... جس سے تو اس کی رُوح اس صورت میں مانگے اور وہ انکار کر دے؟ تو مانگ ...... اور لے جا ...... چنانچہ حضرت عزرائیل علیہ السلام نے حکم کی تعمیل کی اور آپ کی رُوح مبارک کو ایک لمحے سے بھی پہلے قبض کر لیا اللہ کے خلیل اپنی نیابت اپنی دُعائیں اپنی عطائیں اپنے بیٹوں کو دے کر دوست کے ہاں تشریف لے گئے ...... جس کی قُربت کے لئے وہ کئی مرتبہ اپنا آپ قربان کر چکے تھے ......

Marfat.com

کچھ تاریخ کے حوالے سے

حضرت خلیل اللہ کی ازواج

حضرت سیّدہ سارہ رضی اللہ عنہا حضرت سارہ سے حضرت اسحاق علیہ السلام پیدا ہوئے حضرت سارہ نے ایک سو ستائیس سال کی عمر میں قریۂ جیرون میں وفات پائی حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے چار سو مثقال چاندی دے کر جگہ خریدی اور وہاں حضرت سارہ کو دفن کیا۔

حضرت سیّدہ ہاجرہ

آپ کے بطن اطہر سے حضرت سیدنا اسماعیل علیہ السلام پیدا ہوئے آپ خلیل اللہ علیہ السلام کے سب سے بڑے بیٹے ہیں جب حضرت اسماعیل علیہ السلام پندرہ سال کے تھے تو حضرت ہاجرہ کا انتقال ہوا آپ کو کعبہ شریف کے قریب میزابِ رحمت کے درمیان دفن کیا گیا۔

حضرت قنطورا

حضرت سارہ کے بعد حجرِ اسود اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے قنطورا بی بی سے شادی کی جن کے بطنِ اطہر سے مدین اور مدائن پیدا ہوئے یہی مدین

Marfat.com

تھے جن کے ساتھ نمرود کی اس بیٹی کی شادی آپ نے کر دی اور اپنی بہو بنا لیا جس نے دین ابراہیمی قبول کر لیا تھا واقعہ آپ کی نظروں سے گذر چکا ہے۔

حضرت حجین

ابن خلدون کہتے ہیں علاّمہ سہیلی کے مطابق حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ایک اور بیوی بھی تھی جن کا نام حجین یا حجون بنتِ اُہیب تھا ان سے بھی آپ کے پانچ بیٹے پیدا ہوئے اسرائیلی روایت کے مطابق قنطورا سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے چھ لڑکے زمران ......یقشان...... مدائن ...... مدین ......اشبق ......شوخ پیدا ہوئے یہ روایت اسرائیلی ہے اور جھوٹی روایت ہے جسے قبول نہیں کیا جا سکتا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد حضرت اسماعیل سے حضرت اسحاق سے مدین سے مدائن سے چلی جن کے شجرے کُتب انساب میں موجود ہیں چونکہ اتنی معلومات ہمارے لئے کافی ہیں لہٰذا اسی پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

حضرت اسماعیل ذبیح اللہ علیہ السلام

کون ذبیح اللہ...... حضرت اسماعیل اللہ علیہ السلام

کون حضرت اسماعیل علیہ السلام...... حضرت ذبیح اللہ

کون حضرت اسماعیل علیہ السلام...... امین نور مصطفیٰ

کون حضرت اسماعیل علیہ السلام...... پیکر صبر و رضا

کون حضرت اسماعیل علیہ السلام...... جانشین خلیل اللہ

کون حضرت اسماعیل علیہ السلام...... باعث آب زمزم

کون حضرت اسماعیل علیہ السلام اپنے باپ کے عظیم فرمانبردار فرزند

کون حضرت اسماعیل علیہ السلام...... کعبۃ اللہ کی تعمیر اول کے مزدور

کون حضرت اسماعیل علیہ السلام مصداق حدیث انا ابن الذبیحین

کون حضرت اسماعیل علیہ السلام...... جد امجد بنی اسماعیل

کون حضرت اسماعیل علیہ السلام...... جو مرجعٔ خلائق ہیں۔

کون حضرت اسماعیل علیہ السلام...... جو امیرِ حج ہیں۔

کون حضرت اسماعیل علیہ السلام جنکی شان اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں

بیان فرما ہے وَفَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ یہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی شان ہے

محترم قارئین جب ہم درود پاک پڑھتے ہیں۔

عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ کہتے ہیں

یہاں آلِ ابراہیم میں سب سے پہلے جس ہستی پر درود بھیجا جاتا ہے وہ

حضرت اسماعیل ذبیح اللہ ہیں۔

حجرِاسود ذبیح اللہ کو ملا

حضرت سیدنا اسماعیل ذبیح اللہ...... مکۃ المکرّمہ میں حضرت سیدنا ابراہیم کے جانشین حضرت ذبیح اللہ ہیں...... کیا شان ہے...... کیا عظمت ہے کیا فضیلت ہے...... کہ اسماعیل علیہ السلام...... متولّیِ کعبہ بن گئے...... کعبۃ اللہ میں امام بنے...... سیدّالحرمین بنے۔

ہوگا شک کسی کو...... کہ حضرت اِسماعیل علیہ السلام کو حضرت سارہ کے ساتھ عداوت تھی...... مگر یہ محض شک ہے......

روایات میں موجود ہے کہ حضرت سارہ نے حج کیا...... اور آپ اپنے صاحبزادے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے ماں کی طرف سے سوتیلے بھائی حضرت اسحاق علیہ السلام کے ہمراہ تشریف لائیں...... جب حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو علم ہوا...... کہ حضرت سارہ تشریف لائیں ہیں تو آپ نے اظہارِ مسرّت کیا...... اور دونوں ماں بیٹا کی خوب خدمت کی...... ان سے محبت کی...... اور ہر ممکن ان کا خیال رکھا...... معلُوم ہوا...... حضرت سارہ...... اگر بعد میں بھی رقابت رکھتیں تو کبھی حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے پاس آ کر نہ ٹھہرتیں۔

ذبیح اللہ کے فضائل

اللہ تعالیٰ نے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو منصبِ نبوّت سے سرفراز فرما

Marfat.com

یا قرآنِ پاک میں بیشتر مقامات پر آپ کا ذکرِ مبارک ہوا۔

حجر اسود بھی حضرت ذبیح اللہ علیہ السلام کو ہی ملا ایک روایت کے مطابق جبل ابوقبیس سے اور دوسری روایت کے مطابق حضرت جبریل امین علیہ السلام نے اس جگہ......لا رکھا جہاں حضرت اسماعیل علیہ السلام موجود ہے۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام سے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کوئی پتھّر لے کر آؤ آپ ایک پتھّر لے کر گئے تو حضرت سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلامنے فرمایا یہ پتھّر درست نہیں کوئی اور پتھّر لاؤ۔ چنانچہ آپ کو حجرِ اسود نظر آیا آپ اسے لے کر اپنے والد گرامی کے پاس آئے اُنہوں نے اس پتھر کو پسند فرمایا اور اس کے مقام پر نصب کر دیا۔

تو یہ خاصہ بھی حضرت سیّدنا اسماعیل علیہ السلام کا ہے کہ حجرِ اُسود آپ کو ملا۔

ذبیح اللہ کا عظیم درجہ

حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کے چار بیٹے ہیں جن میں سے تین بیٹے حضرت اِسحاق علیہ السلام حضرت مدین علیہ السلام اور حضرت مدائن ان کی ساری اولاد میں انبیاء کرام جلوہ گر ہوئے صرف حضرت اِسماعیل علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے واحد صاحبزادے ہیں جن کی اولاد میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے پہلے تک کوئی ایک بھی نبی معبوث نہیں ہوا۔

Marfat.com

گویا...... ظاہراً...... یہ بات...... ایسے محسوس ہوتی ہے...... کہ گویا......

شرف حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دوسرے صاحبزادوں کو حاصل ہوا......

جبکہ یہ حقیقت نہیں ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ شرف حاصل ہوا تو حضرت ذبیح اللہ

اسماعیل علیہ السلام کو ہوا۔

کیونکہ وہ نور محمدی جسے اللہ تبارک وتعالیٰ نے آدم علیہ السلام تھے چنانچہ

آپ نے حجر اسود اُٹھایا اور اپنے والد گرامی کے پاس لے گئے۔

ذبیح اللہ جامع الکمالات

حضرت سیدّنا ذبیح اللہ اسماعیل عَلَیۂِ الصّلوٰۃُ وَالتّسلیم ...... جامع

الکمالات...... منبع فیوض و برکات...... جدِّ سادات...... دافع البلیات...... نُور کی

برسات...... مَطلعٔ اَنوارِ ربّانی...... خلیل کے جانشین...... شیث کی آنکھوں کی

ٹھنڈک...... ہابیل کی قربانی کا اجر۔

حضرت ذبیح اللہ علیہ السلام

کون حضرت ذبیح اللہ...... جن کی...... بڑی شان...... بڑی عزّت بڑا

مقام...... بڑا نام...... بڑی قربانی...... بڑا ایثار...... بڑا نام...... بڑی قربانی

سب سے بڑا اعزاز...... سب سے بڑی عظمت...... سب سے بڑی شان کیا ملی

کہ اللہ تعالیٰ جل شانہٗ نے اپنے پیارے محبوب مدنی تاجدار...... احمد مختار......

Marfat.com

رحمت للعالمین ...... شفیع المذنبین ...... سیّد السّاجدین ...... افضل الراکعین ...... حضرت سیّدنا محمد مُصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا وہ نُور مبارک ...... جس نُور سے ساری کائنات بنائی گئی ...... وہ نُور مبارک جس نُور سے جنّت سجائی گئی ...... اور نور مُصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے اسماعیل ...... حضرت ذبیح اللہ کی پشت میں بھیجا۔

وہ نُور حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت ابراہیم علیہ السلام تک آیا حضرت ابراہیم علیہ السلام سے وہ نُور مدائن میں نہیں گیا وہ نُور اسحاق میں نہیں گیا وہ نُور مدین میں نہیں گیا بلکہ وہ نُور پاک عربی اسمٰعیل ذبیح اللہ علیہ السلام میں منتقل ہوا اور حضرت اسماعیل علیہ السلام سے آگے چلا۔

اس نور سے اللہ نے
کیا رتبے آدم کو دیئے
چھانٹا خلافت کے لئے
تعلیم کل اسما کیئے
بدھ کو فرشتوں کے پرے
جھٹ جھک کے سجدے میں گرے
تعظیم کے انکارے
شیطاں گیا ملعون بن
یہ نُور یُوں چلتا رہا

Marfat.com

اصلابِ اشرف میں گیا
اَرحامِ اَطہر میں گیا
یُوں منتقل ہوتا رہا
تا بطنِ پاک آمنہ
آ پہنچا وہ در عدن

ذبیح اللہ فانوس ہیں

یہ شان ملی ہے حضرت سیدنا اسماعیل علیہ السلام کو

اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کَمِشْکٰوةٍ فِیْهَا مِصْبَاحٌ

﴿محمد بن کعبہ قرنی روایت تفسیر خازن جلد۳ص۳۳۲﴾

طاق خلیل اللہ ہیں

میں نُور سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں طاق حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا دل مبارک ہے اور فانوس حضرت سیدنا اسماعیل علیہ السلام ہیں۔

نُورِ محمدی کے امین......اسماعیل
صاحبِ حقّ الیقین......اسماعیل
نُور وحدت کے دُرِّ ثمین......اسماعیل
جذبۂ ایثار کے امین......اسماعیل

Marfat.com

نبوت وامامت کے نگین......اسماعیل

حق کی فتح مبین......اسماعیل

پھر کیوں نہ کہوں۔

خلیل کا شہکار......ذبیح

حق سچ کا اقرار......ذبیح

باطل کا انکار......ذبیح

نبوّت کا حقدار......ذبیح

کون حضرت سیدّنا اسماعیل ذبیح اللہ جنہوں نے......حق کے لئے......حق ہونے......کا حق ادا کر کے ایسا حقّ وصول کیا کہ......حقّ اُس کا ہوگیا......وہ حق کا ہوگیا۔

آپ یقین کے شہسوار

کون سیدّنا اسماعیل ذبیح اللہ جنہوں نے باپ کے خواب سنانے کے بعد کوئی تعبیر نہ پُوچھی کوئی تاویل نہ چاہی......کوئی عذر نہ کیا۔

اس لئے کہ ان سے اوجھل نہیں تھے......حقائق......

مقامِ حیرت کی سیر

کون حضرت اسماعیل علیہ السلام......جو دَر حقیقت ذبیح اللہ ہیں جس

Marfat.com

کی بحث آپ ذبیح اللہ ہونے کے حوالہ سے اسی کتاب میں پڑھ چکے ہیں یہاں ایک مقامِ حیرت ہے جس کی سیر کروانی چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ ابنِ خلدون معارج ان کے علاوہ بھی چند روایات سامنے آئیں جن میں یہ کہا گیا کہ حضرت علی المرتضٰی کرم اللہ وجہہ الکریم حضرت اِسماعیل علیہ السّلام کے ذبیح اللہ ہونے کے قائل نہ تھے بلکہ آپ حضرت اسحاق علیہ السلام کو ذبیح مانتے تھے۔

حیرت ہوتی ہے تاریخ نگاروں کے روایت کو بغیر تصدیق کے تحریر کرنے پر...... یہ ٹھیک ہے کہ بعض صحابہ کرام جو چند ایک تھے اس بات کے قائل تھے کہ ذبیح حضرت اسحاق علیہ السلام ہیں نہ کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام ان کا حضرت اسحاق علیہ السلام کو ذبیح سمجھنا عقل میں اس لئے آتا ہے کہ جیسا کہ حضرت کعب احبار کے بارے میں معروف ہے کہ آپ یہودی عالم تھے اور یہودی عُلما کے زیرِ مطالعہ رہنے والی کتاب ہی تورات تھی وہی تورات جس میں تحریف کر کے حضرت اسماعیل علیہ السلام اور حضرت حاجرہ کے لئے نازیبا کلمات لکھے گئے تو یہودی جو اپنے آپ کو بنی اسرائیل کہلاتے تھے وہ کبھی بھی بنی اسماعیل کی عظمت کے قائل نہ ہوئے تھے اور صرف تابوتِ سکینہ کی وجہ سے بنی اسماعیل پر بُہتان تراشی کرتے تھے اُنہیں یہودیوں کے عقلی دلائل سے متاثر ہو کر ہوسکتا ہے کچھ اُصحاب اس کے قائل ہوں کہ قُربانی حضرت اسحاق علیہ السلام کی ہوئی کہ وہ اس مذہب سے آئے جہاں دلائل ہی یہی دیئے جاتے ہیں اور جس مذہب میں آئے وہاں بھی حضرت سیدنا اسحٰق علیہ السلام کو قدر و منزلت کی

Marfat.com

نگاہ سے دیکھا جاتا ہے کیونکہ اسلام کسی ایک نبی کی ادنیٰ گستاخی کرنے والے کو بھی دائرہ اسلام میں رہنے کی اجازت نہیں دیتا۔

چنانچہ بعض اصحاب پر اپنے علم ...... اور اپنے مطالعہ...... اپنی سابقہ تحقیق کے پیش نظر یہ بات نکلی ہوگی کہ قربان حضرت اسحاق علیہ السلام ہوئے اس کی دلیل صرف ایک ہی دیتے ہیں کہ نبوّت اسحاق علیہ السلام کی اولاد میں رہی اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں نہیں آئی گو کہ یہ دلیل نہایت بوگس اور کچی دلیل ہے اور ذبیح کی بحث بھی ہو چکی یہاں صرف یہ بات کرنی ہے کہ یہودی تو کہیں گے یا وہ لوگ جنہوں نے سابقہ تحقیق ہی برقرار رکھی اور یہود سے مسلمان ہو گئے وہ بھی کہہ سکتے ہیں...... لیکن حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام وہ علی جس کے جدِ امجد کعبے کے متولی رہے ہوں

وہ علی جس نے خود کعبے کے اندر اس مینڈھے کے سینگ بھی دیکھے ہوں جو جنت سے لایا گیا تھا وہ علی جو خود بنی اسماعیل کا عظیم فرد ہے وہ بھلا بنی اسرائیل کی بات کیوں کرنے لگا۔

کیسے تسلیم کرلیں

جب بنی اسرائیل والے ایک حق بات کو اس لئے نہیں مانتے کہ اس حق کا تعلّق بنی اسماعیل کے ساتھ ہے تو بنی اسماعیل کا ایک ذمہ دار فرد بنی اسرائیل کے جُھوٹ کو کس طرح تسلیم کر سکتا ہے حقیقت یہ ہے کہ حضرت مولا علی علیہ السلام

نے کبھی یہ نہیں کہا کہ قربانی حضرت اسماعیل علیہ السلام کی نہیں بلکہ حضرت اسحاق علیہ السلام کی ہوئی ہے اُنہیں یہ کہنے کی کیا ضرورت ہے؟ یہ اُن کے نام بہتان ہے اور غلط کیا ہے اُن لوگوں نے جنہوں نے مُنکرین اسماعیل ذبیح اللہ میں حضرت علی علیہ السلام کا نام شامل کیا۔

نُور محمدّی اور ذبیح اللہ

حضرت اسماعیل ذبیح اللہ کو جو نُورِ محمدّی والد گرامی سے ملا تھا آپ سے آگے چلا اور آپ کے صاحبزادے حضرت قیدار رضی اللہ عنہ میں آیا۔

اعتراض

اسرائیلی بنی اسماعیل پر جو اپنا رعب جماتے ہیں اس کی دو وجہیں ہیں۔

نمبر۱...... بنی اسرائیل میں انبیائے کرام کی آمد......

نمبر۲...... تابوت سکینہ

تابوت سکینہ

بنی اسرائیل میں انبیاء کرام کی آمد پر اعتراض کوئی مسلمان نہیں کر سکتا لیکن یہ کہہ دینا کہ بنی اسماعیل کی عظمت کم ہوگئی یہ کہنا درست نہ ہوگا اس کی دو وجہیں ہیں۔

پہلی وجہ یہ ہے کہ انبیائے کرام ہمیشہ اس قوم میں تشریف لاتے ہیں جو

Marfat.com

قوم گمراہی کی طرف جارہی ہو کیونکہ نبی رہبر بن کر آتا ہے نبی ہدایت کا مبلّغ بن کر آتا ہے اگر ایک قوم ہدایت یافتہ ہو اور ایک قوم گمراہ ہو تو یقیناً اللہ تعالیٰ گمراہ لوگوں کی طرف ہی نبی کو مبعوث فرمائے گا چونکہ بنی اسرائیل ایک عجیب وغریب اور بددماغ قوم تھی اسی لئے بنی اسرائیل میں نبی مبعوث فرمائے گئے جبکہ بنی اسرائیل نے انبیاء کے ساتھ کیا کیا انہیں شہید کرتے رہنے اُن پر ظلم کرتے رہے اللہ کے فرامین سے بغاوت کرتے رہے ارے ایسی قوم جو خُود انبیاء کی قاتل ہو اس قوم کو ایسا حق نہیں پہنچتا کہ انبیائے کرام پر فخر کریں۔

بلکہ بنی اسرائیل کے انبیاء پر فخر اگر کوئی کرے تو وہ بھی بنی اسماعیل ہی ہے جنہیں قدر ہے انبیاء کی...... جنہیں معرفت ہے مقام نبوّت کی......

نبوّت بنی اسماعیل کیوں نہیں آتی

باوجود اس کے کہ نُور محمدی حضرت اسماعیل علیہ السلامؑ سے ان کی اولاد پاک میں منتقل ہوتا رہا ہے لیکن نبوّت اسرائیل کی طرف گئی اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پہلی بیوی حضرت سارہ رضی اللہ عنہا تھیں جبھی تو حضرت ابراہیم علیہ السلام آپ کے پاس ہی رہے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کا حضرت سارہ سے تعلق اور حضرت سارہ کی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے محبت کا انعام اللہ تعالیٰ نے یہ دیا کہ حضرت سارہ کی اولاد کو نبوت سے سرفراز فرمایا۔

جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پہلے صاحبزادے حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا کے بطن اطہر سے پیدا ہوئے یعنی حضرت اسماعیل علیہ السلام تو نُور محمّدی جو جبینِ ابراہیم میں تھا وہ تو حضرت اسماعیل ذبیح اللہ علیہ السلام میں منتقل ہو گیا اور حضرت سارہ رشک میں مبتلا ہوئیں تو اللہ تعالیٰ نے اُن کی تشفّی کے لئے ان کی اولاد میں انبیاء کرام بھیجے۔

دوسری وجہ یہ تھی کہ چونکہ حضرت اسماعیل علیہ السلام اور حضرت اسحاق علیہ السلام دونوں سگے بھائی تھے دونوں شان والے تھے...... دونوں بھائی تھے دونوں پیغمبر تھے...... دونوں نبی تھے...... لیکن چونکہ اللہ تعالیٰ کے خاص انعامات حضرت اسماعیل علیہ السلام کو مل گئے جیسا کہ آپ کے لئے آبِ زمزم کا چشمہ جاری ہوا آپ ذبیح اللہ بنے...... آپ معمارِ کعبہ بنے...... آپ حجرِ اسود بھی آپ، کو ملا آپ کی قربانی کی یاد اللہ تعالیٰ نے قیامت تک کے لئے رکھ دی نُورِ محمدی آپ کو مل گیا یہ تمام انعامات ایسے تھے جن کا متبادل کچھ نہیں ہو سکتا تھا لہٰذا اللہ تعالیٰ نے ولایت و اِمامت اور کعبۃ اللہ کے متولّی حضرت اسماعیل اور بنی اسماعیل میں منتقل کر دی اور نبوّت بنی اسرائیل میں منتقل کر دی۔

ایک وجہ یہ تھی

ایک وجہ یہ بھی تھی کہ چونکہ امام الانبیاء حضرت سیدنا محمد مُصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بنی اسماعیل ہی میں تشریف لانے والے تھے لہٰذا اللہ تعالیٰ نے

نبوت کو اس لئے منقطع کر دیا کہ جب بنی اسماعیل میں نبوّت کا شجرہ بنایا جائے تو ایسے بنے گا حضرت سید نا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ...... بن حضرت اسماعیل ذبیح اللہ بن حضرت ابراہیم خلیل اللہ ...... جبھی تو آقائے نامدار حبیب کِرِدگار ...... حضرت سیدُنا محمد مُصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں کہ میں عبد اللہ علیہ السلام کا بھی بیٹا ہوں مگر اسماعیل علیہ السلام کا بھی بیٹا ہوں انا ابن الذبیحین

تابوت سکینہ میں کیا تھا

تابوتِ سکینہ میں تصاویر تھیں انبیائے کرام کی ...... تابوت سکینہ میں چند تبرُّکات تھے ...... حضرت اسماعیل سے پہلے آنے والے انبیاء کے ...... یہ تابوت سکینہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے لختِ دل ...... لخت جگر حضرت سیدنا اسماعیل علیہ السلام کو عطا فرمایا تھا ...... حضرت اسماعیل ذبیح اللہ کو وہ تابُوت ملا جس کے بارے میں بنی اسرائیل کے لوگ شور مچاتے ہیں کہ تابوت سکینہ بنی اسرائیل کو ملا پہلے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ملا ...... بعدازاں بنی اسماعیل میں اور بنی اسرئیل میں اس بات کا جھگڑا ہوا۔

بنی اسماعیل کے لوگ کہتے تھے تابُوتِ سکینہ پر ہمارا حق ہے

بنی اسرائیل کے لوگ کہتے تھے تابُوتِ سکینہ پر ہمارا حق ہے۔

اللہ نے فیصلہ فرما دیا ...... تابوت سکینہ بنی اسرائیل کے پاس رہے گا

Marfat.com

چنانچہ حضرت قیدار علیہ السلام نے تابوتِ سکینہ حضرت سیدنا یعقوب علیہ السلام کے سپرد کر دیا۔

لیکن بنی اسماعیل کی نسل میں تابوت سکینہ سے بڑی نعمت یعنی نُورِ محمّدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رکھ دیا۔

کہاں تابُوت سکینہ

کہاں نورِ محمدی

تابوت سکینہ بھی برکتوں والا تھا لیکن پھر یہی جملہ کہتا ہوں کہاں نور محمدی۔

تابوت سکینہ کی وجہ سے بنی اسرائیل کو فتح حاصل ہوتی تھی...... لیکن پھر یہی جُملہ کہتا ہوں ارے کہاں ...... نُورِ محمدی ...... تابوت سکینہ کی وجہ سے صحت و عافیت ہوتی تھی ...... سے لیکن کہاں نُور محمدی ...... بنی اسرائیل کو تابُوت مل گیا بنی اسماعیل کو مالکِ لاہُوت مل گیا۔

زیادہ شرف ہے

بنی اسماعیل میں نبوّت کا نہ آنا بنی اسماعیل کے لئے شان میں کمی کا باعث نہیں ہے کیونکہ تمام انبیا کے آقا و مولیٰ حضرت سیّدنا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بنی اسماعیل میں تشریف لانا بنی اسرائیل سے زیادہ شرف کا باعث ہے۔

Marfat.com

حضرت سیدنا اسماعیل علیہ السلام انسان کامل تھے آپ کی شان و عظمت کے بارے میں جاننے کیلئے انسانی ذہن ناکافی ہے۔

متولّیِ کعبہ

آپ متولّیِ کعبہ رہے اور تمام حج کرنے آنے والے زائرین کے میزبان آپ ہی تھے حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنی ساری اولاد میں سب سے زیادہ محبّت حضرت ذبیح اللہ علیہ السّلام سے ہی فرماتے۔

روایات میں آتا ہے کہ حضرت اسماعیل علیہ السّلام کے لئے شام سے مکہ پہنچانے کے لئے جبریل امین علیہ السّلام بُراق لے کر آئے تھے حضرت ہاجرہ کو جتنا انعام ملا سارا ذبیح اللہ علیہ السلام کی خدمت کرنے کا تھا آج تکبیر میں کلمہ شریف جو ہم پڑھتے ہیں یعنی اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ اللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد، اس میں لا الہ الا اللہ واللہ اکبر یہ کلمہ پڑھنا حضرت اسماعیل علیہ السلام کی سُنّت مبارکہ ہے۔

دُعائے ذبیح

حضرت ذبیح علیہ السلام نے جب امتحان میں کامیابی حاصل کرلی تو ایک دُعا مانگی۔ یہ دُعا روضۃ الشہداء ج اص ۲۷ میں موجود ہے۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام نے ہاتھ اُٹھائے اور

Marfat.com

دُعا کی اَے الٰہی پیغمبر آخر الزماں صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا
جو اُمتی اس جہان سے جانے لگے اُس کی زبان پہ تیری
توحید کی گواہی کا کلمہ جاری ہو اُس کے گناہ مجھے بخش دے

یا اسماعیل علیہ السلام آپ پر ہماری جانیں قُربان کیسی دُعا فرمائی آپ نے ہمارے گناہ اپنے لئے مانگے۔

اَے معصوم عن الخطا...... ہمارے گناہوں کو کیوں طلب کیا جواب آیا اُمت کے لئے میں نے اس لئے دعا کی ہے کہ مُجھے درحقیقت حضرت مُحمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی رضا چاہیے۔

قارئین کرام ! جب حضرت ذبیح اللہ علیہ السلام نے دُعا کی تو بارگاہِ صمدیت سے جواب آیا اے نورِ نگاہِ خلیل ہم تیری مُراد کو برلائے اور قیامت کے دن گنہگاروں کو تیرے حوالے کریں گے۔

حضرت ذبیح اللہ کا وصال

حضرت سیّدنا ذبیح اللہ اسماعیل علیہ السلام نے معروف روایت کے مطابق ۱۳۰ کی عمر مبارک میں مکۃ المکرّمہ میں وصال فرمایا آپ کو آپ کی والدہ حضرت ہاجرہ علیہ السلام کی قبرِ اطہر کے قریب میزابِ رحمت کے قریب دفن کیا گیا آج بھی ماں بیٹے کی قبورِ مبارکہ میزاب رحمت کے قریب موجود ہیں حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بارہ صاحبزادے تھے جبکہ نور محمدی حضرت سیدنا قیدار

Marfat.com

رضی اللہ عنہ میں منتقل ہوا خانہ کعبہ کے متولّی آپ کی اولاد ہی اور انتظام حج و نظام بیت اللہ چلانے میں حضرت اسماعیل علیہ السلام سے لے کر حضرت عبد المطلب رضی اللہ عنہ تک آل ذبیح اللہ علیہ السلام نے اپنے فرائض سے کوتاہی نہیں کی بعد میں جب تاریخ نے نیا رخ موڑا تو بہت سی تبدیلیاں آئیں کبھی اساف و نائلہ کی خباثت اور کبھی کبھی ابرہہ کی داستان اور رب اکبر کا اپنے کعبے کی حفاظت فرما لینے سے ایسا عقیدہ جنم لیتا ہے کہ کعبے کی تذلیل کوئی نہیں کر سکتا کعبے کو نقصان پہنچ ہی نہیں سکتا لیکن پھر بھی جب یزید اپنے لشکر خبیث کو مکہ کی چڑھائی کے لئے بھیجتا ہے تو وہی کعبہ جس کو بچانے کے لئے اللہ تعالیٰ ہاتھیوں کے مقابلے کے لئے چڑیوں کو بھیجتا ہے اور چڑیاں ہاتھیوں کو مار دیتی ہیں ابابیلیں ہاتھیوں کو مارتی ہیں اُس کعبے پر یزید کی فوج حملہ آور ہوتی ہے اور کعبے کی دیواروں کو نقصان پہنچتا ہے کافر سے کعبہ بچالیا جاتا ہے لیکن نام نہاد مسلمان وہی کعبے کی بے حرمتی کرتے ہیں اور اُسی وقت ابابیل نہیں آتے تبع حمیری جب کعبے کو گرانے کیلئے جاتا ہے اور وہ تبع جو اللہ تعالیٰ کا باغی تھا اُس باغی کو معرفت عطا کر کے اُس سے خدمت لی جاتی ہے اور تبع حمیری سب سے پہلا غلاف کعبہ بنانے کا اعزاز حاصل کرتا ہے لیکن مسلمان کہلوانے والے حجاج بن یوسف کی فوج اُسی کعبے کے غلاف کو جلا دیتی ہے اگر تبع اور اُس کی خدمت کے متعلق پڑھنا چاہتے ہیں تو اس کے لئے کتاب نسبت باعث جنت کا مطالعہ فرمائیں۔

آج بھی یزید اور حجاج بن یوسف کے جانشین کعبہ پر قبضہ کئے ہوئے

Marfat.com

ہیں۔

صاحبزادہ افتخار الحسن زیدی فرماتے ہیں مجھے یاد ہے۔ میں ۱۹۷۹ میں امیر الحجاج بن کر حج بیت اللہ شریف اور زیارتِ روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سرفراز ہونے کے لئے گیا حُسن اتفاق سمجھئے کہ پیر فضل رسول حیدری رضوی صاحب اور مولانا محمد حسین صاحب بھی اسی سال اس خطہء ارضہ مقدس میں حاضر تھے۔

ایک دن ملاقات کے دوران میں نے پیر فضل رسول صاحب سے عرض کی ! حضور حجرِ اسود کو بوسہ تو دیا مگر لطف نہیں آیا اور پیاس نہیں بجھی۔

فرمایا ! آج رات ایک بجے چلیں گے وقت پر کعبہ پہنچے۔

اللہ کے مقبول بندوں کا ہجوم...... حاجیوں کا اژدہام......طواف کرنے والوں کی بھیڑ میرے دل میں خیال آیا کہ ایسی صورت حال میں وہ کیسے ہوگا جو سوچ کر آئے ہیں صاحبزادہ پیر فضل رسول صاحب کیا کریں گے مگر ان کی جوانی اور بازوؤں میں خدا جانے اتنی طاقت کہاں سے آگئی کہ دنوں بازو بکھیر دیئے لوگ پیچھے ہٹتے چلے گئے اور راستہ ہوتا گیا حجر اسود کے قریب جاکر بازو پھیلا دیئے فرمایا صاحبزادہ صاحب جی بھر کر حجر اسود کو بوسے دے لو۔

وہاں سے تسکین کے بعد مقام ابراہیم پر نفل پڑھنے لگے دونوں رکوع میں گئے ایک شُرتے نے دیکھ لیا ایک ڈنڈا میری کمر پر پڑا ایک صاحبزادہ صاحب کی کمر پر پڑا اس لئے کہ ابن عبدالوہاب نجدی کی اس مسلکی اور نظریاتی

Marfat.com

اولادِ نجدی کے ان عیاش چیلوں اور عیش پرستوں پوجنے والے شہزادوں کے نزدیک یہ شرک ہے۔

وہ شہر مکہ جس کے لئے تزکیہ کے لئے طہارت کے لئے دعائیں کی گئیں آج اہل نجس کے ہاتھوں میں ہے۔

اسلام کے غدار

وہ شہر مکہ جسے اللہ کے خلیل نے امن وسلامتی کا گہوارہ بنایا تھا آج سر زمین کو غدارانِ اسلام اور نام نہاد اسلامی ریاستوں کی وجہ سے خطرہ ہے آل سعود غدارانِ حرم ہیں اور قمر جلالوی نے انہیں کیلئے یہ کہا ہے۔

پڑھتا ہُوں تو کہتی ہے یہ خالق کی کتاب
ہیں مثلِ یہودی یہ سعودی بھی عذاب
اُس قوم کے بارے میں قمؔر کیا لکھے
کعبے کی کمائی سی جو پیتے ہیں شراب

پھر بھی یہ خادم الحرمین کہلواتے ہیں جس کے حقدار یقیناً یہ نہیں ہیں ذبیح اللہ کی قربانی آج بھی اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ بارگاہِ ایزدی میں قربان ہونے کا جذبہ پیدا کرو۔

Marfat.com

علماء خطباء مقررین اور عوام کے لیے انمول خزانہ

خطیب پاکستان مناظر اسلام علامہ قاری فیض المصطفیٰ اعتقی کی لاجواب اور بے مثال تالیفات

ذوق خطیب

اول
میلاد شریف کی اہمیت
انگوٹھے چومنے کا جواز
میلاد کے فوائد نور نبی ﷺ پر بحث

دوم
سرکار کے والدین ؑ۔ ولادت شریف
جشن میلاد کا جواز

سوم
دائی حلیمہ ؓ
شریعت مصطفیٰ ﷺ پر بحث

چہارم
ذکر مصطفیٰ ﷺ ۔ وفات مصطفیٰ ﷺ
حیات مصطفیٰ ﷺ پر نفیس دلائل
(زیر طبع)

ماہ اجمیر
شان ولایت ۔ ولی کی تعریف
خواجہ معین الدین چشتیؒ کی سیرت پر مکمل بحث

امامت کا حق دار کون؟
اہلسنت وجماعت کی نماز کس امام
کے پیچھے ہوسکتی ہے بہترین رسالہ

سلطان کربلا

اول
مقام اہلبیت ۔ اہلبیت کون؟
محبت صحابہ واہلبیت
شان حسنین ؓ پر مکمل بحث

دوم
ولادت حسین ؓ ۔ رخصتی مدینہ غم حسین ؓ ۔
ماتم حسین ؓ پر نفیس بحث
(زیر طبع)

سوم
امام مسلم ؓ کی شہادت بچوں کی شہادت ۔
مکہ سے کربل یوم عاشورا
(زیر طبع)

چہارم
شہادت حضرت حُر ؓ، حضرت وہب ؓ حضرت عون ؓ ومحمد
حضرت علی اکبر ؓ، حضرت عباس ؓ، حضرت علی اصغر ؓ،
شہادت حضرت امام حسین ؓ
(زیر طبع)

پنجم
شہادت کے بعد کے واقعات
ابن زیاد کا دربار
یزید کا دربار ۔ واپسی مدینہ
(زیر طبع)

ششم
قاتلان حسین ؓ کا انجام
یزید اپنے آئینے میں
یزید کے حامیوں کا علمی آپریشن
(زیر طبع)

مکتبہ نوریہ رضویہ ۔ گلبرگ اے فیصل آباد
041-2626046

Marfat.com